اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سکینۃ الاولیاءؒ

حضرت میاں میر قادریؒ

کے

ملفوظات • معمولات • ارشادات • کرامات

اور

ان کے خلفاء کے حالات زندگی

شہزادہ محمد داراشکوہ

محمد اکرم رہبر

مکتبہ عالیہ

"یہ کتاب تصوف کی ایک ہزار کتابوں پر بھاری ہے"

شہزادہ محمدؒ دارا شکوہ

سکینۃ الاولیاء

مصنف :- شہزادہ محمد دارا شکوہ

مترجم :- محمد اکرم رہبر

ناشر :- کلیم نشتر

طابع :- پنجاب پریس لاہور

قیمت

-/۳۰

یکے از مطبوعات

مکتبہ عالیہ ـ ایبک روڈ (انارکلی) ـ لاہور

marfat.com

پیش لفظ

تین سال پہلے کی بات ہے میرے محترم دوست سید مقصود علی شاہ گیلانی نے جو درگاہ حضرت میاں میر صاحب کے سجادہ نشین اور تحریک پاکستان کے پرانے کارکن ہیں، تجویز پیش کی تھی کہ سکینۃ الاولیاء کا اردو میں ترجمہ ہو جائے تو اس سے ان کے ہزاروں عقیدت مندوں کو فائدہ پہنچے گا۔ تحقیقاتِ چشتی اور بعض دوسری کتابوں میں حضرت میاں میر صاحبؒ کے حالاتِ زندگی تو موجود ہیں لیکن مختصر ہیں سکینۃ الاولیاء ایک ایسی کتاب ہے جو صرف اس بزرگ کے حالاتِ زندگی اور ان کی کرامات کے بیان پر مشتمل ہے۔ کام خاصا مشکل تھا لیکن میں نے اپنے بعض دوستوں کی مدد سے اسے جاری رکھا اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور بزرگانِ دین کی نظرِ عنایت سے اسے مکمل کر لیا۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ ہم خاتم النبیین، سید المرسلین رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ دنیا میں بھی ہماری کامیابی انہی کی بدولت ہے اور آخرت میں نجات بھی انہی کے طفیل ہو گی۔ فخرِ دو عالمؐ آخری نبی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ اسلام کی تبلیغ و اشاعت، مسلمانوں کی رہنمائی اور کفار کی ہدایت کے لئے ہر زمانے میں اور ہر علاقے میں اپنے اولیاء کو بھیجتا رہا ہے۔ انہی اولیاء کرام کی بدولت ہم اسلام کی نعمت سے مالامال ہوئے ہیں اور انہی سے ہمیں ہدایت اور رہنمائی ملی ہے۔ اللہ کریم ہمیں اسلام پر قائم رہنے اور اس کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت میر صاحبؒ جو میاں میر صاحبؒ کے نام سے مشہور ہیں اللہ تعالیٰ کے انہی برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔ مغل شہنشاہ اکبر اعظم کے دور میں ۱۵۵۶ء کے لگ بھگ سیوستان (بلوچستان اور سندھ کا درمیانی علاقہ) سے لاہور پہنچے اور یہاں بھٹکے ہوئے

marfat.com

لوگوں کو راہ ہدایت دکھانے لگے۔ اکبر اعظم نے اپنا "دین الہیٰ" رائج کیا تھا اور رعایا کو اس پر عمل کرنے کی ہدایت کرتا تھا حضرت میاں میر صاحب کی مساعی کی بدولت پنجاب کے مسلمان سنبھل گئے۔ ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں بھی بزرگانِ دین اور علمائے کرام نے دین الہیٰ کی مخالفت کی۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے بائیس صوبوں کا بادشاہ ہونے کے باوجود اکبر کے دین الہیٰ کے پیروؤں کی تعداد ایک ہزار سے نہ بڑھ سکی۔ان میں سے ایک سو آٹھ اس کے درباری تھے باقی ان کے عزیز دوست وغیرہ اور کچھ دوسرے لوگ۔

حضرت میاں میر صاحبؒ کا سلسلہ نسب اٹھائیسویں پشت میں حضرت عمر فاروق اعظمؓ سے جا ملتا ہے۔آپ نے بچپن ہی میں ہی اللہ سے لو لگالی، علوم ظاہری و باطنی حاصل کرنے کے بعد پچیس برس کی عمر میں لاہور پہنچے۔دن کا بیشتر حصہ جنگلوں باغوں اور قبرستانوں میں بسر کرتے تھے۔مغل بادشاہ جہانگیر، شاہجہان اور شہزادہ دارا شکوہ نے آپ سے کئی ملاقاتیں کیں۔جہانگیر نے ان کے دربار میں حاضری دی ان کی باتوں کا ایسا اثر ہوا کہ وہ دنیاوی تعلقات کو چھوڑنے پر آمادہ ہوگیا۔آپ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا "تمہارا وجود خلق اللہ کی پاسبانی کے لئے ہے اور تمہارے عدل کی برکت سے فقرا ئیک دلجمعی کے ساتھ اپنے کام میں معروف ہیں۔پہلے تم اپنے جیسا، خلقت کی نگہبانی کے لئے پیدا کرو پھر ترکِ دنیا کا خیال دل میں لاؤ"۔جہانگیر نے حضرت میاں میرؒ کو دو خط بھی لکھے جن میں اپنی عقیدت اور نیازمندی کا اظہار کیا۔

جہانگیر کے بعد اس کا بیٹا شاہ جہاں بھی دو بار حضرت میاں میرؒ سے لاہور میں ملا۔پہلی بار ملاقات کا سبب یہ تھا کہ بادشاہ کا بیٹا محمد دارا شکوہ شدید بیمار ہوگیا تھا۔تمام طبیبوں اور حکیموں نے اس کے مرض کو لاعلاج قرار دے دیا اور صاف کہہ دیا کہ شہزادے کی زندگی کی کوئی امید نہیں بس اب اللہ سے دعا ہی کی جاسکتی۔شاہ جہان دارا شکوہ کو ساتھ لایا اور حضرت میاں میرؒ کی خدمت میں

marfat.com

پیش کیا۔ آپ نے مٹی کے ایک پیالے میں جس سے خود پانی پیا کرتے تھے، پانی دم کر کے دے دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صرف ایک ہفتے میں دارا شکوہ کو صحتِ کامل ہو گئی دارا شکوہ آپ کا بہت عقیدت مند بن گیا۔ وہ مرید تو آپ کے خلیفہ ملّا شاہ بدخشانیؒ کا تھا لیکن اسے آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ جس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ آپ کے چبا کر پھینکے ہوئے لونگ بھی کھا لیتا تھا اور آپ کے پاس جاتے وقت جوتیاں اتار دیتا تھا۔ آپ کو بھی دارا شکوہ سے بہت الفت تھی۔

آپؒ کی کرامات کا کوئی شمار نہیں۔ مؤرخین کے مطابق پنجاب کے حکمران مہاراجہ رنجیت سنگھ نے امرتسر میں دربار صاحب اور رام باغ اور لاہور میں بارہ دری حضوری باغ اور دوسری عمارتوں کی تعمیر اور زینت کے لئے جب لاہور کے مزاروں اور مسلمانوں کی دوسری عمارتوں کے پتھر اکھڑوانے شروع کئے تو سنگِ سُرخ کی ضرورت پوری کرنے کے لئے حضرت میاں میرؒ کے مزار پر آیا اور حکم دیا کہ اس مقبرے اور نواح میں موجود عمارتوں کے سرخ پتھر اتار کر امرتسر پہنچائے جائیں بلکہ یہ حکم بھی دیا کہ فلاں جگہ یہ پتھر اور فلاں جگہ وہ پتھر لگایا جائے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ یہ حکم دے کر باہر نکلا اور اپنی خاص گھوڑی لیلیٰ پر سوار ہو گیا لیکن گھوڑی بے قابو ہو گئی۔ رنجیت سنگھ نے سنبھلنے کی بہت کوشش کی لیکن سنبھل نہ سکا اور گر پڑا۔ کچھ چوٹیں آئیں اور بے ہوش ہو گیا۔ ہوش میں آیا تو کہا ہمیں اس بزرگ کے مقبرے کی بے حرمتی کرنے کی کافی سزا مل گئی ہے۔ میری توبہ، یہ کہہ کر مہاراجہ مزار پر واپس آیا۔ پانچ سو روپے نذر کے طور پر مزار پر رکھے توبہ کی اور ہدایت کی کہ مزار کی مرمت کرائی جائے اور سفیدی کی جائے۔ مہاراجہ اس کے بعد بھی ہر سال مزار پر آ کر حاضری دیتا رہا۔ سنگِ سُرخ کا یہ مزار دارا شکوہ نے اپنی نگرانی میں بنوایا تھا۔

میاں میر صاحبؒ حضرت غوثِ اعظمؓ کا نام نامی بے وضو نہیں لیتے تھے۔

زہد و عبادت، توکل و قناعت، فقر و غنا اور ترکِ دنیا میں اپنے دور میں ممتاز

marfat.com

درجہ رکھتے تھے۔ ان کا رات دن اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرتا تھا۔ ان کا قول تھا کہ صوفی وہ ہے جس کا وجود فنا ہو جائے۔ آپ سنتِ نبوی کی پابندی سختی سے کرتے تھے اور شریعت کے خلاف ایک قدم بھی نہیں چلتے تھے۔ ان کے قول وفعل اور جلوت وخلوت میں یکسانیت تھی۔ یہ یکتائے روزگار بزرگ ساٹھ سال تک اہلِ لاہور کو رُشد وہدایت فرماتے رہے۔ سلسلہ قادریہ کے اس بزرگ کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔ ربیع الاول میں عرس منایا جاتا ہے جس میں ہزاروں نہیں لاکھوں عقیدت مند دُور دُور سے آکر شریک ہوتے ہیں۔

اب کتاب کے مصنف دارا شکوہ کی طرف آیئے۔ دارا شکوہ مغل شہنشاہ شاہجہان کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اسے شروع سے ہی بزرگانِ دین سے بہت عقیدت تھی۔ اس کا اظہار اس نے سکینۃ الاولیاء میں ان الفاظ میں کیا ہے:
"حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ... کی قبر مبارک اجمیر شریف میں ہے۔ یہ خاکسار بھی کئی مرتبہ روضۂ منورہ پر حاضری دے آیا ہے۔ اجمیر شریف پُر فضا اور ایک پر نور اچھی آب وہوا کا شہر ہے۔ اس کے ہر چہار طرف ایک بہت بڑا تالاب ہے۔ جو دریا کی طرح چوڑا ہے۔ اس کا نام ساگر تال ہے۔ اس فقیر کی ولادت بھی اجمیر کے خطہ میں ساگر تال کے اوپر ہوئی ہے اور تاریخ ولادت اس فقیر کی ماہ صفر دو شنبہ کی شب ۱۰۲۴ ہجری ہے۔ والد صاحب (شاہجہان) کے گھر میں تین لڑکیاں پیدا ہوئیں لڑکا تولد نہیں ہوا تھا اور ان کی عمر چوبیس سال ہو چکی تھی۔ تو حضرت نے اس اخلاص وعقیدت کی بنا پر جو آپؒ سے تھی نذر و نیاز کی اور دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کی دعا سے اس فقیر کو پیدا فرمایا۔"

شہزادہ دارا شکوہ بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے شاہجہان کا بہت لاڈلا تھا اس لیئے اس کی زندگی کا بیشتر حصہ دارالسلطنت آگرہ (اکبر آباد) میں گزرا۔ باپ نے اسے اعلیٰ تعلیم دلائی۔ وہ شروع سے ہی مذہبی بحثوں میں بڑھ چڑھ کر دلچسپی لیتا تھا۔ مسلمان علماء اور بزرگانِ دین کے علاوہ ہندو جوگیوں سے بھی اسے خاص عقیدت

marfat.com

تھی۔ بزرگانِ دین کے بارے میں وہ کہتے ہیں :۔

"اس عاجز فقیر کو اس گروہ سے کمالِ خلوص اور عقیدت حاصل ہے۔ شب و روز ان کے ذکرِ خیر کے سوا اور کوئی شغل بہتر معلوم نہیں ہوتا اور یہ خادم اپنے آپ کو اولیائے کرام کے عقیدت کیشوں کی جماعت میں شمار کرتا ہے۔"

دارا شکوہ حنفی العقیدہ تھا اور اسے پیرانِ پیر حضرت غوث الثقلین عبدالقادر جیلانیؒ سے خاص عقیدت تھی۔ اس لئے ان کے سلسلہ قادریہ سے منسلک تھا۔

شاہجہان کے دوسرے بیٹے شجاع اورنگ زیب اور مراد تھے۔ ستمبر ۱۶۵۷ء میں شاہ جہان اچانک سخت بیمار ہو گیا اور چند دن کے اندر سارے ملک میں یہ افواہ پھیل گئی کہ بادشاہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ دارا شکوہ اپنے آپ کو تخت و تاج کا جائز اور قانونی وارث سمجھتا تھا لیکن اس کے تینوں بھائی خود حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے کوشاں تھے۔ شجاع نے بنگال اور مراد نے گجرات میں اپنی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔ بعد میں اورنگ زیب اور مراد آپس میں مل گئے ادھر دارا شکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ اور اسکے کمانڈر راجہ جے سنگھ نے شجاع کو شکست دے دی۔ اورنگ زیب اور مراد نے مل کر مئی ۱۶۵۸ء میں دارا کو ساموگڑھ کے مقام پر شکست فاش دے دی۔ دارا شکوہ دہلی اور پنجاب کی طرف بھاگا گجرات کے صوبیدار کی مدد سے اُسنے بیس ہزار فوج اکٹھی کی اور مارچ میں پھر اورنگ زیب سے شکست کھائی۔ ایک سندھی رئیس نے دارا شکوہ کو پکڑ کر اورنگ زیب کے حوالے کر دیا۔ سنی مسلمان علماء دارا شکوہ کو اس کی آزاد خیالی کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے۔ اورنگ زیب نے بڑے بڑے علما اور اپنے امراء سے مشورہ لیا تو انہوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ "دارا نے اپنے بعض افعال سے دین اسلام کی اس قدر توہین کی ہے کہ وہ واجب القتل ہے"۔ بعد میں ان کے تحریری فتویٰ پر اورنگ زیب نے دارا شکوہ کو قتل کرا دیا۔ یہ واقعہ ۱۶۵۹ء کا ہے۔

marfat.com

سکینۃ الاولیاء کو تصوف کی کتابوں میں بہت اہم مقام حاصل ہے خصوصاً سلسلہ قادریہ میں اسے بہت قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ کوئی پچاس قبل کشمیری بازار لاہور کے ایک کتب فروش نے شائع کیا تھا جو نایاب ہے۔ "سکینۃ الاولیاء" اس لحاظ سے ایک منفرد کتاب ہے کہ اس میں حضرت میاں میرؒ کے حالات زندگی نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اس کے علاوہ ان کے تمام خلفاء کے حالات بھی اس کتاب میں موجود ہیں۔ کسی دوسری کتاب میں ان کے حالاتِ زندگی یکجا نہیں ملتے۔

داراشکوہ نے جو دوسری کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں "سفینۃ الاولیاء" سرفہرست ہے۔ یہ کتاب بہت مشہور اور مستند ہے۔ اس میں فاضل مصنّف نے سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے چاروں خلفائے راشدین، امام اعظم ابو حنیفہؓ۔ امام احمد بن حنبلؒ۔ امام مالک بن انسؒ۔ امام شافعیؒ اور دوسرے اولیاء کرام آئمہ بزرگوں صوفیوں، ازواجِ مطہرات اور اسلام کی مشہور اور نیک خواتین کے حالاتِ زندگی درج کیے ہیں۔ کتاب میں کل چار سو سات شخصیات کے سوانح حیات اور ان کی کرامات اور فضائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے قبل ایک جگہ اتنے بزرگانِ دین کا آسان اور مختصر ذکر جمع نہیں تھا۔ کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ فاضل مصنف نے سلسلہ قادریہ، سلسلہ چشتیہ، سلسلہ کرویہ، سلسلہ سہروردیہ وغیرہ کے بزرگان کے حالات یکجا کر دیئے ہیں۔ داراشکوہ نے ایک اور کتاب "حسنات العارفین" کے نام سے مرتب کی۔ اس میں اس نے تصوف کے اہم رموز پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ کتاب ساٹھ ستر صفحات پر مشتمل ہے۔ ایک اور کتابچہ "سرالاسرار" کے نام سے لکھا۔ اس میں برہمنوں اور جوگیوں کی مدد سے اپنشدوں کو فارسی زبان میں منتقل کیا گیا ہے۔ داراشکوہ کی ایک اور تصنیف سرِاکبر ہے۔ جس کا گورمکھی میں ترجمہ ہوا اور اسے فارسی رسم الخط میں ۱۸۶۱ء، ۱۸۶۷ء اور پھر ۱۸۸۷ء میں شائع کیا گیا۔ تصوف کے بارے میں ایک اور مختصر رسالہ "حق نما" ۱۸۸۳ء میں پہلی بار

marfat.com

شائع ہوا۔ رہنمائے کونین کو پچاس ساٹھ سال قبل گوجرانوالہ کے ایک کتب فروش نے چار حصوں میں شائع کیا تھا۔ کتاب زیادہ ضخیم نہیں لیکن اس نے گاہکوں کی سہولت کی خاطر اس کے چار حصے کر دیئے۔ دارا شکوہ کی ایک اور تصنیف مجمع البحرین ہے جس کا انگریزی ترجمہ ۱۹۲۸ء میں کلکتہ سے شائع ہوا۔

سکینۃ الاولیاء کا ترجمہ کرنے کے سلسلے میں میرے کئی دوستوں نے مدد دی ان میں رانا عبدالواحد خاں سرفہرست ہیں۔ وہ کتاب کی اشاعت سے پہلے ہی نومبر ۱۹۷۱ء میں انتقال کر گئے۔ مرحوم علم و ادب کے شیدائی تھے اور فارسی ادب اور زبان سے انہیں لگاؤ تھا۔ جن دوسرے عزیزوں اور دوستوں نے حوصلہ افزائی کی ان میں جناب اکرم راہی میاں محمد حسین بے نوا۔ محمد اشرف ثاقب۔ محمد سرور چودھری۔ سید سرفراز احمد۔ بشیر احمد ظفر شمیم انجم اور مس روشن آرا نزہت شامل ہیں۔ میرے بھانجے پرویز ارشد صابر نے میرا بہت ہاتھ بٹایا ہے۔ میں ان کا سب کا بہت ممنون ہوں۔

ترجمہ میں غلطی ممکن ہے۔ معزز قارئین سے التماس ہے کہ جہاں کہیں اصلاح کی گنجائش ہو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن کو بہتر انداز میں پیش کیا جا سکے۔

محمد اکرم رہبر

(مترجم)

۷۱/۱۲/۲۵

انتساب

میں اس کتاب کو اپنے جوانامرگ پیارے دوستوں

کیپٹن اکبر الزمان خاں بہادر مرحوم

اور

رانا عبد الواحد خاں مرحوم

کے نام معنون کرتا ہوں

(مترجم)

marfat.com

فہرست

باب اوّل

۱	توحیدِ الٰہی	۱۷
۲	نعتِ مصطفےٰ	۱۹
۳	اُمت کی فضیلت	۲۱
۴	حضرت ابوبکر صدیق رضؓ	۲۱
۵	سیدنا عمر فاروق رضؓ	۲۲
۶	سیدنا عثمان رضؓ	۲۲
۷	حضرت مولیٰ علی رضؓ	۲۳
۸	داراشکوہ کے حالات	۲۴
۹	فقیر کون ہوتا ہے ؟	۲۶
۱۰	تمہید	۲۷
۱۱	اولیاء کرام کی تعداد	۲۹
۱۲	بارہ گروہ اور اولیائے کرام	۳۰
۱۳	سلسلہ قادری کی فضیلت	۳۵
		۴۷

باب دوم

۱۴	نام نامی، حسب ونسب، القاب و آداب	۵۲
۱۵	ولادت،	۵۳
۱۶	عبادت	۶۰
۱۷	آپ کا طریقِ زندگی	۶۲
۱۸	سرہند شریف کا سفر اور علالت	۶۳

marfat.com

۱۹	حاجی نعمت اللہ سرہندی پر انکشاف	۶۵
۲۰	دکاندار پر اور مردِ حق	۶۸
۲۱	آپ کا طریقہ	۷۱
۲۲	پیر اور مرید کی صفات	۷۳
۲۳	قناعت کا بیان	۷۵
۲۴	قبولیت دعا کی کرامت	۷۵
۲۵	قبول نذر و نیاز	۷۸
۲۶	رزقِ حلال	۷۸
۲۷	مخلوقِ خدا پر شفقت	۸۱
۲۸	کم گفتگو کرنے کا حکم	۸۴
۲۹	شہنشاہِ جہانگیر سے ملاقات	۸۵
۳۰	شہنشاہِ جہانگیر کے خطوط	۸۷
۳۱	شاہ جہاں کی حاضری	۸۷
۳۲	دارا شکوہ کی بیماری	۸۸
۳۳	معرفت کے دو طریقے	۹۰
۳۴	دارا شکوہ کی عقیدت کا بیان	۹۲
۳۵	وفات کے بعد روحانی امداد	۹۵
۳۶	آپ کا حلیہ مبارک	۹۷
۳۷	دارا شکوہ کی کشفی حالت	۱۰۲
۳۸	آپ کا لباس	۱۰۳
۳۹	فقر اور غنا	۱۰۶
۴۰	قرب اور بُعد	۱۰۸
۴۱	درویشی	۱۱۱

marfat.com

۴۲	سماع کا بیان	۱۱۷
۴۳	آپ کا اخلاق	۱۲۱
۴۴	آپ کی گفتگو	۱۲۲
۴۵	علماء کی طرف سے آپ کا امتحان لینے کی کوشش	۱۲۳
۴۶	دیدار باری تعالیٰ	۱۲۴
	باب سوم	
۴۷	شریعت، طریقت اور حقیقت	۱۲۵
۴۸	دعا کے ارکان	۱۳۷
۴۹	وجد اور شعور	۱۴۳
۵۰	اولیائے کرام کی زندگی	۱۴۵
۵۱	دارا شکوہ اور روحانی مشاہدہ	۱۴۷
۵۲	وفات کی کیفیت	۱۵۰
۵۳	رسول اللہ کی زیارت	۱۵۵
	باب چہارم	
۵۴	حضرت میاں میرؒ کی کرامات	۱۵۹
۵۵	سانپ کا طواف	۱۵۹
۵۶	پیران پیر کی کرامات	۱۶۰
۵۷	فاختہ پھر زندہ ہو گی	۱۶۱
۵۸	فالج کی پیش گوئی	۱۶۲
۵۹	جنگ کی پیش گوئی	۱۶۲
۶۰	سفر نہ کرنے کی ہدایت	۱۶۳
۶۱	دنیا میں جنت کے پھل	۱۶۳
۶۲	غریب بلوچ عورت کی امداد	۱۶۴

marfat.com

۱۰۷	دوسرے مریدوں کے نام	۲۱۴
۱۰۸	ملا شاہ صاحب	۲۱۶
۱۰۹	ایمان کی، اقسام	۲۴۱
۱۱۰	دارا شکوہ کی ارادت	۲۴۳
۱۱۱	خلافت	۲۴۴
۱۱۲	ملا مسکین	۲۴۷
۱۱۳	ملا محمد امین صاحب	۲۴۸
۱۱۴	ملا عبدالنبی صاحب	۲۴۸
۱۱۵	حاجی عبداللہ صاحب	۲۴۸
۱۱۶	خطوط	۲۵۱
۱۱۷	مسئلہ توحید اور دارا شکوہ کا خط	۲۶۶
۱۱۸	ملا خواجہ بہاریؒ صاحب	۲۸۲
۱۱۹	شیخ عبدالغنی صاحب	۳۰۲
۱۲۰	میاں محمد مراد صاحب	۳۰۳
۱۲۱	مرزا عبدالرحمان مداری	۳۰۴
۱۲۲	شیخ عبدالواحد صاحب	۳۰۸
۱۲۳	ملا محمد شریف صاحب	۳۰۹
۱۲۴	ملا ابوبکرؒ	۳۰۹
۱۲۵	ملا محمد عیسٰی سیالکوٹی	۳۱۰
	سید اشرف	۳۱۰

marfat.com

"اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری"

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

باب اوّل

توحیدِ الٰہی

سُبْحَانَ الَّذِیْ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ہ

پاک ہے وہ ذات جو اوّل و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور اسے ہر چیز کا علم ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ ھُوَ اَسْمَعَنَا وَاَبْصَرَنَا وَاَنْطَقَنَا وَسُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ سَبِیْلًا اِلٰی مَعْرِفَتِہٖ اِلَّا بِالْعَجْزِ عَنْ مَعْرِفَتِہٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ہ

ترجمہ:- ہر عیب سے پاک ہے وہ اللہ کریم جس نے ہم کو سننے اور دیکھنے کی قوت دی اور کلام کرنے کی قوت دی۔ اس نے خود ہی اپنی معرفت کی راہ صرف انسان کی عاجزی کو مقرر کیا ہے۔ یعنی کمال معرفت یہی ہے کہ انسان اپنے کو عاجز جان لے۔ اللہ تعالیٰ بے عیب ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی کامل بادشاہی ہے اور ہر چیز کو انجام کار اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔

تعریف و ثنا کا مستحق وہ بادشاہ ہے جس کی بادشاہی آسمانوں اور زمینوں اور باقی تمام چیزوں پر ہے اور بادشاہی ایسی ہے کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ہ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

marfat.com

بَیْنَہُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ۝ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۝

وہ اللہ کریم نہایت مہربان ہے کہ وہ عرش کا مالک اور عرش کا قابض ہے۔ اس کے قبضہ میں ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے تحت الثرا تک ہے۔ اور کوئی دوسرا معبود نہیں سوہی معبود ہے اور وہی اللہ تعالیٰ ہے جس کے لئے اچھے اچھے نام ہیں۔

اللہ کریم نے خود اپنی تعریف ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:۔

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

ترجمہ:۔ اے پیارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ فرما دیں۔ کہ اے اللہ تو ہی تمام بادشاہوں کا بادشاہ اور مالک ہے۔ تو جس کو چاہے بادشاہی دے ڈالے اور تو جس کو چاہے بادشاہی سے معزول کر دے اور جس کو چاہے عزت عنایت کر دے اور جس کو چاہے عزت واپس لے کر ذلیل کر دے۔ تیرے ہاتھ میں تمام طرح کی خیر و برکت ہے اور تو ہی تو ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔

اللہ عالم ناسوت (دنیا) اور عالم ملکوت (آسمان) اور جبروت کی تمام بادشاہیوں کا مالک ہے اور جس کو جو عالم چاہا عنایت فرما دیا۔ اسی طرح جس کو چاہے مولا کریم دولت معرفت دے کر اپنا دوست بنالے اور وہ نظر عطا کرے کہ عالم ملکوت کو یہاں بیٹھے دیکھ سکے۔ اور جس کو چاہے اپنی ملکوت سے ناسوت میں پہنچا دے یا عالم ملکوتی کی طرف بلا کر وصل سے مشرف کر دے۔ اور جس کو چاہے عالم جبروت سے لاہوت میں منتقل کر دے اور جس کو چاہے ذلیل و خوار کر دے اور جب چاہے اُدھر کا نظام اِدھر کر دے۔ اور اِدھر کا نظام اُدھر کر دے (یعنی مخلوق عاجز ہے اور اللہ کے کسی فعل پہ چون وچرا نہیں کر سکتی)

بہر حال اپنے ہر ارادہ پر قادر ہے اور اللہ کے علم وسیع نے ہر چیز پر اپنی معلومات

marfat.com

کی گرفت کو مستحکم کیا ہوا ہے۔ مالک کل ہے۔ بادشاہ حقیقی کی تعریف اس کے سوا کوئی دوسرے نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ تمام جہانوں کے سید و سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

لَآ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ ط

(اے اللہ میں طاقت نہیں رکھتا۔ کہ تیری کامل ترین تعریف کروں۔ اور تیری کامل ترین تعریف وہی ہے۔ جو تو خود اپنے لئے بیان کرے)

اور ہر شخص اپنی تعریف خود ہی بہتر کر سکتا ہے اور تعریف وہی بہتر ہوتی ہے۔ جو خود کی جائے۔ امام ابو طالب اخیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے لئے دعائیں یہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ کریم اگر تیرا یہ حکم نہ ہوتا۔ کہ میرا ذکر کیا کرو تو کسی کی جرأت نہ تھی۔ کہ تیرا نام لیتا۔

فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ وَرَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ہ

(پس برکت والا ہے اللہ کریم بہترین پیدا کرنے والا اور پروردگار ہے تمام جہانوں کا)

نعتِ مصطفیٰ

اور لاکھوں بار نعت و تعریف نبی اکرم علیہ السلام پر ہے کہ وہ تمام بادشاہوں سے زیادہ سخی ہیں اور تمام جہانوں کے امام و پیشوا ہیں اور تمام جہانوں کے بادشاہ ہیں۔ وہ کائنات کے سردار، جنوں اور انسانوں کے رسول دونوں جہانوں میں ہماری شفاعت کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے مرکز "محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ والوں کے لئے سند ہیں۔ اور عارفوں کے حاکم ہیں۔ اور آپ کی ذات وہی ذات ہے، کہ اللہ کریم جل جلالہ، وعم نوالہ، آپ کی شان میں ارشاد فرماتا ہے:۔

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَلَوْ لَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃَ۔

ترجمہ:۔ اے نبی اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔

marfat.com

اظہار ز افلاک برائے تو بود   ایں کون و مکان یقین برائے تو بود

چوں بہر ظہور ما سبب گشتی تو   جان و دل ما فدائے پائے تو بود

ترجمہ:۔ آسمان آپ کی بلند اقبالی کے لئے آپ کے واسطے بنایا گیا۔ عالم کون و مکان تمام زمین اور زمین پر آباد آپ کے لئے بنائے گئے اور جب ہماری ہستی کا اظہار آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہماری جان و مال آپ کے قدموں پر نچھاور رہے) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ نعمتیں دی ہیں جو کسی دوسرے نبی کو نہیں دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ باتیں سنائیں جو کسی کو نہ سنائی تھیں اور وہ چیزیں دکھائیں جو کسی دوسرے کو نہ دکھائی تھیں اور اس راز پر اس طرح انکشاف فرمایا کہ فاوحٰی الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ کہ ہم نے وحی میں گفتگو کی اپنے بندہ سے جو بھی کی، کسی کو کیا خبر ہے

در عاشق و معشوق سخن بسیار است   صد ناز و نیاز و گفتگو در کار است

آں عشوہ کہ ہست درمیان ایشاں   کس واقف آں نیست ہمہ اسرار است

ترجمہ:۔ محبت کے طریقہ پر عاشق و معشوق کے درمیان طویل گفتگو ہوتی ہے اور صدہا طرح کے ناز و انداز پائے جاتے ہیں۔ اللہ اور اس کے حبیب کے درمیان ایک راز ہے جس سے کوئی دوسرا واقف نہیں) اور اللہ کریم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اقوال و افعال کو اپنی طرف نسبت کرتا ہے اور ارشاد فرمایا ہے۔ الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ ترجمہ:۔ (اے نبی کریم جو لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں اور اللہ کا ہاتھ ان سب کے ہاتھوں پر ہے) اور آیت مبارکہ میں ید اللہ (اللہ کا ہاتھ) کا لفظ آیا ہے۔ جس کا صحیح معنی رسول اللہ کے ہاتھ کے ہیں (تو ید اللہ دست رسول اللہ ہے) اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ ۵

ترجمہ:۔ اور جب آپ کے دست مبارک نے تیر پھینکے تو وہ ہاتھ تو اللہ کے تھے۔ جو تیر مارتے تھے۔) رسول اللہ کے دست مبارک کو اللہ نے اپنا دست مقدس قرار دیا۔ لہذا ثابت ہوا کہ رسول اکرمؐ کو کمال طریقہ پر وحدت اور قرب کا مقام حاصل تھا اس لئے کہ حضور کو قرب نوافل کی بجائے قرب فرائض کا مقام حاصل تھا اور اس مسئلہ کی مزید تشریح یوں ہوسکتی ہے کہ حضرت داؤدؑ نے جالوت کافر بادشاہ کو قتل کر دیا اللہ نے ارشاد فرمایا۔ وقتل داؤد جالوت ۵۔ ترجمہ:۔ یعنی داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا۔ یہاں داؤدؑ کو داؤد کی طرف نسبت کیا۔ لیکن وما رمیت، میں اس فعل کو جو بدر کی جنگ میں ہوا۔ اللہ نے اپنی طرف نسبت کیا۔

marfat.com

یہ عظیم فضیلت صرف حضورؐ کا ہی مقام ہے جو جمع کا مقام ہے اور حضورؐ کا جمال جمع کی نورانیت کو حسن دینے والا ہے

مقامِ دل کشا آتش جمع جمع است　　　جمالِ جان فزا آتش شمع جمع است

ترجمہ :۔ ثابت ہوا کہ یہ مقام جمع کا مقام ہے اور حضورؐ کا جمال نورانیت کے جمع کو حسن دینے والا ہے)

اُمت کی فضیلت اور تمام جہانوں میں افضل ترین امت اور جناب آدمؑ کی اولاد میں جو فخر نبی کریم کی امت کو حضور کی برکت سے حاصل ہوا ہے وہ کسی دوسری اُمت کو حاصل نہیں ۔قرآن میں اس اُمت کی فضیلت کو قطعی طور پر بیان فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے۔

کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ ۃ (حضرت یحیٰی معاذ رازیؒ اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوتے ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ نے اگر اس اُمت کو عذاب میں مبتلا کرنا ہوتا تو کبھی اتنی تعریف نہ فرماتا اور نہ اللہ کی یہ شان ہے کہ تعریف کرنے کے بعد عذاب کرے یہ کمال خوش قسمتی ہے جو اس اُمت کو حاصل ہوتی ہے اور اس اُمت کے اولیاء کرام کے لئے بلند و بالا سعادت حاصل ہوتی ہے۔

منقبت ابوبکر صدیقؓ اور اس میں ہرگز شک نہیں کہ متقیوں کے پیشوا اور اولیاء کے امام یکتائی کے مالک ،دین کے محافظ ابوبکر صدیق ذات پاک ہے جن کی تعریف اللہ کریم نے ان الفاظ میں فرماتی ہے۔

ترجمہ :۔ جو لوگ اس طرح لائے کہ تصدیق اپنے دل میں رکھتے تھے اور نبی کریم کی تصدیق کی یہ لوگ متقی و پرہیزگار ہیں صوفی پر لازم ہے کہ کمال صدق کو حاصل کرنے کے لئے صدیق اکبرؓ کی پیروی کرے اور آپ کے صدیق ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جب نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ کی طرف سے برحق نبی ہوں ۔تو صدیق اکبرؓ نے معجزہ اور دلیل طلب نہیں کی بلکہ ایمان لے آئے اور نبوت کی تصدیق کی اور جب حضور نے فرمایا کہ میں معراج پر گیا تو ابوبکرؓ نے تصدیق کی اور فرمایا اگر حضورؐ یہ فرمائیں کہ میں اپنے تمام اہل خانہ کے ساتھ معراج پر گیا تھا ،تو بھی میرا ایمان ہے کہ آپ صحیح فرماتے ہیں سه　ز صدق و صفا گشت او مقتدی　　　کہ گنجید در غار با مصطفےٰ

(آپ کی ذات صفائے دل اور تصدیق رسالت کی وجہ سے امت کی پیشوا بنی اور یہی فضیلت غارِ حرا میں محمد صلعم کے ساتھ ان کو لے گئی) کوئی صوفی فنا میں ابوبکر صدیقؓ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ در جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہو کہ زمین پر چلتی پھرتی میت کو دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ ابوبکر بن ابو قحافہ کو دیکھے یعنی حقیقت میں ان کو فنا حاصل ہے اگرچہ وہ زمین پر چلتے ہوتے نظر آتے ہیں۔،،

marfat.com

منقبت سیدنا عمر فاروق رضؓ

دوسرے طریق ولایت کے راہ نما اہل ہدایت کے ہادی شیخ طریقت، زمانہ کے بے مثل بادشاہ عادل علم نبوت سے بہت علم حاصل کرنے والے، کافروں کے دلوں پہ ہیبت طاری کرنے والے، صحابہ کے سپہ سالار امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ جن کی شان اللہ کریم نے اس آیت شریفہ میں بیان فرمائی ہے۔

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ط

ترجمہ:۔ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور وہ شخص جس نے مومنوں میں سے آپ کی پیروی کی، کافی ہے۔ یعنی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صوفی کا حق ہے کہ جناب عمر فاروق اعظم کی طرح اپنے دل اور جسم و روح پر عدل کا قانون جاری کر کے نفس اور شیطان کے حملے سے بدن کی سلطنت کی حفاظت کرے۔

منقبت سیدنا عثمان رضؓ

تیسرے صابر عارفوں کے استاد مشاہدات الٰہی میں غرق قادر کریم رب رحیم کی بارگاہ میں مقبول، بزرگوں میں شان والے بزرگ کامل حیا مکمل ایمان کے مالک امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کی شان میں اللہ کریم نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ط

ترجمہ:۔ وہ لوگ جو اپنا (قیمتی) مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں)

(صوفی کا حق ہے کہ جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ ذوالنورین کی طرح صابر اور باحیا ہو تاکہ جو مصائب آئیں۔ ان پر صبر کر سکے اور اپنی نگاہوں کو اللہ کریم سے شرم کے مارے کسی غیر کی طرف نہ لے جائے۔

(شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جب صوفی کو مقام حضور د

marfat.com

محبت حاصل ہو جائے۔ تو کسی غیر کی جانب نگاہ کرنا اور کسی دوسرے کو دیکھنا شرک ہوتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے مقام مشاہدہ میں کسی دوسری جانب نظر نہیں فرمائی جس طرح کہ قرآن حکیم میں خبر دی ہے۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝

ترجمہ:۔ نہ تو آپ کی نظر مرکز کے آگے چلی گئی۔ اور نہ ادھر اُدھر کسی طرف گئی)

تو مبین بر غیر پیش یار خویش !
گرچہ غیر یار تو ہم عین اوست !

یعنی اپنے دوست کے پاس بیٹھ کر کسی دوسرے کو نہ دیکھ (یہ اصول دوستی کے خلاف ہے) خواہ وہ اس کا محبوب ہی کیوں نہ ہو۔

منقبت مولا علیؓ

چوتھے کامل انسانوں میں کامل ترین، عارفوں کے بادشاہ، دنیاوی تعلقات سے بے نیاز عبادت گزاروں کے لئے فخر، زاہدوں کی سند، علماء کے استاد، اولیاء اللہ کے پیر، اصفیاء کے امام امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اللہ کریم نے آپ کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

صوفی کا حق ہے کہ ایک بڑے بادشاہ کی طرح محض اللہ اور اس کے رسول کی دوستی کی خاطر جہاد اکبر کرے اور اللہ کی رضا کی خاطر شیطان اور ہوائے نفس امارہ کے لشکروں کو شکست دے اور دل کو خواہشات نفسانی کے خلاف محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مضبوط کر لے۔ ان تمام اصحاب رسول کی صفت و ثناء اللہ کریم نے اس آیت کریمہ میں بیان فرمائی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

marfat.com

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۔ ذٰلِكَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰاتِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ط

ترجمہ:۔ محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو حضرات آپ پر ایمان لائے ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں نہایت سخت ہیں اور آپس میں نہایت محبت کرنے والے مہربانی سے پیش آنے والے ہیں۔ ان کی دلی خواہش یہ کہ اللہ کی رضا حاصل ہو۔ ان کی پیشانیوں پر سجدہ کرنے کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ ان کے شان میں ایک مثال تورات اور انجیل میں بیان کر دی گئی ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

ترجمہ:۔ اے اللہ درود و سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا۔ ان کے آل پاک اور ان کے صحابہ تمام پر رحمتیں ہوں۔

مصنّف داراشکوہ کے حالات

اس کے بعد فقیر بے حزن و اندوہ محمد داراشکوہ عرض کرتا ہے کہ میں نے ہمیشہ بادشاہ مطلق برحق وحدہ، لاشریک سے درخواست کی ہے کہ اے اللہ مجھے اپنے دوستوں کے دوست گروہ میں شامل فرمائے۔ اور ان لوگوں میں شامل کر لے، جو تیرے دوستوں کو دوست رکھتے ہوں۔ اور اللہ کریم سے ہمیشہ یہ درخواست کرتا رہا۔ کہ ایک جام معرفت اپنے عشق و محبت کا مجھے عنایت فرما کر دل کی تمنّا پوری کر دے اور اپنے غیروں سے رہائی دے کر سکون عطا کر دے۔ اس تمنّا کو پورا کرنے کے لئے میرا دل درویشوں پر عاشق رہا اور زندگی کا اکثر وقت ان کی تلاش میں گزرنے لگا۔ اور اللہ کریم کے اس حکم کے مطابق تمہاری دعا قبول ہو گی۔ اس حکم کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ملك اور الملکوت کے شامل ہے سوال کرنے والوں کے سوالات کو ربّ العزت قبول فرماتا ہے اور طلب کرنے والوں کے قریب ہے۔ اللہ نے احسان فرمایا۔ اور اس عاجز و مسکین کی دعا کو قبول

marfat.com

فرما لیا۔

جمعرات کا دن تھا اور میری زندگی کا یہ چوبیسواں سال جا رہا تھا کہ میں نے خواب میں ایک غیبی آواز سُنی اور یہ آواز مسلسل چار دفعہ دہرا کر کہی گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ تجھے ایک ایسی چیز عنایت کرے گا جو روئے زمین کے کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہو سکی۔

جب میری آنکھ کھلی۔ تو میں نے اپنے دل میں اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ اللہ کریم مجھے یہ سعادت بخش دے گا جس کو میں نے طلب کیا تھا۔ اور یہ بھی انکشاف ہو گیا۔ کہ یہ نعمت عرفان محض حق تعالیٰ کے فضل و احسان سے حاصل ہو گی۔

اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿ اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے ﴾

میں یہ عظیم نعمت ہمیشہ اللہ کی ذات سے طلب کرتا رہا۔ آخر وہ وقت آ گیا۔ کہ میری تمنا پوری ہو گئی۔ اور ماہ ذوالحجہ کی بارہ تاریخ سنہ ۱۰۴۹ھ کی رات کو میری زندگی کا پچیسواں برس گزر رہا تھا۔ کہ اللہ کریم نے اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کو مجھ پر اس قدر مہربان کر دیا کہ جو مرتبہ کسی شیخ کی صحبت سے دوسروں کو ایک مہینہ کی خدمت سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ مجھے پہلی ملاقات میں حاصل ہو گیا۔ اور جو مرتبہ کو ایک سال کی خدمت اور ریاضت سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ مقام و مرتبہ صرف ایک مہینہ کی صحبت سے حاصل ہو گیا اور اگر کوئی دوسرا سالہا سال کی ریاضت و مجاہدہ سے مقام حاصل کرتا ہے تو وہ مقام و مرتبہ اپنے پیر کی صحبت سے ایک دم حاصل ہو گیا۔ یعنی ایک ہی ساعت میں دو جہان کی دوستی کا خیال دل سے نکل گیا اور اللہ کریم جل شانہ، کے فضل و احسان سے تمام دروازے میرے دل کی طرف کھل گئے اور جو میں چاہتا تھا وہ مجھے مل گیا۔ اب اگر آپ مجھے ظاہر میں دیکھتے ہیں۔ لیکن میں ان سے نہیں ہوں (یعنی بادشاہ یا بادشاہ زادہ) اور جن لوگوں کو پتہ نہیں۔ وہ اب بھی مجھے شاہی میں خیال کرتے ہیں۔ اگرچہ درویشوں کی صحبت سے دور ہوں۔ لیکن میں درویشوں سے ہوں۔

---

marfat.com

فقیر کون ہوتا ہے؟

کشف المحجوب کے مصنف (حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں۔ انسان دنیا کا مال رکھنے کی وجہ سے دنیا دار نہیں ہوتا اور دنیا کی دولت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی فقیر نہیں ہوتا، اور جو شخص فقیر کو افضل جانتا ہے اور مالدار ہونے کو کوئی مقام نہیں دیتا۔ تو یہ شخص فقیر ہے۔ یہ شخص دنیا دار نہیں۔ اگرچہ بادشاہ ہو۔ اور جو فقیر ہونے کا انکار کرے دنیا دار ہو گا۔ اگرچہ ایک پائی پاس نہ رکھتا ہو (ایک قول نقل کیا جاتا ہے۔)

ظَلَمَ مَنْ سَمّٰی ابْنَ اٰدَمَ اَمِیْراً فَقَدْ سَمَّ اللّٰہُ بِہٖ فَقِیْرٌ؟ ط

آدم کا بیٹا جب اپنا نام امیر رکھتا ہے تو وہ ظلم کرتا ہے۔ اس لئے کہ اولاد آدم کا نام اللہ نے فقیر رکھا ہے۔ اور انسان کے لئے فقیر کا نام بہتر نام ہے۔ اگرچہ بہت بڑا امیر ہو اور جو شخص فقیر ہو کر خیال کرے کہ وہ امیر نہیں ہے۔ وہ ہلاک ہو جاتے گا یعنی ہماری امیری بارگاہ الٰہی کے فقیر بن جانے میں پوشیدہ ہے۔

(فقیر ہی امیر ہے۔ اگرچہ بظاہر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو۔ اب میری حالت یہ ہے کہ میرے لئے فقیری کی گفتگو بہترین گفتگو ہے اور فقیروں کا کلام میرا بہترین کلام ہے اور فقیروں کی باتوں کے سوا مجھے کوئی بات پسند نہیں ہے۔ اور ان فقیروں کی برکت سے میرا دل خوش و خرم رہتا ہے اور فقیری کے اسرار و ارشادات کا میرے دل پر ایک ہجوم رہتا ہے اور فقیر کے علم کا ذوق اس قدر میسر آگیا ہے۔ اب بس چاہتا ہوں کہ ان قلبی علوم کو کتاب کی شکل میں لکھ دوں۔ اور اپنے طریقہ کے مشائخ کے روزمرہ کے طریقے اور ان بزرگوں کی وضع قطع تفصیل سے لکھوں۔ اور خاص طور پر ان حضرات کے حالات لکھوں۔ جن کے اسرارات و کرامات نے میرے دل کو پر جوش عشق دیا کہ میری زبان بیان کی لذت کو برداشت کرنے سے عاجز آرہی ہے (اور قلم سے قلمبند کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے)

marfat.com

من چہ گویم یک نہ کم ہوشیار نیست
ذکر آں یارے کہ اورا یار نیست

مختصر بات یہ ہے کہ وہ تمام حالات وکرامات جو اس گروہ سے منعلق ہیں۔ جن کے ساتھ میری نسبت وعقیدت ہے۔ جو کچھ حالات گذشتہ اولیاء کرام کے جو میرے علم میں آئے۔ اور مجھے ان کا صحیح علم حاصل ہوتے بغیر کسی کمی زیادتی کے تمام لکھ دیئے۔ اور جو واقعات مَیں نے خود دیکھے اور اس سلسلہ کے اکابر سے تھے۔ اس لئے ان کو ساتھ ساتھ لکھ دیا ہے اور میں نے اس کتاب کا نام سکینۃ الاولیاء" رکھا ہے: تاکہ یہ کتاب پہلی کتابوں کی طرح اعتقاد رکھنے والوں اور اولیاء کرام کے ساتھ اخلاص رکھنے والوں کے لئے ایک ذخیرہ ہو۔ اور آپ یاد رکھیں کہ کوئی زمانہ اولیاء کرام سے خالی نہیں ہوتا" اور نہ ہی عقیدت مندوں کی کمی ہوتی ہے) اور نیز اس زمانہ میں بھی جبکہ ۱۰۵۲ھ ہے اس طرح کے درویش موجود ہیں اور موجود رہیں گے۔

تمہید

نہایت غور وفکر سے یہ بات سنو اور یاد رکھو کہ کوئی شخص انبیاء کے وسیلہ کے بغیر چاہے یہ وسیلہ ظاہری ہو یا باطنی، اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا اور انبیاء کے وسیلہ کے بغیر گمراہی سے نجات نہیں پاسکتا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:-

اَلشَّیْخُ فِی قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِی اُمَّتِہٖ ؎

(شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح کہ نبی اپنی اُمت میں ہوتا)

جس طرح ظاہری علم کو حاصل کرنے کے لئے علم سکھانے والا استاد لازمی ہوتا ہے اسی طرح باطنی علم حاصل کرنے کے لئے بھی معلّم کی ضرورت ہوتی ہے کہ علم ولایت ایک دل سے دوسرے دل میں منتقل ہوتا ہے۔ زبان بیان اور کتاب کے ذریعے نہیں۔ علم باطن کے لئے کتاب اور زبان وبیان کی حاجت نہیں۔ بلکہ ہر علم صاحب دِل کے دِل

marfat.com

سے طالب کے دل میں داخل ہوتے ہیں۔

سِرِّ عشق از کتاب نتواں یافت
لیس تلک الرموز فی الاوراق

(اسرار عشق کو کتاب سے حاصل نہیں کیا جاتا۔ اور نہ رموز محبت کتاب کے اوراق میں لکھے جاتے ہیں) پوری تحقیق سے یہ بات واضح ہوگئی۔ کہ شیخ کے وسیلہ کے سوا حق تعالیٰ کے حضور میں بلند مقام حاصل کرنا محال اور غیر ممکن ہے۔ لہذا راہ معرفت کے راہ رو کو پہلے شیخ کامل کو تلاش کرنا چاہیئے۔ لہذا شیخ کامل کی تلاش آپ پر لازمی ہے مرشد تلاش کرو اور طالب پر مرشد کامل کی تلاش فرض ہے۔ پہلے آپ کسی مرشد کامل کی تلاش کریں اور جب تک مرشد نہ مل جائے۔ تلاش جاری رکھیں۔ اور تھک کر نا امید نہ ہوں۔ اس لئے کہ مرشد کامل کی تلاش طلب خداوندی کا پہلا سبق ہے اور جو لوگ یہ شک پیدا کرتے ہیں۔ کہ اب مرشد کامل نہیں ملتے اور ہمارے اس زمانہ میں کامل مرشد نہیں ہیں اور اولیائے کاملین نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی مرشد اس قابل ہے کہ وہ ہماری روحانی مدد کرسکے۔ اور جن لوگوں نے مرشد ہونے کے دعوے کر رکھے ہیں۔ وہ مطلب تک پہنچانے سے عاجز ہیں۔ ہاں گذشتہ زمانہ میں یہ لوگ ضرور تھے، لیکن اب نہیں ہیں۔ یہ تمام باتیں ان لوگوں کی زبان سے ادا ہوتی ہیں۔ جن کے اپنے خیالات درست نہیں ہوتے وہ دوسروں کو شدید غلطی میں ڈال کر طلب معرفت میں نقصان پہنچانے کا سبب بنتے ہیں۔ اپنا مقصد درست رکھو۔ یہ زمانہ قیامت تک جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کے زیر سایہ ہے۔ اس لئے کہ کوئی زمانہ اور کوئی وقت اولیاء کرام کے وجود سے اور اہل اللہ کے گروہ سے اس زمین کا کوئی حصہ خالی نہیں رہتا۔ ہر زمانہ میں بعض اولیاء کرام ظاہری ولایت کے مالک ہوتے ہیں اور بعض باطنی ولایت کے مالک ہوتے ہیں اور جب اس گروہ اہل اللہ کو تلاش کریں گے وہ مل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے۔

marfat.com

ترجمہ:- میرے اولیاء پوشیدہ ہیں اور میرے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کبھی میری امت اولیاء کرام سے خالی نہ ہو گی۔ اور چالیس آدمی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر ہوتے ہیں بعض اخلاق ابراہیمی ان میں پائی جاتی ہے۔ پیر سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ اللہ کریم زمین کو کبھی حجت سے خالی نہیں چھوڑتا۔ یعنی کبھی اس امت کو اولیاء سے خالی نہیں رہنے دیتا اور اللہ کے دوست ہیں۔ جن کو اللہ کریم نے اپنی ولایت اور دوستی کے لئے ہی مخصوص کیا ہے۔ اور ان کو طبعی آفتوں سے محفوظ کر لیا ہوتا ہے۔ اور ان اولیاء کرام کو نفس امارہ کی تابع فرمانی کرنے سے محفوظ کیا ہوتا ہے۔ یہ اللہ کے دوست ہیں۔ اللہ کی تابع فرمانی کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے محبت نہیں کرتے اور یہ برگزیدہ اولیاء کرام کی جماعت گذشتہ زمانہ میں موجود تھی اور اب بھی موجود ہے اور قیامت تک یہ جماعت موجود رہے گی اور اور اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو شرف و بزرگی عنایت فرما کر اس بات کی بھی ذمہ داری خود لے لی ہے کہ شریعت محمدیؐ کو اپنی حفاظت میں محفوظ رکھوں گا۔

اولیائے کرام کی تعداد

اس عالم میں دلیل موجود ہے اور تمام چیزوں کو دلیل عقلی سے ثابت کیا جاتا ہے کہ اس چیز پر فلاں دلیل ہے۔ جب عالم ظاہری کے ثبوت پر دلیل موجود ہے۔ لازماً علم باطن اور حالات باطن پر ضرور دلیل موجود ہے۔ لیکن دلائل غیبی اولیاء کرام اور علماء خاص کو اللہ نے عطا فرما رکھی ہے اور ان حضرات علم کو باطن کثرت سے دیا ہوا ہے لہذا دلیل عقلی اور علم کشف باطنی سے سلسلۂ ولایت کا ثبوت موجود ہے۔ آسمان سے بارشیں اولیاء اللہ کے قدموں کی برکت سے برستی ہیں اور زمین سے جس قدر بوٹیاں اور سبزے اُگتے ہیں۔ اولیائے کرام کے باطن کی صفائی سے اُگتے ہیں اور مسلمانوں کو کافروں پر ان کی برکت ہی سے فتح حاصل ہوتی ہے۔ ان کی تعداد چار ہزار ہوتی ہے۔

marfat.com

چار ہزار اولیائے اکرام وہ ہیں۔ جو پوشیدہ رہتے ہیں۔ نہ ان کو اپنا علم ہونا ہے نہ ہی یہ ایک دوسرے کو جانتے پہچانتے ہیں۔ اور اپنے تمام حالات میں مخلوق سے مخفی اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔ حدیث اس بارے میں موجود ہے اور اولیاء کرام کی زبانی ان کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور ان چار ہزار میں سے تین سو کے سپرد انتظام ہے اور یہ بارگاہ الٰہی کے سپاہی ہیں۔ ان کو اپنی اصطلاح میں اخیار کہتے ہیں۔ اور چالیس دوسرے اولیاء ہیں جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔ اور سات اولیاء کو ابرار کہا جاتا ہے۔ چار دوسرے ہیں جن کو اوتا کہا جاتا ہے۔ اور تین وہ ہیں۔ جن کو نقباء کہا جاتا ہے اور ایک اور ولی ہوتے ہیں۔ جن کو غوث یا قطب کہا جاتا ہے۔ یہ سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور حکم احکام وصول کرتے ہیں اور ان تمام پر ایک شخص کے احکامات لاگو ہوتے ہیں۔ تمام محققین اہل سنت والجماعت ان باتوں پر اتفاق رکھتے ہیں۔ بعض مفسر اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا ۚ

اور ہم نے ان کو بارہ گروہ کر کے تقسیم کر دیا اور وہ بارہ جماعتیں بن گئی تھیں۔ تو فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کے بارہ گروہ یہ ہیں:۔

بارہ گروہ اور اولیاء کرام

اہل اللہ کے بارہ گروہ یہ ہیں:۔

۱۔ موحلہ — وحدانیّت کا اقرار کرنے والے

۲۔ عارف — معرفت اختیار کرنے والے

۳۔ عاشق — عشق وجذب کرنے والے

۴۔ سالک — معرفت کی راہ پر شریعت کے تابعدار

۵۔ محبّ — محبت کرنے والے

marfat.com

۶۔ مُوقن	یقین رکھنے والے۔
۷۔ مکاشف	انکشاف کرنے والے
۸۔ مُشاہد	حاضر رہنے والے
۹۔ سالک	معرفت کی راہ پر
۱۰۔ صادق	مقام صدق پر
۱۱۔ راض	مقام رضا پر
۱۲۔ مرُید	مقام ارادہ پر

ان بارہ گروہوں کے لئے بارہ معرفت کے چشمے جاری کر دیئے۔ تاکہ ہر گروہ ازلی علم کو حاصل کر سکے۔

۱۔ چشمۂ توحید	موحدوں کے لئے ہے۔
۲۔ چشمۂ عبودیت	عارفوں کی خوشی کے لئے ہے۔
۳۔ چشمۂ اخلاص	عاشقوں کے لئے ہے۔
۴۔ چشمۂ صدق	سابقوں کے لئے ہے۔
۵۔ چشمۂ تواضع	اہل محبت کے لئے ہے۔
۶۔ چشمۂ رضا و تسلیم	یقین والوں کے لئے ہے۔
۷۔ چشمۂ تسکین وقار	اہل کشف کے لئے ہے۔
۸۔ چشمۂ سخاوت اور اعتماد	اہل مشاہدہ کے لئے ہے۔
۹۔ چشمۂ یقین	اہل سلوک کے لئے ہے۔
۱۰۔ چشمۂ عقل	اہل صداقت کے لئے ہے۔
۱۱۔ چشمۂ محبت	اہل رضا کے لئے ہے
۱۲۔ چشمۂ انس و خلوت	مریدوں کے لئے

اور آیت کریمہ :۔ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ط

marfat.com

ترجمہ :- پس پھوٹ نکلے اس پتھر سے بارہ چشمے اور ہر ایک جماعت نے اپنے لئے ایک چشمہ مخصوص کر لیا۔

اس آیت پاک میں انہی بارہ چشموں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے اور عارف ، محقق بحر توحید، راہ نما اہل الیقین شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سات اقلیمیں بنائی ہیں۔ اور سات آدمی اپنے برگزیدہ دوستوں سے چن کر ان کا نام ابدال رکھا۔ اور ہر ایک اقلیم کی حفاظت اور نگہداشت ان کے ذمہ کر دی۔ اور شیخ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ان سے ملاقات کی ہے اور خراسان کے علماء میں سے ایک عالم فرماتے ہیں۔ شیخ خرم نجم الدین اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سوال کیا کہ کیا یہ حدیث آپ تک پہنچی ہے۔

بُدَلَاءُ اُمَّتِی اَرْبَعُوْنَ اِثْنَا عَشَرَ فِی الْعِرَاقِ وَثَمَانِیَۃٌ وَعِشْرُوْنَ فِی الشَّامِ ؕ

ترجمہ :- میری اُمت میں چالیس ابدال ہیں۔ ان میں سے بارہ تو عراق میں رہتے ہیں۔ باقی اٹھائیس ملک شام میں رہتے ہیں۔

خراسانی عالم فرماتے ہیں کہ مَیں نے کہا۔ حدیث تو صحیح ہے اور مجھے اس کی سند ملتی ہے۔ لیکن نفس مضمون میں جب غور کرتا ہوں تو چالیس اولیاء کرام کو شام اور عراق میں بیان کیا ہے تو میں حیران ہوتا ہوں۔ حضرت شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ اس کی حقیقت یہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دنیا کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے، نصف کو مغربی حصہ قرار دیا ہے۔ بعض عراق سے مراد دنیا کا نصف مشرق لیتے ہیں۔ جس میں عراق، خراسان، ہندوستان، ترکستان اور باقی تمام مشرقی ملک شامل ہیں اور دوسرا نصف حصہ مغربی دنیا کا ہے۔ مصر، شام، روم بلادِ مغرب کو شامل کر لیا ہے۔

افضل الخطابؒ اور دوسرے علماء نے ان اولیاء کرام کے متعلق نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔ الحمد للہ ان تمام اولیاء کرام کا حال مجھ پر ظاہر اور روشن ہے اور اصل

marfat.com

عین یقین کی وجہ سے میرے دل پر کسی طرح کوئی شک یا تردد نہیں ہے اور ان اولیاء کرام کو میں نے تمام کائنات کی چیزوں سے زیادہ دوست رکھا ہے اور فقیر ان اہل اللہ کی خدمت کو تمام کائنات کا مالک ہونے سے زیادہ خیال کرتا ہے۔ اور میرے عقیدے میں ان کی غلامی سے بہتر کوئی دوسری سعادت نہیں۔ جس کو انسان حاصل کرے۔

ہر جا کہ بود شیخ دیوانہ او باشم
ہر جا کہ بود شمع پروانہ او باشم

یعنی جس مقام پر مرشد نظر آتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر دیوانہ ہو جاتا ہوں۔ اور یہ بات درست ہے کہ پروانہ شمع کو دیکھ کر صبر نہیں کر سکتا۔ دارا شکوہ مرشد کو دیکھ پروانہ وار قدم پکڑ لیتا ہے۔

اور میں نے اس بات کو پورے یقین سے پالیا ہے کہ تمام دنیا کے گروہ پریشان اور مصیبت میں رہتے ہیں۔ سوا گروہ فقراء حق کے دنیا داروں کو تو اپنی مصیبت کا احساس نہیں ہوتا اور غافل رہتے ہیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْغَفْلَۃِ ط

(اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں کہ اس طرح کی غفلت میں پڑوں)

یہ مشہور ہے کہ اولیاء کرام اکثر سختیوں کو برداشت کرتے اور رنج و غم اٹھاتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اولیاء کرام کو تمام طرح کی لذتیں، سکون، آرام اور راحت حاصل ہوتی ہے اور تمام دنیا کی لذتیں ان کی اس ایک ساعت کی لذت کے برابر نہیں آ سکتیں۔ جو ان حضرات کو معرفت الٰہی کی ایک ساعت میں حاصل ہو جاتی ہے۔

ایک آدمی نے ابراہیم خواصؒ کو جنگل میں دیکھا کہ نہایت اطمینان سے چوکڑی مار کر خوش و خرم بیٹھے ہیں۔ اس نے کہا۔ ابراہیمؒ یہاں جنگل میں کس لئے بیٹھے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ اے باطل چلا جا۔ اگر بادشاہوں کو پتہ چل جائے۔ کہ میں اس جنگل میں

marfat.com

کتنا خوش بیٹھا ہوں۔ تو میرے سر پر حسد کی وجہ سے تلوار مار دیں اور حضرت ابراہیم خواصؒ کی یہ عادت تھی کہ جب آپ خوش ہوتے تو آپ ناچتے اور وجد کرتے اور وجد کی حالت میں فرماتے، کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ۔ آج وہ حسد کریں۔ کہ میں کس قدر خوش ہوں اور اگر وہ بادشاہ آجائیں تو میں ان سے کہوں کہ بادشاہی سے اور باقی تمام نظام سے بیزار ہوجائیں کہ دنیا کی بادشاہی میں رنج و غم ہے اور جب اس حقیقت سے واقف ہوجائیں تو لازماً یہ بادشاہ اپنی بادشاہی کو چھوڑ دیں اور فقیری کی مسرّت حاصل کریں۔ اور جن کو محبت کی خاطر محبوب کے لئے محنت و ریاضت نہ کرنی پڑی ہو۔ انہیں کیا پتہ ہے کہ محبوب کی خاطر جو محنت کی جاتی ہے وہ عاشق کے لئے راحت ہوتی ہے۔ اور یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا کے اندر دو گروہ اعلیٰ اور افضل پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ درویشان باصفا کا ہے اور دوسرا گروہ دنیاوی بادشاہوں کا ہے اور اکثر بادشاہوں نے بادشاہی کو چھوڑ کر نیک لوگوں کے گروہوں اور درویشوں میں شمولیت کی ہے اور جو بادشاہ توفیق نہ ملنے کی وجہ سے اس گروہ سے دور رہے افسوس کریں گے اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ کسی درویش نے درویشی کو چھوڑ کر بادشاہی کو اختیار کیا ہو۔ اور سلطنت کو قبول کیا ہو۔ اور میں (دارا شکوہ) اللہ کریم سے درخواست کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں تو ان درویشوں کے ساتھ زندہ رہوں اور جب مجھے موت آئے تو ان کے ساتھ موت آئے اور جس نے ان کو پالیا۔ اس نے خدا تعالیٰ کو پا لیا اور جس نے ان کا ادب کیا۔ اس نے خدا تعالےٰ کا ادب کیا۔ مجھے اُمید ہے کہ تمام اہل ارادت بلکہ تمام جہان اپنی سعادت کو ان کی بارگاہ سے حاصل کریں گے اور تمام سعادت انہیں سے جانیں گے اور سعادت کی توفیق اللہ ہی دینے والا ہے۔

سلسلہ قادری کی فضیلت

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے اللہ ہی سے عرض کیا۔ کہ میرے بعد صحابہ میں اختلاف کی کیا کیا۔ صورت ہوگی؟ تو اللہ جل شانہ کی طرف سے وحی آئی کہ اے محمد آپ کے صحابہ کا مقام میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی طرح ہے اور ستاروں میں بعض کا نور بعض ستاروں سے زیادہ قوی ہے۔ اور تمام ستاروں میں نور موجود ہے۔ لہذا جو شخص ان میں سے کسی کو نور مان کر اس کا مقتدی بن جائے گا۔ وہ سیدھی راہ پائے گا۔ اسی طرح تمام صحابہ کرام نور ہیں۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم
بایھم اقتدیتم اھتدیتم ط

ترجمہ:۔ ارشاد فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے تمام اصحاب ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے)

واضح رہے کہ اہل زمانہ کے تمام لوگ اپنے مذہبوں کے امام رکھتے ہیں اور اہل طریقت بھی طریقت کے امام رکھتے ہیں اور ان اماموں کی پیروی کرنے والے ہیں اس لئے کہ طریقت میں بلند پایہ بزرگ اور عالی مرتبہ اولیاء کرام پائے جاتے ہیں۔ ان تمام پر رحمتیں نازل ہوں اور جب کہ ہر سلسلہ اہل معرفت کا اپنے پیشوا پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ اہل معرفت نے اپنے سلسلہ کو اس امام کے نام پر اپنی شہرت کا نشان بنا لیا ہے اور سلاسل معرفت بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے کہ اہل معرفت کے مشائخ بہت زیادہ ہیں اور ہر سلسلہ کا نام اس کے شیخ کے نام پر مقرر ہو جاتا رہا ہے اور مشہور ہے۔

الطُرُقُ اِلَی اللہِ بِعَدَدِ اَنفَاسِ الخَلَائِق۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف جانے والے راہ اتنے ہی زیادہ ہیں جتنے کہ مخلوقات کے سانس ہیں۔)

marfat.com

لہٰذا بے شمار سلسلوں سے بعض سلسلوں کے نام یہاں لکھے جاتے ہیں:۔

نمبر شمار	نام سلسلہ	عام کیفیت شریعت
۱	جنیدیہ	حضرت سید طائفہ رئیس العلما، مقتدائے اولیاء، استاد عارفان مرشد واصلان حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ قدس اللہ سرہ سے منسوب ہے۔
۲	زیدیہ یا واحدیہ	حضرت خواجہ عبد الواحد زید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
۳	طیفوریہ	سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
۴	نوریہ	یہ سلسلہ حضرت شیخ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
۵	ادہمیہ	حضرت ابراہیم ادہمؒ کی طرف منسوب ہے۔ حضرت حارث
۶	محاسبیہ	بن اسد محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
۷	سہلیہ	شیخ سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
۸۔	قصاریہ	حضرت حمدون قصارؒ کی طرف منسوب ہے۔
۹	حکیمیہ	محمد بن علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔
۱۰	خرازیہ	شیخ ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
۱۱	خفیفیہ	حضرت شیخ ابو عبد اللہ خفیفؒ کی طرف منسوب ہے۔
۱۲	سیاریہ	حضرت ابو العباس سیار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔

marfat.com

یہ تمام کے تمام گروہ محقق اور مقبول اولیاء کرام کے گروہ ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے دوسرے اولیاء کرام بھی اپنے اپنے مقام پر صاحب سلسلہ گزرے ہیں۔ لیکن جن کا نام اس مقام پر بیان کر دیا گیا ہے۔ ان پر اہل معرفت متفق ہیں اور جو سلسلے اس زمانے میں مشہور رہیں۔ ان کو سلاسل متاخرین کہا جاتا ہے۔ یہ تمام سلسلے ان سلسلوں کی شاخیں ہونے کی وجہ ان سلاسل میں بھی داخل ہیں۔

(الف) سلسلۂ قادریہ اس سلسلے کے بانی ہیں۔ حضرت شیخ المشائخ واصل حق اولیا کے امام پرہیزگاروں کے امام طریقت کے بادشاہ، شریعت کی صاف دلیل اور حقیقت کے دریا معرفت کے خزانہ، تمام اولیاء پر فائق، معرفت کے بادشاہ اور ایسے امام جن کے ماتحت بہت مخلوق ہے۔ شیخ الاسلام قطب ربانی مقبول صمدانی محبوب سبحانی غوث الثقلین ابو محمد حضرت شاہ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ اس سلسلہ کے تمام مریدوں کو قادری کہا جاتا ہے۔

(ب) چشتیہ اس سلسلہ کی نسبت شیخ طریقت واقف رموز حقیقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہٗ کی طرف ہے۔ اس سلسلہ کے مریدوں کو چشتی کہا جاتا ہے۔

(ج) نقشبندیہ اس سلسلہ کی نسبت اسلام کی زیب و زینت زمانہ کے مبلغ اعظم بے نظیر زمانہ محققوں کے بادشاہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی بخاری قدس سرا

marfat.com

العزیز سے ہے آپ کے سلسلہ میں مرید ہونے والوں کو نقشبندی کہا جاتا ہے۔

(د) کبرویہ

اس سلسلہ کی نسبت آفتاب سعادت شمس ہدایت اولیاء سے محبت کرنے والے امام اہل صفا خواجہ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس سلسلہ میں سب ہونے والے تمام مریدوں کو کبروی کہا جاتا ہے۔

(ھ) سہروردی

یہ سلسلہ شیخ المشائخ، دلوں کے مالک، عیبوں کو مٹانے والے، اہل زمانہ کے پسندیدہ اُستاد عارف حق شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت ہے اور اس سلسلہ کے تمام مریدوں کو سہروردی کہا جاتا ہے۔

گذشتہ اولیاء کرام کے بعد آنے والے اولیاء اللہ میں غوث الثقلین عبدالقادر جیلانیؒ حضرت خواجہ سید معین الدین چشتیؒ، شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ، شیخ نجم الدین کبریٰ، حضرت خواجہ بہاؤالدین نقش بندی بخاری، رحمۃ اللہ علیہم کی طرف یہ سلسلے اس لئے مشہور ہو گئے ہیں کہ متاخرین میں ان حضرات کو نہایت بلند مرتبہ حاصل ہو گیا۔ اسی وجہ سے یہ سلسلے ان کی نسبت سے مشہور ہو گئے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو سلسلہ قادری والے اور جنیدیوں سے بھی نسبت رکھتے ہیں۔ سہروردی خفیفی ہیں اور طیفوریوں سے بھی نسبت رکھتے ہیں اور سفینۃ الاولیاء میں یہ مضمون تفصیلی طریقہ پر لکھا گیا ہے۔

اوپر اولیاء کرام کے جو نام بیان کئے گئے ہیں۔ تمام ایمان والوں کے نزدیک مسلّمہ ہیں اور تمام صوفیاء کے سلسلے ان بزرگان عظام کی ارادت کے سوا نہیں ہیں۔ دنیا کے متکبروں نے ان کی بارگاہ میں گردنیں جھکانے کے سوا کوئی راہ نہیں پائی اور کوئی سلسلہ ان

marfat.com

سلسلوں کے باہر نہیں ہے اور اس سلسلہ اولیاء میں نہایت کامل اولیاء کامل واصل راہ نما اور حق سے ملانے والے اولیاء پیدا ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے مطابق بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت دی ہے) اسی اصول پر اولیاء کرام میں بعض اولیاء اللہ کو بعض دوسرے اولیاء اللہ پر افضل کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَفَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ (ترجمہ) اور بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی، اور فرمایا:- اِنَّ الْفَضْلَ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط

ترجمہ:- اور بے شک تمام فضیلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے عنایت کرتا ہے۔

اور وہ شخص اعلیٰ ہوگا جس کا استاد اعلیٰ ہوگا اور جس پر استاد کی روحانی اور جسمانی عنایت زیادہ ہوگی۔ وہ زیادہ افضل ہوگا اور جس پر رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ عنایت ہے وہ تمام میں بہتر اور برتر ہوگا اور جو بزرگانِ عظام ان تمام سلسلوں سے زیادہ بہتر اور مہتر ہیں۔ وہ مریدانِ سلسلہ قادریہ ہیں اور قادری سلسلہ کے اولیاء مشائخ ہیں۔ کیوں کہ اس سلسلہ کے استاد کو اللہ نے فضیلت دی ہے اور سلسلۂ قادریہ کے مرشد برحق اور استاد مشفق غوث الثقلین شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی وہ مرشد ہیں جن کو قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ (میرا قدم اللہ کے تمام ولیوں کی گردن پر ہے) کا اعلان عام کرنے کا حکم دیا گیا ان کے زمانہ میں جس قدر ولی تھے۔ تمام کے دلوں پر اس حکم کی تجلی نازل فرمائی اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرشتوں کی جماعت کو ساتھ لے کر ان کی مجلس کو رونق بخشی اور پہلے اور بعد میں آنے والے تمام اولیاء میں حاضر ہوئے سرورِ کونین نے اس مجلس میں فقر وطریقت کی خلعت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کو فرشتوں اور رجال غیب کی حاضری میں عنایت فرمائی اور روئے زمین پر کوئی ولی الیانہ تھا جس نے اپنی گردن کو نہ جھکایا ہو تمام گردنیں جھک گئیں) جس کا معنی یہ ہے کہ تمام نے حضرت شیخ غوث اعظم کی ولایت کو تسلیم کر لیا) جنید ثانی عارف ربانی پیر دستگیر شیخ میاں میر فرماتے ہیں کہ قَدَمِیْ عَلٰی رَقَبَةِ

marfat.com

کلِّ وَلِیِّ اللّٰہ" کا معنی یہ ہے کہ میرا سلسلہ تمام سلسلوں سے بلند و اعلیٰ ہے اور قدم پاک سے مراد طریقہ ہے اور تمام اولیاء کا گردنیں جھکانا طریقہ قادریہ کی برتری کو قبول کرنا ہے۔ اور یہ مرتبہ دینا اللہ کے بہت بڑے فضل کی دلیل ہے۔

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ط

ترجمہ :- یہ اللہ کا فضل و احسان ہے۔ جس کو چاہتا ہے وہ دیتا ہے۔ اور اللہ کریم بڑے فضل کا مالک ہے)

اور حضرت شیخ میاں میرؒ بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس رباعی کو پڑھا سہ

آں کیست کہ در راہِ ولایت شاہ است
شاہِ ہمہ اولیاء آن درگاہ است !!
اللہ و رسول گفتش قدمِ ماک !
فوق رقبۃِ کلِّ وَلِیِّ اللّٰہ است

اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس قدر زیادہ ہے کہ اس کا حال اس مختصر سی کتاب میں کسی صورت سما نہیں سکتا اور اس کتاب سے پہلے ایک کتاب لکھی جا چکی ہے۔ جس میں تفصیل کے ساتھ حضور غوث مآب کا تذکرہ کر دیا ہے اور حضرت عبداللہ یافعی نے اپنی تصنیفات اور باقی لاتعداد علماء حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تفصیل سے حالات لکھے ہیں۔

اور شیخ جمال العارفین ابوالرضاؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میری ملاقات جناب خضر سے ہوئی۔ میں نے ان سے غوث الثقلین کے بارے میں پوچھا۔ جناب خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ آج تک کوئی ولی ایسا نہیں گزرا جس کا مقام حضرت غوث مآب سے بلند ہو اور آپ کا مقام تمام اولیاء عظام سے بلند رکھا گیا ہے اور اللہ نے اپنی محبت کا پیالہ آپ کو پلایا اور کسی کو آپ سے زیادہ شراب محبت الٰہی نہیں ملی۔ وہ اپنے زمانے کے اولیا کے غوث و قطب ہیں۔ جمال العارفین فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے معبود کی عزت و عظمت کی قسم ہے کہ مجھے عبدالقادر جیلانیؒ کے سر پر ایسا نور نظر آتا ہے جس کی کرنیں مشرق و مغرب

marfat.com

تک کو منور کر رہی ہیں۔ ابو خار نے غوث الثقلین کی جانب سے مخاطب ہو کر کہا دو اے عبد القادر جیلانیؒ اب تو ہمارا زمانہ ہے اور عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تمام پرندے اپنی آوازیں نکال کر خاموش ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کی آواز قیامت تک جاری رہے گی۔" اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ ایک عجمی جوان اپنا قدم تمام اولیاء کرام کی گردنوں پر رکھے گا۔ اور حضور غوث الاعظم کے زمانہ کے ایک سو سال پہلے شیخ ابو بکر ہوا۔ شیخ ابو محمد شنبکی اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو محمد شبلی وغیرہ کو آگاہ فرما دیا تھا کہ آپ آنے والے ہیں۔ اولیاء اللہ نے حضرت غوث الاعظم کے پیدا ہونے کی اطلاع دی تھی۔ شیخ ابو بکرؒ نے فرمایا کہ عراق کے علاقہ میں سات اوتاد ہیں۔ حضرت معروف کرخیؒ حضرت احمد بن حنبلؒ حضرت بشر حافیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ اور سہل بن عبد اللہ تستری حضرت منصور عماد اور شیخ عبد القادر گیلانیؒ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے استاد سے عرض کیا کہ حضرت جی یہ عبد القادر جیلانیؒ کون بزرگ ہیں۔ فرمایا ایک عجمی شریف ہیں جو بغداد میں آ کر سکونت کریں گے اور آپ پانچویں صدی ہجری میں ہوں گے اور وہ اپنا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر رکھیں گے۔ شیخ ابو محمد شنبکیؒ فرماتے ہیں۔ کہ عبد القادر وہ مردِ دلی ہیں۔ جن کے قول و فعل قابلِ تقلید ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کثیر مخلوق کو آپ کا فرمانبردار بنایا ہے اور آپ کی برکت سے عالی مرتبہ مقام حاصل کریں گے اور عبد القادر جیلانیؒ جیسے پاک باز درویشوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کو فخر کریں۔

غوث الاعظمؒ پر جب جوانی کا زمانہ تھا تو آپ اکثر حضرت شیخ حمادؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت غوث الاعظم آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وہاں سے اٹھ کر جانے لگے تو شیخ حماد نے ارشاد فرمایا کہ یہ عجمی اس قدر بلند شان رکھتا ہے کہ ایک دن وہ ہو گا کہ ان کا قدم تمام اولیاء امت کی گردنوں پر ہو گا۔ اور آپ کو اس بات کے اعلان کرنے پر مامور کر دیا جائے گا کہ وہ اعلان کریں گے۔

"قَدَمِی ھٰذہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ"

اور تمام اولیاء اللہ اپنی گردنیں خم کر دیں گے۔

marfat.com

شیخ ابوسعید قیلویؒ فرماتے ہیں کہ جس نے کئی دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور باقی انبیاء کو اور جنوں اور فرشتوں کو غوث اعظم کی مجلسوں میں بیٹھا ہوا دیکھا ہے اور شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسعید کے پاس ذکر کیا کہ آج کل عبدالقادر نامی ایک شخص کا ذکر بغداد میں ہو رہا ہے اور ہر شخص کی زبان پر اس شخص کا ذکر ہے۔ تو شیخ ابوسعید نے فرمایا کہ زمین کے نسبت آپ کا ذکر آسمانوں میں زیادہ ہے اور اس طرح کی تعریف اور بہت سے علماء وصلحاء نے کی ہے۔ غوث الاعظم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر ولی کسی خاص نبی کے قدم پاک کی پیروی کرنے والا ہوتا ہے اور میں اپنے نانا جان محمدؐ کے نقش قدم کی پیروی کرنے والا ہوں اور جہاں پر میرے آقا نے قدم رکھا۔ میں نے وہاں ہی اپنی اطاعت کا قدم رکھا ہے۔ انہوں نے جہاں سے قدم اٹھالیا میں نے بھی وہاں سے قدم اٹھا لیا۔ لیکن نبوت کے قدم میں میرے لئے کوئی راہ نہ تھی اور خاتم نبوت ہونا آپ کا وصف ذاتی تھا جس میں کوئی قدم مارنے کا مجاز نہیں ہے اور آپ کے قدم رکھنے سے مراد اتباع احکام ظاہری شریعت ہے اور نبوت میں حضورؐ آخری نبی ہیں اس لئے کوئی شخص اس مرتبہ میں قدم نہیں رکھ سکتا۔

امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ یمن کے تمام پیران طریقت آپ کی طرف اپنی نسبت رکھتے ہیں۔ (یعنی قادری ہیں) معجم البلدان کے مصنف نے لکھا ہے کہ عبدالقادر جیلانی بغداد کے عوام وخواص پر بہت مہربانی فرماتے۔ اور بہت کچھ خرچ کرتے۔ انہوں نے بغداد میں پرہیزگاری کا طریقہ رائج کیا اور وعظ وتبلیغ تمام آدمیوں میں اس قدر زیادہ فرماتی اور جو کچھ میں نے اس سلسلہ میں تحقیق کی ہے وہ یہ ہے کہ نقش بندی چشتی، سہروردی اور کبروی سلسلہ کے پیران طریقت کو جناب غوث الاعظم سے پورا پورا فیض حاصل ہوا ہے اور ان تمام سلسلوں کے بزرگوں نے غوث الاعظمؒ پیر دستگیر کی خدمت سے فیض معرفت حاصل کیا ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین پی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد شریف حاضر ہو کر طلب فیض کا ارادہ کیا تو جناب غوثیت مآب خواجہ صاحب کو اپنے حجرہ میں ٹھہرا کر خصوصی توجہ

marfat.com

توجہ فرماتے رہے اور یہ واقعی سلسلہ کی اکثر تصنیفات میں موجود ہے اور خواجگان اور نقشبندیہ کے امام خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر بغداد شریف میں حضور غوثیت مآب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور جس مجلس میں "قَدَمِی ھٰذِہٖ" کا اعلان کیا گیا تھا۔ خواجہ یوسف ہمدانی اس مجلس میں حاضر تھے اور امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے غوث الثقلین کی کرامات بیان کرنے والوں میں یوسف ہمدانی کا نام بھی لکھا ہے، اور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دو آدمیوں کے قصہ کی تحقیق فرمائی ہے۔ ایک شیخ عمادؒ ہیں اور دوسرے خواجہ یوسف ہمدانیؒ شامل ہیں۔

اور سلسلہ سہروردی میں شیخ الشیوخ کے چچا حضرت ابوالنجیبؒ سہروردی اور شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ دونوں اکثر غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کرتے تو اپنے اصحاب سے فرماتے کہ وضو کرو اور اپنے دل کے ارادوں کو ٹٹول لو یعنی کدورت سے صاف کر لو اور خبردار ہو جاؤ کہ ہم اس عالی قدر ولی کی خدمت میں جا رہے ہیں۔ جن کے دل پر اللہ کی خبریں نازل ہوتی ہیں۔ یعنی وہ اللہ کے علم کی خبر دیتے ہیں اور صاحب کشف ہیں۔

ایک دفعہ حضرت غوث مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ اے میرے آقا یہ عمر سہروردی میرے بھائی کا بیٹا ہے اور علم کلام حاصل کرنے میں مشغول ہے۔ جس قدر میں منع کرتا ہوں یہ نہیں رکتا۔ غوث الاعظم نے ارشاد فرمایا۔ اے شہاب الدین عمر کونسی کتاب علم کلام کی حفظ کر لی ہے۔ عرض کیا۔ فلاں فلاں کتاب یاد کی ہے۔ حضرت شیخ نے اپنا دست مبارک شہاب الدین عمر کے سینہ پر پھیرا۔ شیخ الشیوخ عمر فرمانے لگے کہ مجھے اللہ کی قسم ہے۔ جو کتابیں ہم نے پڑھی تھیں۔ وہ تمام کی تمام دل سے محو ہو گئیں۔ اور کوئی ایک لفظ یاد نہ رہا اور علم لدنی سے میرا سینہ پُر ہو گیا اور حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا۔ اے عمر سہروردی۔

اَنْتَ اٰخِرُ الْمَشْهُوْرِیْنَ بِالْعِرَاقِ ط ایک وقت آئے گا کہ تو عراق میں

marfat.com

متاخرین میں مشہور ہوگا) اور شیخ الشیوخ عمر سہروردی فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ میں معرفت کا مقام پایا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی برکت سے پایا ہے۔

سلسلہ کبرویہ میں شیخ ابو نجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ جن کے بارے میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر گیلانی کے ساتھ رہے، وہ شیخ حماد کے پیر ہیں۔ اور عمادؒ کے پیر شیخ نجم الدین کبریٰ ہیں اور اب یہ بات آپ پر واضح ہوگئی ہے کہ ان چاروں سلسلوں میں بزرگان کرام حضرت غوث الثقلینؒ کے دسترخوان کے خوشہ چین ہیں۔ انہوں نے یہاں سے وافر حصہ لیا ہے۔ مقام فخر ہے۔ کیونکہ ہمارے تمام سلسلوں کو جناب غوث مآبؒ نے فیضیاب فرمایا ہے۔ اور ان سب کو بلند نسبت اور اعلیٰ مقام حاصل ہونے سے فخر حاصل ہوا ہے۔ جیسا کہ اکثر بزرگ فرماتے ہیں کہ میں فلاں پیر صاحب کا فرزند ہوں اور یا یوں کہتے ہیں۔ کہ میں فلاں بزرگوں سے محبت رکھتا ہوں۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ پیران طریقت کی صحبت کا اختیار کرنا۔ اس قوم کے فرائض میں ہے کہ پیران باصفا سے وہ چیز (یعنی محبت الہٰی) حاصل ہوگی۔ جو اور کسی مقام سے حاصل نہیں ہوسکے گی۔ اس لئے کہ مرشد کامل وہ مرد باہمت ہے۔ جس کا دیدار اصل میں حق تعالیٰ کا دیدار ہے۔ اس لئے کہ وُہ وُہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ حق ہے اور اس کا دیکھنا حق تعالیٰ کا دیکھنا ہے۔

امام عبداللہ یافعی فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ جس مسلمان نے میرے چہرے کو دیکھا یا میرے مدرسے میں پہنچ گیا اس کو قبر اور قیامت کے عذاب سے نجات حاصل ہوگی۔

خوش آنکہ وصال تو میسّر شدہ باشد
چشم بہ جمال تو منوّر شدہ باشد

خوش قسمت ہے وہ جسے تیرا وصال ہوگیا اور جس کی آنکھیں تیرے حسن وجمال سے منور ہوگئیں)

اور سلسلہ قادریہ مبارکہ کی بنیاد صحو، کثرت فتوح اور عدم لغزش پر ہے۔ صحت سے

marfat.com

اپنی مراد کو پالینا اور اعلان اقوال ہے۔

اور غوث الثقلین نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص میرا مرید ہوگا اور سفر میں اگر اس کی سواری کا پیر پھسل جائے تو میں اس کی قیامت تک حفاظت کروں گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس کمترین کو قیامت تک سلسلہ قادریہ میں محفوظ رکھے گا۔ اور اپنے مرشد کی برکت سے تمام لغزشوں سے محفوظ رکھے گا اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ کی برکت سے تربیت روحانی میں اس کمینہ کو دن بدن لمحہ بہ لمحہ ساعت بساعت ترقی عنایت فرمائے گا۔

marfat.com

باب دوم

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ

حالات، کرامات اور فضائل

جس طرح کہ بیان کیا گیا ہے کہ سلسلہ قادری کو تمام سلاسل پر فضیلت حاصل ہے اس طرح ہمارے پیر طریقت کا سلسلہ تمام قادری سلسلوں سے ممتاز و بلند ہے۔ اور تمام قادری سلسلوں میں اصلاح حالات تقوٰی، زہد و بندگی، ترکِ دنیا، تجرّد اور تفرّد، صبر و سلوک، معرفت کی راہ، فتوحات دکشائش حالات وضع قطع اقوال و اعمال اطوار و اشغال وغیرہ تمام میں موجود ہے۔ لیکن ہمارے شیخ رحمتہ اللہ علیہ کا طریقہ خالص قرآن مجید اور حدیث صحیح پر عمل کرنا ہے اور عارف محقق سیّد قطب سے مَیں نے سُنا انہوں نے فرمایا شیخ میاں میر رحمتہ اللہ علیہ ہمارے زمانہ کے صحیح امام ہیں اور غوث اعظم ثانی ہیں اور مَیں نے اپنے مرشد رحمتہ اللہ علیہ سے سُنا ہے فرماتے تھے۔ حضرت میاں مِیرؒ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ معرفت کی جو باتیں سُنایا کرتے تھے وہ اس سے پہلے مَیں نے کبھی کسی عالم سے نہیں سُنیں، اور شیخ محمدؒ فرماتے ہیں کہ زمانہ کے لوگوں پر ہمارے شیخ میاں میر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو برتری حاصل ہے اور مَیں داراشکوہؒ کہتا ہوں کہ حضرت شیخ میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کو (تفرید و تجرید) اللہ کے ساتھ یک سوئی کا تعلق حاصل تھا اور اسی طرح دوسری منازل معرفت فنا، حوصلہ استغراق

marfat.com

استغنا، محافظت، احوال کا چھپانا، توحید معارف، دلوں کو کھولنا۔ مریدوں پر مہربانی کرنا بھی ان میں موجود نہیں۔ باوجود اس حقیقت کے اکثر اہل اللہ کو میں نے دیکھا ہے لیکن حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کی طرح ہے۔ ان سب پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اور حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کا نظام حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کی طرح دیکھا ہے۔ اس لئے کہ وہ تمام سلسلے جو حضرت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ تک جاتے ہیں۔ اہل طریقت کے نزدیک یہ سلسلے نہایت معتبر ہیں۔ اور کبھی علماء صلحا، زاہدوں نے ان سلاسل کا انکار نہیں کیا اور زمانے والوں میں سے یا دنیاداروں کی جماعتوں میں سے کبھی کسی نے جناب شیخ میاں میر رحمۃ اللہ علیہ بالا پیر کی ذات اقدس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حالانکہ لاہور شہر میں جناب میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ ساٹھ سال کا طویل زمانہ یا زیادہ گزار چکے ہیں۔

اکثر لاہور اور دوسرے شہروں کے لوگوں میں آں جناب کی آمد و رفت جاری رہا کرتی تھی۔ لیکن جناب شیخ میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پر یا آپ کے طریقہ پر یا آپ کے افعال و کردار پر کبھی کسی نے انگشت نمائی نہیں کی۔ یعنی طویل زمانہ آپ کی ولیت پر گواہ ہے اور جو طالب آپ کی بارگاہ میں حصول فیض کی غرض سے آتے رہے۔ بہت مختصر مدت میں ان کو وہ کمال حاصل ہو جاتا رہا۔ جو کبھی کسی اور پیر طریقت سے حاصل نہ ہوتا تھا اور نہ ہی یہ مقام طویل مدت تک فارغ اوقات میں چلہ کشی اور سخت ریاضت کرنے سے حاصل ہو سکتا تھا۔

توکّل

حضور والا کا اللہ کی بارگاہ میں توکّل کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ حضرت کا ایک مرید خاص لکڑی کی لاٹھی حضرت کے ہاتھ میں رکھنے کے لئے بنا کر لایا۔ اور مجھ سے کہنے لگا کہ یہ عصا میں نے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بنایا ہے۔ یعنی یہ خوبصورت عصا آپ کے لئے ہے۔ میں نے کہا۔ کہ حضرت مرشد کامل کی عادت عصا ہاتھ میں رکھنے کی نہیں ہے۔

marfat.com

وہ کہنے لگا۔ ہاں کبھی کبھی عصا لیتے ہیں۔ وہ عصا ایک دن اس مرید نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت نے اپنے ہاتھ میں عصا لیا اور اٹھے اور اپنے دودولت پر ہی چند قدم چلے اور عصا زمین پر پھینک دیا اور ارشاد فرمایا کہ لاٹھی پر تو اس کو بھروسہ کرنا چاہیئے جو اللہ پر بھروسہ نہ کرتا ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہو۔ اس کو لاٹھی پر بھروسہ کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اس واقعہ کے بعد کبھی بھی آپ نے اپنے ہاتھ میں لاٹھی نہیں لی ہے۔

شعر

پائے استدلالیاں چوبیں بوُد !

پائے چوبیں سخت بے تمکیں بوُد !

(صرف ظاہر استدلال تو لکڑی کا ستون ہے۔ اور لکڑی کا لکڑی کا ستون آری کے مقابلہ پر مضبوط نہیں ہوتا۔ یعنی روحانی قوت کے مقابلہ میں مادی قوت بیکار ہے۔)

پائے نابینا عصا باشد عصا

تا نیفتد سرنگوں او در حصا

(نابینا تو لاٹھی کو اپنا ایک پیر بنا لیتا ہے۔ تاکہ کہیں سر کے بل گر نہ جائے۔)

دامن اُو گیر اُو دادت عصا

درنگر کانوم باید از عصا

(برادرم اس کا دامن تھام لو۔ جو لاٹھی دے رہا ہے۔ اس لئے کہ لاٹھی تو ایک وقت سانپ بن گئی تھی)

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت جناب میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر لاٹھی کو ہاتھ میں لینے سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا واقعہ فوراً ذہن میں آیا ہوگا۔ اور اس آیت مبارکہ کو یاد فرما کر عصا کو پھینک دیا۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ جب اللہ کریم نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ میری لاٹھی ہے۔ میں اس لاٹھی سے بہت سے کام لیتا ہوں اور سانپ وغیرہ کے مارنے کے

marfat.com

کام لاتا ہوں۔ اللہ کریم کو یہ آپ کا جواب ناپسند آیا۔ کہ میرے جواب میں لاٹھی پر تکیہ اور بھروسہ کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ لہذا اللہ کریم نے حکم فرمایا کہ یہ لاٹھی اپنے ہاتھ میں رکھنے کی بجائے زمین پر پھینک دو تاکہ اللہ پر کامل توکل اور بھروسہ ظاہر ہو۔ یعنی غیر حق پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔

اور صوفیا کرام کا نہ اپنا مال ہوتا ہے، اور نہ ملکیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ یہ کہتے ہیں کہ یہ لاٹھی میری ہے اور یہ کپڑا میرا ہے۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لاٹھی پھینک دینے کا حکم ہوا۔ تاکہ دنیا والوں کو یہ بتایا جائے کہ غیر حق تعالیٰ پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت کلیم اللہ کو اس راز سے واقف کر دیا تو کہا۔ "(خُذْهَا وَلَا تَخَفْ)" اس اژدہا کو پکڑ لیں۔ اب یہ آپ کو کوئی نقصان نہیں دے سکے گا۔ اس کو آپ پکڑ لیں اور ڈریں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم صرف نبوت کی بلند تعلیم کے طریقہ پر دیا گیا تھا اور تمام اولیا۔ اللہ کو حکم ملتا ہے۔ یہ حکم اس لئے دیا جاتا ہے۔ تاکہ اللہ کی طلب خالص ہو جائے اور دونوں جہانوں کی طلب کو چھوڑ کر مرد درویش خود کو صرف اللہ کے لئے وقف کر دیئے اور اپنی ہمت کو اس قدر بلند کرلے۔ کہ فرشتوں کے لگائے ہوئے الزامات کو دور کر دے اور کونین کی غلامی سے فارغ ہو کر اپنے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاوے اور نبی اکرم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں دونوں جہان کی کوئی وقعت نہ تھی۔ اور جب معراج مبارک کا مقام آیا تو حکم یوں جاری ہوا۔ لَا تَخْلَعْ نَعْلَيْكَ اے پیارے آپ اپنی جوتیاں نہ اُتاریں۔ اس حکم کے بعد آں حضرت صلی اللہ وآلہ وسلم نے نعلین مبارک نہ اتارے۔ اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السلام کی تعریف فرمائی ہے اور فرمایا ہے۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ط (ان کی آنکھ نہ ہی جھپکی اور نہ ہی چوکی)

شیخ الاسلام فرماتے ہیں۔ جب غیر اللہ سے علیحدگی درست ہو جاتی۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وسیع سلطنت ایک ذرہ بھی معلوم نہیں ہوتی اور جب غیر اللہ کے ساتھ تعلقات رہتے ہیں اور تجرید درست نہیں ہوتی تو آستین کی زیادتی انگلی کے ساتھ

marfat.com

معلوم ہو جاتی ہے اور حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور مراتب بلند اور آپ کے طریقہ کے فضائل ان واقعات سے معلوم کر لو۔ جن کو ہم نے بیان کیا ہے۔

سلسلۂ قادری کی فضیلت میں ایک غزل لکھی جاتی ہے۔ جو کہ ذیل میں درج کی گئی ہے اور ساتھ ہی اس کا ترجمہ بھی لکھ دیا ہے کہ اچھی طرح مطلب کی وضاحت ذہن نشین ہو جائے۔

غزل

سلسلہ زلف یار سلسلہ ما بود !!
طالب آں روئے را خوشتر ازیں جا بود

(ہمارا سلسلہ یار کی زلفوں کے ساتھ ہے اور دیدار کے طلب گاروں کی خوش نصیبی ہے کہ چہرے کے ساتھ زلف محبوب کا دیدار کر لے۔

ہر کہ دل خویش را بست بایں سلسلہ
ہر دم و ہر ساعتش کار بہ بالا بود

جس نے اپنے دل کو قادری سلسلے سے ملا لیا۔ یعنی مرید ہو گیا۔ ہر لمحہ اس کا مرتبہ بلند ہو گا۔

دست بدست آمدہ سلسلہ پیر ما
تا بقیامت ہمیں سلسلہ برپا بود

(یہ سلسلہ طریقت قادری ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ تک امانت کی طرح پہنچتا ہے۔ اس لئے قیامت تک یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا۔)

پیر ہمہ اولیاء میر محمد بعصر !
از ہمہ افضل بود سلسلہ اش تا بود

(ہمارے مرشد تمام اولیائے کرام کے مرشد ہیں۔ آپ کا نام میر محمد ہے اور آپ زمانہ کے پیر طریقت ہیں۔ یہ سلسلہ جب تک رہے گا۔ افضل رہے گا اور قیامت تک یہ سلسلہ رہے گا۔

marfat.com

دست دریں سلسلہ ہر کہ زند قلب او
نرم شود ہمچو موم گرچہ او خارا بُود!

(جو شخص کسی قادری کے سلسلہ میں مرید ہو جائے گا۔ اس کا دل نرم ہو جائے گا۔ اگرچہ کانٹے کی طرح نہایت ہی سخت کیوں نہ ہو)

مظہر او شاہ من بہتر اہل زمان
ذات عزیزش یقین ذات معلیٰ بُود

(ہمارے شاہ طریقت اللہ کے مظہر ہیں وہ تمام زمانہ سے بہتر ہیں۔ آپ کی ذات یقیناً بلند شان والی ہے۔)

سلسلہ قادریست آنکہ بحکم خُدا
برہمہ قادر بود تا ہمہ دینا بود

(جب تک دنیا موجود رہے گی۔ سلسلہ قادری تمام سلسلوں پر قوت اور قدرت والا ہوگا۔)

نام نامی، حسب و نسب، القاب و آداب

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ کے کمالات غیبی کے مخزن انوار یقینی اور کرامات کے سرچشمہ قدرت الٰہی کے مظہر، احدیث کے جھونراور ایسے بے کنارہ سمندر تھے کہ سات آسمان اس سمندر کے بلبلے ہیں۔ مشائخ زمانہ کے قبلہ دنیا کے سردار، اسرارات الٰہی کے عالم وجدانی صفات کے واقف، اہل حقیقت صوفیاء کے پیشرو، سالکان طریقت کے رہنما اور ارباب یقین کے خلاصہ، دین اور حق کے راستے پر چلنے والے ہیں۔ جن کی شان میں کہا گیا ہے۔ کہ

مثنوی

پیر خسرو دہر در عرفان پناہ — دوختہ از ترک دو عالم کلاہ
سیرت میمونش بدین پروری — نسخۂ دیباچہ پیغمبری
چوں بہ ہوا برد، دو دست دعا — گشتہ ہر انگشت کلید سماء

ترجمہ:۔ وہ دانا پیر طریقت ہیں۔ جہاں عرفان نے آکر اپنا مقام بنایا اور دونوں جہانوں

marfat.com

کو ترک کرنے سے پیر طریقت نے اپنے سر کی ٹوپی تیار کی۔

اور آں جناب کی بابرکت زندگی کو جب بھی دیکھو گے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا ایک دیباچہ نظر آئے گا۔

(اور جب کبھی آپ نے اپنے ہاتھوں کو دعا مانگنے کے لئے بلند کیا تو ہاتھوں کی انگلیاں آسمان کی کنجیاں بن جاتی تھیں)

حریم جلال کے محرم بزم وصل کے مشاہد قطب الاقطاب (قطبوں کے قطب) اور غوث آلافاق (زمین و آسمان کے کناروں تک کے غوث) اور اولیاء کرام کے پیشوا جنید ثانی بلکہ شاہ محی الدین جیلانیؒ پیر دستگیر ہیں اور آپ کا نام نامی و اسم گرامی میر محمد ہے۔ میاں میر اور **شاہ میر** کے القاب سے مشہور ہیں (رحمۃ اللہ علیہ) اور میاں جی اس لئے مشہور ہوئے ہیں کہ پنجاب کے ہندو میاں کا لفظ آقا یا صاحب کے معنی کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور ہندوستان میں جی کا لفظ برائے تعظیم استعمال کرتے ہیں اور ہندوستان کے لوگ جناب مقدس کو اپنا آقا مانتے تھے۔ اس لئے میاں کا لفظ استعمال ہونے لگا اور آں جناب کی تعظیم کو جب لوگوں نے فرض جانا۔ تو **جی** کا ساتھ اضافہ ہو گیا اور لفظ میاں اور جی کو ملا کر بولنے لگے۔ اس طرح میاں جی کا لفظ خاص و عام کی زبان پر استعمال ہونے لگا اس کتاب میں جہاں میاں جی کا لفظ استعمال ہو گا تو اس سے حضرت میر محمد رحمۃ اللہ علیہ ہی مراد ہوں گے۔

ولادت

جناب مکرم کا اصلی پیدائشی وطن ٹھٹھہ اور بھکر کے درمیان سیوستان ہے اور نو سو اٹھتیس ۹۳۸ ھ میں آپ کی پیدائش اسی علاقہ میں ہوئی ہے اور یہ تاریخ آپ کے برادر زادہ (بھتیجے) سے معلوم کر کے لکھی گئی ہے۔ اور آپ سیوستان میں ہی رہتے ہیں — واللہ علم اور حضرت میاں میر صاحب سن تمیز کو پہنچنے تک اپنے شہر میں ہی رہے اور اکثر آپ وہاں کی بولی بولتے تھے اور آپ کی اس مادری زبان کو **سندھی** کہا جاتا

marfat.com

ہے اور آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی قاضی سائیں دتہ ہے اور آپ کے دادا کا نام قاضی قلندر ہے۔ آپ فاروقی نسب ہیں اور آپ کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان اٹھائیس واسطے پائے جاتے ہیں اور حضرت میاں میر بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف سات برس کی ہو گی کہ آپ کے والد ماجد انتقال فرما گئے اور آں جناب کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ ہے اور آپ کی پیدائش ایک مشہور معروف عالم دین قاضی قادن ؒ کے ہاں ہوئی۔ جناب قاضی قادن رحمۃ اللہ جو بہت عالم دین تھے۔ ترک دنیا کر کے گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ انہوں نے ریاضت و مجاہدہ کیا اور اللہ کے فضل سے ولایت کا مرتبہ حاصل کر لیا۔ جناب فاطمہ نے معرفت کے حصول کے لئے اپنے والد سے بیعت کی۔ انہوں نے طریقہ شغل اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا وہ اپنے زمانہ کی رابعہ بصری تھیں۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میری والدہ کے ہاں میرا بڑا بھائی پیدا ہوا تو میری والدہ نے کشف و کرامات سے معلوم فرما لیا کہ یہ لڑکا عرفان کے اعلیٰ مراتب کو حاصل نہیں کر سکے گا۔ اس کشف کے بعد والدہ ماجدہ نے تہجد کی نماز کے بعد کی نماز کے بعد غسل کر کے اللہ کریم سے دعا کی کہ یا الٰہی! میں ایسا بیٹا مانگتی ہوں جو عارف، تارک دنیا عبادت گزار اور رات دن معرفت و عبادت میں غرق رہنے والا ہو۔ اس کے بعد جنابہ کو آواز غیبی سنائی دی کہ تو نے ایک بیٹا مانگا ہے۔ ہم ایک بیٹا اور ایک بیٹی ماننگ ہے۔ ہم ایک بیٹا اور ایک بیٹی تجھے اسی صفت کا دیں گے جو تو نے مانگی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کے بعد حضرت میاں میر محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

حضرت میاں میرؒ رحمۃ اللہ علیہ کے تین بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ ان چار بھائیوں کے نام یہ ہیں:۔

۱ - قاضی بولن
۲ - قاضی عثمان
۳ - قاضی طاہر
۴ - قاضی محمد

marfat.com

یہ حضرات جناب میاں جی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ قاضی محمد صاحب تصوّف ریاضت ولایت میں درجہ کمال رکھتے تھے اور عجب اتفاق ہے کہ ان سب کو آن جناب کی زندگی میں ہی جانا پڑا۔ اور جس بہن کے ولیہ پیدا ہونے کی خوشخبری ملی تھی۔ ان کا نام جمال خاتون تھا۔ جمال خاتون پیدائشی ولیہ اور صاحب کرامات تھیں۔ اور ایک بھائی کے ساتھ توام پیدا ہوئی تھیں۔ جنابہ ابھی تک زندہ ہیں انشاء اللہ ان کی کرامات کا ذکر علیحدہ کیا جائے گا اور دوسری ہمشیر کا نام بی بی بادی تھا۔ ان کا کوئی خاص ذکر نہیں آتا اور جب حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر بارہ سال کی ہوئی۔ تو آپ نے اپنی والدہ سے علم باطنی سیکھنا شروع فرمایا۔ اور بہت ہی مختصر زمانہ میں علم باطن سیکھ لیا۔ عالم ملکوت کی رازداری سے واقف ہو گئے۔ اب جناب نے تعلقات دنیاوی اور تعلقات بدنی و جسمانی تمام کو چھوڑ کر والدہ ماجدہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اجازت دیں تاکہ مجاہدہ و ریاضت اور سیر و سفر اختیار کروں۔ والدہ نے رخصت دی اور آپ سیوستان کے پہاڑوں پر کسی مرد کامل کو تلاش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی عمر قریب بالغ ہونے کے ہو گی تو کامل تارک الدنیا (واصل بحق) معرفت کے تاج و تخت، اہل سعادت کی عزت، اہل حقائق کے شیخ تمام مخلوق سے جدا ہو کر متوکلوں کی امامت کرنے والے اہل صدق حضرات کے راہ نما، اہل زمانہ میں برگزیدہ حضرت شیخ حضرت قادری رحمۃ اللہ علیہ کہ قادری سلسلہ میں فرد کامل تھے اور اپنے زمانہ کے بے مثل کامل ولی تھے اور جنہیں میاں جیو غوث وقت فرمایا کرتے تھے، کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ مال دنیا صرف دو چیزیں تھیں۔ ایک بوریا اور ایک لوٹا انہیں پاس رکھتے اور باقی کسی چیز سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے اور پہاڑوں کے درمیان سردی گرمی رات اور دن رہا کرتے تھے اور پہاڑی جنگلی درختوں کے پھل آپ کی خوراک ہوتے تھے اور لباس کی یہ حالت ہوتی تھی کہ ایک تہ بند جو ناف سے لے کر زانو تک آجائے۔ استعمال کرتے اور باقی کبھی کوئی لباس استعمال نہ فرماتے تھے اور جب سردی کا زمانہ آتا تو آپ

marfat.com

ایک تنور بنا لیتے جس میں دن کو لکڑیاں وغیرہ ڈال کر آگ روشن کر دیتے اور جب سردی کا احساس ہوتا تو اس گرم تنور میں آرام فرماتے اور سردی کی راتیں اس تنور میں گزارا کرتے اور کبھی آپ شہر میں نہیں آتے تھے اور اگر شہر میں تشریف لاتے اور وہ بھی یہ کہ صرف ایک دو بار سال میں تشریف آوری ہوتی جس میں کبھی کوئی خرید و فروخت نہ فرماتے بلکہ صرف سیر کی غرض سے آجاتے تھے اور اللہ کے سوا کسی شخص سے آپ کی کوئی دوستی نہ تھی۔

ایک دن سیوستان کا حاکم ملاقات کی غرض سے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ دھوپ میں ایک پتھر کے اوپر استغراق کی حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حاکم وقت قریب جا کر کھڑا ہو گیا کہ اس کا سایہ جناب پر پڑنے لگا۔ آپ کو معلوم ہو گیا کہ مجھ پر کوئی سایہ ڈال رہا ہے۔ آپ نے سر بلند کیا اور ارشاد فرمایا کہ تو کس طرح آیا ہے۔ عرض کیا۔ اس لئے آیا ہوں کہ کوئی خدمت آپ تبائیں تا کہ میں اس خدمت کو ادا کر کے سعادت حاصل کروں اور بہت ہی منت سماجت (انکساری) کی آپ نے ارشاد فرمایا۔ پہلی خدمت یہ ہے کہ اپنا سایہ مجھ سے دور کر دو۔ یعنی سورج کے سامنے سے ہٹ کر کھڑے ہو، حاکم وقت ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور عرض کی کہ جناب والا میرے لئے دعا خیر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کریم وقت نہ لائے کہ اس کے سوا کسی دوسرے کا خیال دل میں پیدا ہو۔ اس جواب کو سن کر حاکم قدرے ناراضگی کا اظہار کرتا ہوا واپس چلا گیا۔

جناب میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنی والدہ سے علم حاصل کرنے کے لئے جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی جب میں گھر سے نکلا تو بے اختیار صحرا کی جانب چلا گیا اور پھرتا پھراتا ہوا سیوستان کے پہاڑوں میں جا نکلا۔ میں نے دیکھا کہ پہاڑ کے دامن میں ایک تنور ہے۔ جس کو ایک پتھر سے بند کیا ہوا ہے۔ میں نے پتھر اٹھا کر دیکھا تو واقعی تنور تھا اور ایک پتھر تنور کے اندر رکھا ہوا تھا اور تنور گرم تھا۔ میں حیران رہ گیا کہ اس پہاڑ میں کون ہے جس نے تنور بنا

marfat.com

رکھا ہے اور کسی کو پاس نہ پایا۔لیکن میرے دل میں یہ پختہ یقین ہو گیا کہ یہ کسی بزرگ کی قیام گاہ ہے اور میں نے دل میں ارادہ کر لیا کہ اس بزرگ کو ضرور دیکھوں گا۔ اور جب تک دیکھ نہ لوں یہاں سے نہ جاؤں گا۔یہاں تک کہ تین دن گزر گئے۔بھوکا پیاسا اس تنور پر پڑا رہا اور ہر لمحہ حیرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور ان دنوں میں سخت ٹھنڈی ہوائیں چلتی تھیں اور دل یہ چاہتا تھا کہ تنور میں بیٹھ جاؤں۔لیکن دل میں یہ بھی آتا تھا کہ یہ ایک بزرگ کی قیام گاہ ہے۔یہاں پر بیٹھنا خلاف آداب ہے یہ خیال کر کے نہ بیٹھتا تھا۔یہاں تک کہ جناب شیخ خضر رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری ہو گئی میں نے حاضر ہو کر سلام کیا تو آنجناب نے جواب میں وعلیکم السلام یا میر محمد فرمایا جب آپ نے میرا نام لیا تو میرا عقیدہ اور پختہ ہو گیا۔ارشاد فرمایا اے میر محمد کب آیا ہے۔ میں نے حضور میں عرض کی۔حضور تین رات دن گزر گئے ہیں کہ آپ کا انتظار کر رہا ہوں فرمایا کہ میں تو آج ہی یہاں سے گیا ہوں تو تین دن سے یہاں انتظار کر رہا ہے۔میں نے تو تجھ کو نہیں دیکھا۔میں نے عرض کیا۔آقا میں غلط بیانی نہیں کرتا تو فرمایا یہی بات درست ہوگی۔یعنی تو اپنی جگہ درست ہے کہ دن گنتا رہا اور میں بھی درست ہوں، یہ یہ بات جناب کے استغراق کی وجہ سے تھی (یعنی تین دنوں کو آج کا دن خیال فرما رہے تھے۔) اور استغراق (مستی وجذب) کی بناء پر یہ خیال آ رہا تھا کہ آج ہی اپنے مقام سے گیا یا تین دن سے ان باتوں کے بعد میں نے بیعت کی درخواست کی اور آپ نے بیعت فرما کر ذکر و فکر میں مشغول کر دیا اور جب جناب میر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ خضر رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل ہو گئی تو دل کو اطمینان ہو گیا اور آپ نے ارادت کے ساتھ مرشد کے دامن کو پکڑ لیا اور ان اوراد اور وظائف میں لگ گئے جو مرشد عالی نے بتاتے تھے۔ نہایت مختصر مدت میں بلند مقام حاصل کر لیا اور دل کو پوری طرح غیر اللہ سے جدا کر کے صرف اللہ کے ہو گئے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کو جناب شیخ خضر سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید

marfat.com

بننے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ لیکن بلا واسطہ ہی آپ کو فیض حاصل ہوا) قطب آسمانی ولایت ہدایت کے روشن آفتاب، عالم لاہوت کی پرواز کرنے والے میدان جبروت کے شہسوار، عالم ملکوت کے تیزاک، عالمِ ناسوت میں ظاہر ہونے والے، اولیاء اللہ کی جماعتوں کو ترتیب دینے والے، مشائخ اولیاء کے نقیب، آفتاب علم کے جائے ظہور، مشرق سے حسن و جمال کے مطلع، آفتاب جلال و جمال، مقتدائے زمین و زمان کے بادشاہ گفتگو کی بلندی کے مالک، عالی جاہ عارفوں کے بادشاہ، اولیاء کے سربراہ، امام اتقیاء بلند ہمت قطب ربانی محبوب سبحانی پیرِ دستگیر عالم کبیر غوث الثقلین محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے روحانی برکات سے مشرف فرما کر مرتبہ کامل پہ فائز کر دیا۔ اور حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ جناب غوث مآب رحمۃ اللہ علیہ نے بلا واسطہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہ نبوت کے سلسلہ میں آخری نبی قیامت کے روز شفاعت کرنے والے قاب قوسین کے مالک تمام خدائی مخلوق میں اشرف و اعلیٰ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک سے بلا واسطہ صورتِ ظاہری میں تربیت حاصل کی۔

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ مُصْطَفٰی مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۃ صَلٰوۃُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

ترجمہ: اے قوم دربارِ رسالت میں ہدیہ درود و سلام عرض کرو۔ اس لئے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے اللہ کا درود اور سلام آپ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر نازل ہو۔

اور نفحات الانس میں پیر طریقت شیخ عطار فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام کی ایک جماعت ایسی ہے کہ اولیاء کرام اور مشائخ عظام ان کا نام اویسی رکھتے ہیں۔ اولیاء کرام کے اس گروہ کو ظاہری مرشد کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لئے کہ ان حضرات کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عنایت خصوصی اور حمایت عمومی میں پرورش

marfat.com

کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت اویسؓ کو اور یہ بڑا اعلیٰ مقام اور بلند مرتبہ ہے۔ وہ کوئی خوش بخت یا خوش نصیب ہی ہوتا ہے۔ جس کو یہ دولت بدست حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو جائے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ہ

ترجمہ:۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

اسی طرح بعض اولیاء کرام بلا کسی واسطہ کے براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیعت ہوتے ہیں اور حضور انور خود ہی ان کی پرورش و تربیت کرتے ہیں اور تربیت معرفت فرما دیتے ہیں۔ اگرچہ ان کا کوئی ظاہر پیر نہیں ہوتا اور یہ جماعت اویسی ہوتی ہے۔

اور حضرت میاں جی صاحب ایک واسطہ سے صاحب مرشد ہیں اور صاحب سلسلہ ہیں اور ایک واسطہ سے اویسی ہیں۔ وہ بلا کسی مرشد ظاہری کے کامل ہیں، اس طرح دو واسطوں سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔

مرشد پاک کی ملازمت باسعادت کے بعد وہ جناب شیخ خضر علیہ السلام کے بتائے اصولوں پر مجاہدہ فرماتے رہے، اور نہایت مختصر زمانہ میں آن جناب کو تمام کمالات حاصل ہو گئے اور حضرت شیخ خضر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جہاں اب آپ چاہیں۔ وہاں جا کر رہیں۔ آپ کامل ہیں۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اجازت حاصل کر کے علوم ظاہری کی تکمیل کا ارادہ لے کر لاہور کی جانب تشریف لائے اور بعض حضرات اس طرح وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت خضرؒ رحمت حق سے جا ملے (یعنی فوت ہو گئے) تو جناب میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور آنے کا ارادہ فرمایا اور یہ وہ زمانہ ہے جب آپ کی عمر تقریباً ۲۵ برس کی تھی اور اس سفر میں جس راہ سے آ رہے تھے۔ ہر منزل پر چند دن قیام فرماتے اور آرام فرما کر سفر شروع کرتے۔ لاہور آ کر آپ نے لاہور کی مسجدوں میں پھر کر حلقہ درس کو تلاش کیا۔ آخر حضرت مولانا سعد اللہ کے حلقہ درس

marfat.com

ہیں شامل ہو گئے جو اکبر بادشاہ کے زمانہ میں بڑے جید عالم تھے۔ علوم ظاہری اور علوم باطنی سے خوب آراستہ تھے۔ حضرت میاں جی نے بہت جلد علوم معقول و منقول حاصل کر لئے اور ان علوم میں اس قدر کمال حاصل کیا کہ اپنے زمانہ کے تمام علماء پر فوقیت لے گئے اور تھوڑے سے زمانہ میں آپ نے ظاہری اور باطنی علوم میں ایک خاص ممتاز مقام حاصل کر لیا اور میں نے اپنے استاد صاحب سے سُنا وہ فرماتے ہیں۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا نعمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے علوم کی تحصیل فرمائی ہے۔ مولانا نعمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہری و باطنی میں نہایت جید عالم تھے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت میاں میر محمد رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس پڑھا کرتے تھے اور کئی سال تک مسلسل پڑھتے رہے۔ اس زمانہ طالب علمی میں آپ نے ہمارے تمام علم حاصل کر لئے۔ لیکن ہم کبھی آپ کے حالات سے واقف نہ ہو سکے اور یہ کمال رازداری آپ کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔

باغوں میں عبادت

حضرت میاں جیو کا طریقہ یہ تھا کہ دن کے وقت لاہور کے مشہور بزرگوں کے مزارات پر تشریف لے جاتے اور باقی اوقات جنگلوں اور باغوں کی طرف چلے جاتے۔ جہاں لوگوں کا گزر نہیں ہوتا۔ اس طرح اہل دنیا سے جدا ہو کر ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتے اور باقی تمام یار بھی اسی طرح الگ الگ اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے اور جب وقت نماز ہو جاتا تو تمام ایک مقام پر جمع ہو کر نماز باجماعت ادا کرتے اور باغوں میں جا کر عبادت کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دن حضور کو صحابہ نے مسجد میں نہ دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لئے اِدھر اُدھر چلے گئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ ایک باغ میں داخل ہوتے تو حضور کو اس باغ میں بیٹھا دیکھا اور سلام عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا یا ابو ہریرہ یہ میرے دونوں نعلین مقدس لے جاؤ اور اس باغ کی چار دیواری کے باہر جو شخص تجھ کو ملے اور وہ سچے دل سے

marfat.com

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ کی گواہی دے تو اس کو میری طرف سے جنتی ہونے کی بشارت سُناتا چلا جا اور دوڑتا جا۔ مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث کتاب الایمان کی فصل ثالث میں روایت کی گئی ہے اور اس حدیث سے صاف واضح ہو گیا ہے کہ باغ میں جانے سے دل جمعی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود باغ میں تشریف لے جاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وجد و ذوق اور تسکین قلبی حاصل ہوتا تھا۔ اس لئے یہ یہ جنت کی بشارت عام فرمادی۔ یہ بھی خوشی کا ایک وجدانی کیف ہوتا ہے۔ لہذا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ذکر کی تلقین فرمائی۔ کیونکہ یہ ہر قفل کی چابی ہے۔

مُلّا سیّد خاں سے مَیں نے سُنا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ جناب میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ میں لاہور شہر کے باہر ایک ویران مکان میں پندرہ روز تک ذکر و فکر میں مشغول رہا تھا۔ لیکن مجھے کوئی اطمینان قلبی حاصل نہ ہوا۔ تو میرے دل میں خیال ہوا کہ میں اس مکان سے کسی دوسری جگہ کو منتخب کر لوں۔ قریب ہی ایک کنواں تھا۔ جس کے قریب ایک سقّہ رہتا تھا۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ میں نے پندرہ دن اس ویران مکان میں گزارے ہیں۔ یہ سقّہ میرے پاس آکر مجھے پُوچھنے لگا کہ آپ کس لئے یہاں سے چلے گئے ہیں۔ مَیں نے کہا بھائی اس مکان میں میرے دل کو اطمینان حاصل نہیں ہو سکا۔ یہ سُن کر وہ کہنے لگا کہ آپ کے قیام سے ایک دن پہلے کی بات ہے کہ ایک برات کہیں باہر سے شہر کی طرف آرہی تھی کہ اس مقام پر ان کو رات ہو گئی۔ اس لئے یہ براتی اس مکان میں رات رہے اور تمام رات کھیل و تماشا کرتے رہے۔ یہ بات سُن کر میں نے اندازہ لگا لیا کہ ان لوگوں کے کھیل کھیلنے اور لہو و لعب کرنے کی وجہ سے اس مکان میں نحوست کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ یعنی لہو و لعب کا اثر اس مکان پر پڑ گیا ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے اطمینان حاصل نہیں ہو سکا۔ میں نے اپنے لئے ایک اور جگہ کا انتخاب کیا اور وہاں جا کر اپنے ذکر و فکر میں مشغول ہو گیا۔

---

marfat.com

طریقِ زندگی

حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تمام زندگی لوگوں کا ملنا جلنا ناپسند رہا ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو تنہائی بہت پسند تھی۔ اکثر آپ تمام رات جاگتے ہوئے گزارتے اور حق تعالیٰ کے ذکر میں محو رہتے۔ مخصوص مریدوں میں سے ایک دو آدمی آپ کے پاس خدمت کے لئے حاضر رہتے تھے۔ آپ قبلہ رُخ ہو کر بیٹھتے اور آپ کے طریقہ پر بعض مرید پوری طرح عمل کرتے ہیں اور یہ دو شعر اکثر اپنی زبان حق ترجمان سے پڑھتے تھے۔

کسے کہ غافل از حق یک زبان است
دراں دم کافر است انا نہاں است
گزیں غفلت بجاں پیوستہ بودے
دراسلام برو‌ئے بستہ بودے

ترجمہ:۔ جو شخص ایک ساعت حق تعالیٰ کی یاد سے غافل رہ جاتا ہے۔ تو وہ وقت اس کا کافری میں گزرتا ہے۔ لیکن یہ پوشیدہ حقیقت ہے۔ جس سے عوام غافل ہیں اور اگر اسی غفلت کے زمانہ میں جان نکل گئی تو اسلام کا دروازہ اس پر بند ہو جاتا ہے)

حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کئی سال تک بالکل نہیں سوئے۔ رات دن اللہ کے ذکر میں گزارتے تھے۔ بلکہ شیخ قطب رحمۃ اللہ علیہ جو ایک کامل ولی اللہ تھے۔ میں نے ان سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوتے ہی نہیں تھے اور نہ آپ کو نیند آتی تھی۔ حضرت میاں محمد مراد مفتی فرماتے تھے کہ جناب میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کئی سال تک پوری رات تک ایک سانس میں گزار دیتے تھے اور جب آپ کی عمر اسی سال سے زیادہ گزر گئی۔ تو پوری رات میں صرف چار سانس لیتے تھے۔ باوجودیکہ ضعفی اور کمزوری پوری طرح آگئی تھی۔ اور عمر کا کافی حصہ

marfat.com

گزر گیا تھا۔

آں جناب کو توکل میں کمال حاصل تھا۔ یہاں تک کہ رات کے وقت کوزے سے پانی گرا دیتے تھے۔ اور کبھی کسی وجہ سے آپ پر کوئی خطرہ نہیں ہوتا تھا۔ نہ ہی کبھی آپ نے کسی خطرہ کو محسوس کیا تھا۔ آپ کو خطرات قلبی کے علاج بہت یاد تھے اور اسی طرح بہت زیادہ خطرات کے دور کرنے کی کوشش فرماتے تھے اور مشائخ کرام نے خطرات قلبی کے کافی علاج بیان کئے ہیں۔ خطرہ کا لازمی تعلق دل کے ساتھ ہے۔ جس کا دل ہی اپنا نہیں۔ اس کو خطرہ کہاں آئے گا (یعنی وہ دل جس میں کوئی آہی نہیں سکتا۔ تو خیالات فاسدہ کس طرح آسکتے ہیں اور جناب میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مریدوں کی یہی حالت تھی کہ آن کا دل اپنا تھا۔ اور ان کے دلوں پر خیالات و خطرات انہیں آتے تھے۔

سرہند کا سفر اور علالت

لاہور کے اندر رہتے ہوئے جب آپ کا ذکر خیر عوام میں پھیل گیا اور آپ کے حالات مبارکہ سے عوام کو واقفیت حاصل ہوگئی اور لوگ آنے جانے لگے تو آپ نے سرہند شریف کا سفر فرمایا۔ سرہند شریف جا کر آپ بیمار ہوگئے۔ پہلے تو آپ کو گھٹنوں میں درد پیدا ہوگیا۔ اور اس کے بعد سخت تر بیماریوں نے آپ کو گھیر لیا۔ تو ایک شب آپ نے جناب پیر دستگیر غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی روحانی مدد طلب کی۔ اسی رات کو جناب غوث الثقلینؒ اور جناب خضر علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگئی اور حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی۔ کس طرح آئے۔ فرمایا بیمار پرسی کو آئے ہیں۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم غوث الثقلینؒ سے شفا حاصل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا جناب غوث الثقلینؒ نے اپنا ہاتھ میاں میر صاحب کے بدن مبارک پر پھیرا اور ایک کشتی نما پیالہ آپ کو دیا۔ جو پانی سے بھرا ہوا تھا۔ فرمایا کہ آپ یہ پانی پی لیں۔ آپ نے پانی پیا۔ جب یہ حالت ختم ہوگئی (یعنی مکاشفہ) تو آپ کامل صحت یاب ہوگئے اور

marfat.com

بدن مبارک میں کوئی بیماری اور درد رنج باقی نہ تھا اور بیماری کے ان طویل دنوں میں آپ کے پاس کوئی شخص عیادت و تیمار داری کے لئے نہ تھا۔ سرہند شریف میں ایک صاحب حاجی نعمت اللہ رہتے تھے۔ جب ان کو پتہ چلا کہ اس طرح ایک مرد کامل یہاں آکر بیماری میں رہنے لگے ہیں۔ تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی تیمار داری کرنی شروع کردی اور بکمال خلوص و محبت سے آپ کی خدمت کو اپنی سعادت جان کر جناب کی خدمت میں ہروقت حاضر رہنے لگا اور کہتے ہیں کہ حاجی نعمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت گذاری اس حد تک کی ہے کہ حضرت کے فضلات بول و براز تک اپنے ہاتھ سے اٹھا لیا کرتے تھے اور جب حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو صحت حاصل ہوگئی اور آپ نے فرمایا۔ حاجی صاحب جس طرح آپ نے میری خدمت کی ہے۔

میرا دل آپ کی خدمت کا بدلہ دینا چاہتا ہے۔ لیکن میرے پاس دنیا کے مال سے کوئی چیز نہیں ہے۔ کہ وہ میں آپ کو دے دوں۔ اور اگر آپ چاہیں تو آپ کو مختصر وقت میں اللہ کا دوست بنا دوں اور اللہ سے ملا دوں۔ حاجی نعمت اللہ سرہندی کے دل میں یہ خواہش موجود تھی، انہوں نے کہا حضور یہ سعادت عظیم اور دولت لازوال حاصل ہو جائے تو آپ کی کرم نوازی ہوگی۔ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر توجہ فرمائی ایک ہفتہ میں اعلیٰ مقام اور بلند درجہ پر پہنچا دیا۔ ایک سال تک آپ سرہند میں رہے۔ لیکن کسی کو آپ کی حالت کی اطلاع نہ ہوئی۔ آپ سرہند شریف سے لاہور واپس تشریف لائے اور باغبانوں کے محلہ میں اقامت فرمانے لگے اور یہاں سے آپ نے اپنی سکونت کو محلہ خوانی پورہ منتقل کرلی اور پوری زندگی آپ یہاں ہی رہے۔ سرہند شریف سے واپس آنے کے بعد لاہور میں شہرت عام ہوگئی اور عوام خواص کے ذہنوں نے آپ کو کامل ولی اللہ قبول کرلیا اور عوام آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور لاتعداد حضرات کو آپ کی صحبت اور تربیت سے بلند منصب حاصل ہوگئے۔ اور آپ کے خلفاء کی کثرت ہوگئی۔

---

marfat.com

حاجی نعمت اللہ سرہندی پر انکشاف

آپ حاجی نعمت اللہ صاحب کو جس مقام پر چھوڑ کر لاہور آگئے تھے وہ اس میں مشغول رہا اور اس پر عالم ملکوت کا انکشاف ہو گیا۔ حاجی نعمت اللہ ایک درویش کے پاس گئے جس کا نام شیخ جمیل الدین تھا اور پیر صاحب شیخ وجیہہ الدین کے خلفاء میں سے تھے۔ وہ سرہند شریف میں رہائش رکھنے کی وجہ سے کافی مشہور تھے۔ حاجی صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک عالم مجھ پر کھلا ہے۔ جس کے دیکھنے سے عجیب لذت ملی ہے۔

شیخ جمیل الدین صاحب نے فرمایا کہ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا۔ عالم ملکوت ہے درویش کہنے لگا کہ یہ ملکوت کا انکشاف نہیں۔ یہ جنات کی جگہ ہے۔ جس کو تونے دیکھا ہے اور اگر تونے اپنے وردو اور دکئے اور ان کی جاری رکھا تو تجھے بڑا نقصان ہو گا۔ اس شخص نے اس تخص نے اس قدر مبالغہ آمیزی سے خلیفہ نعمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھایا کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ میں سستی پیدا ہوتی ہے اور تمام ذکر و اذکار چھوڑ دے۔ اب دل پر اداسی چھا گئی اور لذت تمام باقی رہی۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ جا کر بیت اللہ کی حاضری کا ارادہ کیا۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت سفر لینے کے لئے لاہور آگئے۔ دربار میں حاضر ہوتے ہی حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو فرمایا کہ درویش کو عالم ملکوت کی کوئی خبر نہیں تھی وہ کیا بتا سکتا تھا۔ اس درویش نے تو حاجی صاحب تجھے دھوکا دیا ہے اور تو اپنی منزل کو چھوڑ کر بیٹھ گیا۔

حاجی نعمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ کہ حضور اب میں حج کی نیت رکھتا ہوں اور آپ سے رخصت طلب کرنے آیا ہوں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ چلا جاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مکہ مکرمہ اور بیت اللہ یہاں ہی دکھا دوں۔ اور زیارت کرنے کے لئے حج پورا کر لے تو کیا یہ بہتر نہ ہو گا۔ کیا خیال ہے عرض کیا کہ اگر اس طرح ہو جائے تو میرا مطلب پورا ہو جائے گا اور باقی وقت جناب

marfat.com

کی خدمت اقدس میں گذارنے کا موقع حاصل ہوگا۔ آں جناب نے ایک جگہ خاص مقرر فرما کر حکم فرمایا کہ فلاں اسم رات کو پڑھا اور حج کی سعادت کو حاصل کرے اس نے اسی طرح کیا اور جب صبح کو جناب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اپنا سر حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر رکھا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا حاجی صاحب رات کو حج کر لیا۔ عرض کیا کہ آپ کے کرم کا صدقہ حج کر لیا ہے اور حج کے طریقہ پر منزل بہ منزل حج کیا۔ پورا حج سفر گذارا۔ منزلیں سفر کی طے کی گئیں اور مکہ معظمہ پہنچ کر مناسک حج ادا کئے۔ اس طرح اب حضرت نے حاجی صاحب کو دوبارہ اپنے مقام پر پہنچایا۔ اور حاجی نعمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کامل کر دیا۔

مشائخ طریقت فرماتے ہیں کہ مرید کے لئے تمام آفتوں میں بڑی آفت اپنے شیخ سے دور رہنے میں ہوتی ہے اور سید عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے ہی ارشاد فرمایا ہے کہ :-

اَلشَّیْطَانُ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَیْنِ اَبْعَدُ ہ

ترجمہ :- (شیطان ایک آدمی کا ساتھی ہو جاتا ہے اور دو آدمی جب جمع ہو جائیں تو دور ہو جاتا ہے) اور اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے :-

مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ ط

ترجمہ :- (اگر تم تین ہو تو چوتھا، اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ اگر تم پانچ ہو تو چھٹا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ نے تین سے اہل مناجات کا ذکر شروع فرمایا ہے کہ کم از کم دو ہوں تو شیطان دور رہے۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص جناب سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ اس کے دل میں یہ خیال سمایا کہ میں تو بلند مرتبہ ہو گیا ہوں اب مجھے پیر طریقت کی صحبت سے جدا ہو کر رہنا چاہیئے۔ یہ سوچ کر وہ جنگل میں چلا گیا۔ وہاں رہنے لگا۔ باقی دوستوں سے اپنے آپ کو الگ کر لیا۔ ایک رات اس نے

marfat.com

دیکھا کہ اونٹ آئے ہیں اور ساربان کہتا ہے۔اس اونٹ پر سوار ہو کر بہشت کی سیر کرنے چلو آپ کا مرید سوار ہو گیا۔اس جگہ جا پہنچا جو کہ نہایت سرسبز شاداب اور بہت خوبصورت جگہ تھی۔اور تھوڑی دیر کے بعد خوبصورت گروہ اس کے سامنے آنے لگے اور طرح طرح عجیب وغریب کھانے اور چشمہ جاری پانی کی خوش رنگ نہریں بہنے لگیں۔صبح تک وہ اپنے آپ کو وہاں ہی دیکھتا رہا۔ .... اور جب آنکھ کھلی اور بیدار ہوتا تو اس نے اپنے آپ کو اس جھونپڑی کے دروازے پر پایا۔جہاں کہ وہ سویا ہوا۔اب یہ کیفیت مسلسل رہنے لگی اور وہ صوفی دن بدن متکبر ہوتا چلا گیا۔ اور یہ دعوی کرنے لگا کہ میں ان مقامات کو عبور کر گیا ہوں۔

جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باتیں سنیں تو آپ اس مرید کے عبادت خانہ پر تشریف لائے۔اور فرمایا کہ کیا حال ہے۔اس مرید نے تمام کیفیت جو دیدار جنت کی تھی۔اس کو بیان کرنے لگا اور تکبر اس کے لئے ظاہر پر نظر کر رہا تھا۔جناب شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔اب کہ جب تو وہاں جائے تو تین مرتبہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ پڑھ لینا اور یہ فطر کر جناب جنید بغدادیؒ واپس آ گئے۔حسب معمول رات کو جب وہ وہاں گیا اور جب واپسی ہونے لگی تو دل میں خیال آیا کہ حضرت مرشد کے ارشاد کو پورا کروں۔ دل میں تکبر تھا انکار کر دیا۔آخر کرامت وامتحان کرنے کے لئے اس نے تین بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ کو پڑھ لیا۔خوبصورت لوگوں کے گروہ چیخ چلا کر جانے لگے۔پس اس کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ پاخانے میں گرا ہوا ہے اور ارد گرد ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں۔اب اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔اب وہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سچے دل سے توبہ کی اور واپس اپنے مرتبہ کو حاصل کرنے میں مصروف ہو گیا۔

marfat.com

دکاندار پیر اور مردِ حق

حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ بہت کم لوگوں کو مرید فرماتے تھے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کے طلب گار بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ اس لئے کم میسّر آتے ہیں اور حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرید کم کرنے میں اس خیال پر ہی لوگوں کو مرید کر لیا جائے تو بھی ان میں سے کوئی ناقص نہ رہے۔ اس لئے بہت تھوڑے لوگوں کو مرید فرماتے تھے۔

اور آپ ان پیران طریقت کی طرح ہرگز نہیں کرتے تھے۔ جو صرف نذر و نیاز اور شہرت و عزت دنیا حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے مرید بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ طریقت و تصوف کے دعویٰ کو اپنا پیشہ بنا کر دنیا کے طالب ہوتے ہیں اور انہیں پیشہ ور مریدوں کی عادت ہوتی ہے کہ اہل دل سے لڑائی کے لئے تیار ہو کر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اور قتل کا حکم دیتے ہیں اور ہمارے شاہ صاحب اکثر ان اشعار کو پڑھ کر اس حقیقت کی جانب اشارہ کرتے تھے۔

شیخ را مُرید گری ہُنر است — بسیار اُو را مرید سیم و زر است
مشغول تو بہ دادن گاؤ خر است — معلوم نکرد کار مردان و گر است

ترجمہ: دنیا دار پیر جس قدر زیادہ مرید بنا سکے گا۔ اصل میں اس قدر سونا چاندی اور دولت کو جمع کر سکے۔ توبہ میں مشغول کرنا تو ڈنگروں کا کام ہے۔ مردوں کا کام اور ہی ہوتا ہے
اور کبھی مثنوی شریف کے ان اشعار کو پڑھا کرتے تھے۔

مثنوی

کسانیکہ حضرت بنام اندر اند — چہ حضرت دحسرت زپا تا سر اند
ہمہ خضر وقت اندور رنگ و بُو — ازیں خضرہا خود خدر ہا نکو ا
سر بوریائے کہ دارند جائے — کجا بوریا جملہ بوئے دیا۔
چہ کہ طفلے بود کار شان — ننگ رو مریداں مسطار مثال

marfat.com

مریدانِ فزون تر زدیود دا ند چہ دانم مریدا ند یا مرندا ند
سرسفرہ ہر صبحدم "تا بشام بخر دار خر دار خور د ہ طعام
رہ خانہ دل نیاید بدست شکم در بر د ئے دل خواجہ لبست

ترجمہ :- جو لوگ اپنے آپ کو حضرت صاحب کہلوانے کی تمنا رکھتے ہیں۔ انہوں نے حضرت تو کیا بننا ہے۔ البتہ حسرت و ندامت بن سکتے ہیں اور یہ کذب پیر اپنے آپ کو خضرِ وقت ثابت کرتے ہیں اور حضرت خضر تو ان کی ملاقات سے پناہ مانگتے ہیں اور اگر ان مکار اور فریب کرنے والے پیروں نے بوری اور ٹاٹ کا بستر بنا رکھا ہے تو بھی یہ ریاکاری اور دھوکا دہی ہوگی۔ نہ کہ طریق فقر درویش یہ پیٹ کا جہنم پُر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مقصد ان کی فقیری کا ہے۔ جب ہر شخص میں یہ طاقت نہیں کہ وہ خود اپنی مراد کو حاصل کر سکے تو جو شخص .... اس بات کی قابلیت رکھتا ہے (یعنی پیر طریقت) تو یہ اس کا حق ہے۔ کہ طالب کو بامراد کرے اور پیر سعادت معرفت اس کو عنایت کر دے۔ اس لئے حضور میاں میر جی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور نفحات الانس میں لکھا ہے کہ مرید اور چیز ہے اور شیخ الاسلام نے ایک دن مجھے فرمایا کہ مرید طالب ہوتا ہے اور حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بیعت نہایت مشکل تھا۔ اس لئے ہر شخص نہ اس بات کی طاقت رکھتا تھا اور نہ لیاقت کہ حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے پر عمل کر سکے اور جو شخص آپ کا مرید ہونا چاہتا تھا۔ تو اس کو پہلے پہل یہ شعر سنایا کرتے تھے۔

مریدی طلب کرنا ہے اور مراد ایک لاکھ دفعہ ناز و نخرہ کرتے ہوئے مرید سے دور چلی جاتی ہے۔

شرط اول در طریق معرفت دانی کہ چیست
ترک کردن ہر دو عالم را دلپشت پا زدن !

ترجمہ :- طریقت کے راہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ دونوں جہاں کی طلب کو پاؤں کی ٹھوکر مار کر دنیا دی خواہشات کو مٹا دے اور اپنے قدم معرفت کی راہ پر رکھے)

marfat.com

اگر کوئی مرید سچے دل سے خلوت وجلوت کی طرف امادہ ہوتا اور تمام طرح کے تعلقات سے قطع تعلق کر لیتا۔ تو اس کو سخت ریاضت کرنے کا حکم دیتے اور پہلا سبق اس طرح جاری فرماتے کہ غذا کم کھاؤ، اور نیند کم کرو، اور گفتگو کم کرو اور اسی طریقہ پر باقی ریاضتیں، مرید کے حالات کے مطابق ارشاد فرماتے اور یہ باتیں حقیقت میں صرف امتحان ہوتی تھیں۔ کہ جو شخص طریقت میں مشقت اٹھانے کا عادی ہو جائے گا۔ اس کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی اور آپ کا یہ طریقہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ کی طرح تھا۔ جب تھوڑی مدت گزر جاتی تو مرید کی استعداد کے مطابق اخلاص کا حکم اور تلقین وظائف فرماتے اور بہت کم مدت میں مرید کو کمال تک پہنچا دیتے اور طالب حق کے باطن کو پہلے پہل مَاسِوَا اللہ (اللہ کے سوا) کے خیال سے پاک فرماتے۔

حضرت مولانا سعید خان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے "نفحات الانس" میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے حالات پڑھتے ہوئے یہ واقعہ پڑھا اور تعجب ہوا کہ اہل ارادت کی کیا عجیب کیفیت ہوتی ہے اور وہ واقعہ یہ تھا کہ جب ایک مرید آپ کے خلیفہ اور جانشین ہو گئے۔ تو ہر روز لوگوں سے کہا کرتے کہ میں نے کامل تیس سال تک حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے فضلے کو اپنے ہاتھوں سے اٹھایا ہے۔ میرے دل میں آیا ہے کہ عجب قسم کی عاجزی اور کسر نفسی ہے کہ آں جناب کی خدمت کرتے رہے ہیں اور اس پر اور تعجب انگیز بات یہ ہے کہ جناب حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے فضلے کو اٹھایا ہے۔ حضرت مولانا فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ واقعہ نفحات الانس کا جناب میاں میر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو سنایا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے جو اس نے کیا۔ بلکہ یہ آسان ہے جو شخص چاہے کر سکتا ہے اور اس طرح کی خدمت کر سکتا ہے۔ لیکن مشکل کام تو وہ ہے جو کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے خادم کے ساتھ کیا ہے کہ اپنے مرید کا دل غیر اللہ کے گند سے پاک کر دیا۔ اور یہ تمام نظام تعلقات دنیاوی کے چھوڑنے سے ہی کامل ہو سکتا ہے اور جناب میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کے طبقے میں پہلے تجرید (قطع تعلقات دنیوی)

marfat.com

کا سبق دے دیا جاتا ہے۔ تاکہ طالب جلدی اپنا حقیقی مقام حاصل کرنے کی قابلیت بھی حاصل کرے۔

تصوف کے مشائخ اس عمل کو اپنی بولی میں کندن وپیوستن کہتے ہیں۔ یعنی ایک مقام سے اکھاڑ کر دوسرے مقام پر لگا دینا اور حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ ایک مثال پر یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مسئلہ ظاہر ہے کہ اگر کسی کو غسل کرنا فرض ہو جائے اور ایک بال خشک رہے جس کو پانی نہ لگا ہو۔ تو یہ تمام ہی غسل نہیں ہوتا۔ اور بدن کو جسم کے پاک ہونے کا حکم نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ جنابت باقی رہتی ہے۔ اس طرح اگرچہ تعلقات مادی کو چھوڑ دیا۔ لیکن ایک خطرہ اور ایک باطل خیال صوفی کے دل میں باقی رہتا ہو۔ تو یہ صوفی دل کی ناپاکی سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اس کو مجرد وصوفی کہا جاتا ہے بلکہ خیالات کی پاکی ابھی تک باقی ہو گی۔

زتو تا ہست موئے ماندہ برجا۔
بداں یک موئے مانی بند بر پا۔
تو تا یکبارگی جاں را بہ بازی
جب دائم ترا او نانمازی

ترجمہ:۔ یعنی تو نے غسل تو کر لیا ہے۔ لیکن ایک بال تیرے بدن پر ایسا ہے۔ جو پانی سے تر نہیں ہوا۔ تو نہ تو ناپاک ہے۔ نہ تو اس حالت میں نماز ادا کر سکتا ہے۔ بلکہ جنابت کا حکم جاری کیا جائے گا۔

آپ کا طریقہ

آپ کا ہمیشہ یہی طریقہ رہا ہے کہ جب کوئی شخص دربار عالیہ میں حاضر ہوتا تو اس کو آپ فرماتے کہ کس طرح آنا ہوا۔ اور کیا کام ہے۔ اگر حاضر ہونے والا کہتا ہے کہ جناب کی ملازمت کو حاضر ہوا ہوں تو فرماتے آؤ بیٹھو۔ چند ساعتیں اور گھڑیاں خاموشی کے گزار کر فرماتے۔ اچھا دعا کرو۔ دعا فرما کر سائل کو فرما دیتے کہ آپ کو اجازت ہے۔ جائیں

marfat.com

اگرچہ سائل کہتا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طلب کے لئے آیا ہوں تو آپ اس کی طرف سے بظاہر منہ پھیر لیتے اور اس کو بیٹھنے کا حکم نہ دیتے تھے اور واپس جانے کا کہہ کر مکان سے باہر نکال دیتے تھے اور فرماتے۔ بابا حق کی طلب آسان قصہ نہیں ہے۔ یہ بات تو بہت مشکل ہے اور مولیٰ کی طلب کے لئے کائنات سے بیگانہ ہو کر یگانہ ہونے کی ضرورت ہے۔ ایک کے لئے ایک ہو جائے۔ تو ایک خدا مل سکتا ہے۔ مکان ایک ہے اور دروازہ بھی اس کا ایک ہی ہے اور دل بھی ایک ہے۔ ایک چیز کو ہی ایک چیز میں سما سکتے ہیں۔ ع

یک خانہ دو مہمان نہ گنجد

لہذا مجرد ہو کر تمام تعلقات اور تمام جھگڑوں سے نکل کر اس کی طلب کرنی چاہیئے میرے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب میں ابتداء زمانہ میں بدخشان سے لاہور آیا تو حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر سنکر میں نے ملاقات کا ارادہ کیا۔ میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھ سے لاپرواہی کی۔ برابر تین سال تک آں جناب کے گھر آنے جانے کا سلسلہ میں نے جاری رکھا۔ لیکن مجھے کوئی بات نہ کہی اور ایک بڑی مدت گزر جانے کے بعد مجھے خوب آزمایا گیا۔ اور جب میں ان آزمائشوں سے کامیاب ہوا۔ تو مجھے بیعت فرما کر ذکر و فکر میں مشغول کر دیا اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میرے مرشد صاحب کا یہ طریقہ تھا کہ پہلے اپنے آپ کو معشوق کی طرح ظاہر کرتے اور طالب کو اپنا عاشق بنا لیتے اور جب عاشق کو ثابت قدم پاتے۔ اب مرشد اپنے کو عاشق بنا لیتے اور مرید کو معشوق فرما کر کرم نوازی کرتے اور ابتداء میں آپ مرید کی کوئی پرواہ نہ کرتے۔ اس کا مطلب صرف آزمائش کے ہونا ہوتا۔ تاکہ خواہش نفسانی کرنے والے پر بے جا وقت ضائع نہ کیا جائے۔ اس لئے کہ اس طرح کے آدمی کو بعد میں فائدہ حاصل ہونا۔ تو وہ اس کا خیال نہیں کرتا۔ کیوں کہ بعض لالچیوں کو جھوٹی طلب ہوتی ہے جو تھوڑے دنوں میں زائل ہو جاتی ہے۔ اللہ کریم نے اس طرح کے طالبوں کے لئے ہی ارشاد فرمایا ہے۔

marfat.com

وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا ط

(اور جو دل خبیث ہیں ان پر پاکیزہ بارش کا اثر صرف اس قدر ہے کہ قیمتی جوہر نکمی سرزمین میں ضائع کر دیا جائے۔ یعنی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

پیر اور مُرید کی صفات

یعنی جو دل اثر قبول نہ کرے تو وہ دل قابلیت نہیں رکھتا اور اگر اثر ہو گا تو وہ تھوڑا ہو گا جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے اور جو شخص صحیح معنی میں طالب ہے۔ اس کے پاس استقامت ہو گی اور اپنی ذات میں اس کا شوق بڑھتا جائے گا اور مرید سے لاپرواہی مرید کو اور عشق دے گی اور ذوق باطن میں زیادتی حاصل ہو گی ع

عشوۂ محبوب بس دل کش بوُد !

معشوق کا ناز و نخرہ دل کش ہوتا ہے اور جو لوگ خواہشات نفسانی کے غلام ہوتے ہیں۔ وہ جلدی بھاگ جاتے ہیں۔

اور ان کی خواہشات کے شعلے بیٹھ جاتے ہیں۔

جس طرح تنکوں کی آگ شعلہ مارنے میں جلدی کرتی ہے۔ اسی طرح اس کا شعلہ بجھ جانے میں بھی جلدی کرتا ہے ؎

کاش خوباں ہمہ از عاشق خود جاں طلبند
تا ببر بوالہوسے عاشقی آساں نشود

اگر عاشق کی زندگی معشوق مانگتے۔ تو کتنا اچھا ہوتا کہ خواہشات نفسانی رکھنے والے عاشق ہونے کا نام نہ لیتے۔

اور جناب میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس شعر کو اکثر پڑھا کرتے تھے ؎

کسے را امتحان ناکردہ صد بار
نگردانی تو اور صاحب اسرار

(جب تک کسی کا بار امتحان نہ ہوا ہو۔ وہ شخص صاحب اسرار نہیں ہو سکتا۔)

marfat.com

اور شیخ الاسلام فرماتے تھے کہ اس کو صرف طلب کر کے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ صاحبِ طالب ہیں اس کو پا یا جائے گا اور سید علاء الدین اور ہی فرماتے ہیں ے

بہ جستجوئے نیاید کسے مراد دلی
کسے مراد بیاید کہ جستجو دارد

ترجمہ :۔ صرف تلاش مطلوب ہیں مطلوب نہیں ملتا۔ مطلوب کہ وہی شخص پائے گا جس کو مطلوب کی پوری پوری جستجو ہو گی۔)

(اس سے مراد یہ ہے کہ مطلوب تو ضرور موجود ہے۔ لیکن طالب کو تو مطلوب کی تمنّا ہی نہیں، اور جب طالب کو خواہش و تمنّا مل گئی۔ تو مطلوب تو خود موجود ہے۔ وہ مل جائے گا۔ بہرحال مطلوب میں طلب کرنے کی خواہش کا پایا جانا لازمی ہے۔ بلکہ یہی مطلوب ہے اس کلام سے مراد یہ ہے کہ جو شخص کمال درجہ کی آرزوئے طلب رکھتا ہے حاصل کرے گا۔ وہ پائے گا اور باقی مشائخ نے بھی اکثر مرید کی استعداد کو آزمایا ہے اور اس لئے مرید کا حق یہ ہے کہ وہ اپنے مستحکم ہونے کا ارادہ کرے اور مرشد کامل مرید کے حق میں جو بات بھی کرے وہ صحیح ہوتی ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ بات درست نہ ہو۔ لیکن باطن میں وہ عین حکمت ہوتی ہے۔ جس طرح والدین کی ڈانٹ بچے کے لئے عین رحمت ہے۔ اور مرشد و پیر تو مرید کے لئے ماں باپ سے زیادہ بشر اور مہربان ہوتے ہیں اور شیخ مجدالدین بغدادی نے نشے کی حالت میں فرمایا کہ ہم بطخ کے انڈے کی طرح تھے جو دریا کے کنارے پر پڑا ہوا تھا۔ جس کو شیخ نجم الدین نے جو ہمارے مرشد ہیں، مرغی کی طرح شفقت و محبت سے کام لیتے ہوئے پاس رکھا۔ انہوں نے ہماری آبیاری کی۔ اور اپنے پروں کی اس طرح تربیت فرمائی۔ کہ ہم انڈے سے تیرنے والے پرندے بن کر باہر آگئے اور دریا کی طرف دوڑے۔ شیخ نے فرمایا کہ اے بچے ہم نے نورِ معرفت سے معلوم کر لیا کہ بچے تم دریا کو جا رہے ہو۔ دریا میں جا کر مر جا۔ سننے والوں نے تو یہ خیال کر لیا کہ شیخ نجم الدین نے اپنے مرید مجدالدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بددعا کی۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ شیخ نے بددعا نہیں دی اور نہ یہ ممکن ہے۔ کہ شیخ

marfat.com

نے اپنے مرید کو بد دعا دی ہو۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ شیخ نجم الدین نے جب مرید کی استعداد کو دیکھا تو شیخ نے معلوم کر لیا۔ کہ اگر یہ دریا حقیقت میں غوطہ نہ لگائیں گے۔ تو دین و ایمان کی حفاظت مشکل ہو جائے گی۔ لہذا حکم دیا کہ دریا حقیقت میں جا کر فنا ہو جا —— بطخ غوطہ لگا کر رزق حاصل کرتی ہے اور جو شخص دریا حقیقت میں جا گرتا ہے وہ فانی ہوتا ہے تو معنی یہ ہے کہ نجم الدین کبریٰ نے مجد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو دریا ذات الہٰی میں فانی ہونے کا حکم دیا۔ تو حضرت شیخ کا حکم مجد الدینؒ کے لئے دعا خیر اور حصول مقصد تھا۔ اس لئے کہ شیخ مجد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تعلقات دنیاوی سے اپنے آپ کو مجرّد بنا لیا تھا اور آپ کے مرشد نے مرید کی حالت کو دیکھ کر دعا کی۔ تاکہ مرید اپنی مراد کو حاصل کرلے۔ یعنی اپنی ہستی کو دریائے وجود مطلق میں فنا کر دے۔

قناعت

جناب میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اکثر ایک ایک ہفتہ بھوکے پیاسے رہتے اور کسی کو اطلاع نہ ہوتی تھی کہ آپ بھوکے ہیں۔ اور اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ میرے گھر میں تیس۳۰ سال تک کبھی کھانا نہیں پکا تھا اور فرماتے اس زمانہ میں ہمارا رزق اس آیت کے حکم کے مطابق آتا تھا۔

وَفِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۞

اور آسمانوں میں تمہارا رزق ہے اور وعدہ کیا گیا ہے۔

کرامت قبولیّت دُعا

ایک دن حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میرے بھائی وطن سے ملنے کے لئے لاہور آئے اور بہت مدت کے بعد ہماری آپس میں ملاقات ہوئی بھائی صاحب دیکھ کر فکر کرنے لگا کہ اس وقت نہ تو کوئی خادم یہاں موجود ہے اور نہ

marfat.com

کوئی عقیدت مند دوست ہے۔ جس کو کہہ کر کھانا منگالوں اور نہ کوئی روپیہ وغیرہ گھر میں موجود تھا کہ جس کو میں استعمال کر کے اپنے مہمان کی میزبانی کرتا۔ اب میں نے اپنے بھائی سے کہا۔ کہ آپ تشریف رکھیں میں کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ ان کو حجرہ میں بٹھا کر خود باغ میں گیا اور وضو کر کے اللہ کے حضور میں دعا کرنے لگا اور یوں عرض کی کہ

اے میرے اللہ میں نے اپنا مہمان تیرے بھروسہ پر بٹھایا ہے۔ اے اللہ تیرے سوا نہ کوئی دوست ہے اور نہ یار اور نہ کوئی مہربان ہے،، میں ابھی دعا کر رہا تھا۔ کہ آواز غیبی آنے لگی کہ اے میرے دوست میں نے تیرے دعا کرنے سے پہلے ہی تیری مراد کو پورا کر دیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ باغ میں میرا بھائی میری طرف آرہا ہے۔ میں نے کہا۔ کیوں آیا ہے۔ کہنے لگا کہ جناب ایک شخص کھانا لے کر آیا ہے اور وہ آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ اب مجھے کہا ہے۔ آپ کو لاؤ۔ میں آپ کو بلانے آیا ہوں۔ میں جب آیا تو میں نے ایک خوبصورت آدمی کو دروازے پر دیکھا۔ سلام و دعا کے بعد اس اجنبی جوان نے کہا کہ یہ نقد رقم ہے اور یہ کھانا ہے۔ اسے قبول فرمائیں۔ رب العزت کا پیغام ہے کہ آئندہ جب کبھی آپ کو کوئی ضرورت پیش آئے اللہ سے یونہی دعا فرمائیں اللہ کریم خود آپ کی مدد فرمایا کرے گا۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس اجنبی حسین مرد سے سوال کیا کہ آپ کون ہیں، اپنا تعارف کرائیں۔ جواب دیا کہ میں اللہ کا ایک بندہ ہوں میں نے اور میرے بھائی نے کھانا شروع کیا اور اس بندہ خدا سے کہا کہ آپ بھی کھانا کھائیں۔ اجنبی نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں کھانا ضرور کھاتا۔ لیکن میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ یہ اجنبی جوان بیٹھ گیا اور ہم کھانا کھانے لگے۔ جب ہم کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو اجنبی جوان نے برتن لئے۔ سلام کیا اور رخصت ہو گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد میں نے اس خیال میں لگ گیا۔ آخر یہ کون شخص ہو سکتا ہے۔ آخر میں اس یقین پر پہنچا کہ یہ فرشتہ تھا جس کو اس کام پر مقرر کر دیا گیا تھا۔

اور اس طرح کا ایک واقعہ جناب غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے یہ نقل ہے

marfat.com

وہ واقعہ یہ ہے کہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے ایک خادم بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوث پاک ایک دفعہ بہتر دینار کے مقروض ہو گئے۔ اور یہ قرضہ کی رقم مہمانوں پر خرچ کی گئی۔ تھی۔ میں دربار میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک اجنبی باہر سے تشریف لائے اور بلا اجازت غوث الثقلین کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے کافی دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ آخر اٹھ کر چلنے لگے۔ تو ایک خاصی معقول رقم پیش کی اور عرض کیا۔ حضور یہ رقم آپ کے قرض ادا کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ شخص چلے گئے۔ حضرت شیخ المشائخ پیر دستگیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ رقم لے قرض خواہوں کو دے آؤ۔ اور فرمایا اس تھیلی میں اس قدر رقم ہے کہ قرض ادا ہو جائے۔ خادم نے عرض کیا کہ یہ رقم کا کس طرح اندازہ کیا گیا ہے۔ جناب غوثیت مآب نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ رقم پیش کرنے والا ایک فرشتہ ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ تاکہ ہمارا قرض ادا کر دے اور حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ پر یہ مذکورہ واقعہ اسی طرح گذرا ہے۔ جس طرح حضرت غوث اعظمؒ پر گزرا ہے اور میں نے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم سے سُنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب حضرت صاحب گھر میں کھانا پکانے کا حکم دیتے تو صرف ایک طرح کا کھانا پکایا جاتا تھا اور مٹی کے کچے برتنوں میں لاکر آپ کے سامنے رکھا جاتا تھا اور حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ پہلے تمام خادموں کو کھانا کھلاتے اور جو حاضر نہ ہوتے ان کا حصہ نکال کر ان کے گھروں میں بھیج دیتے تھے۔ خاص کر ایک خادم شیخ محمدؐ لاہوری کے متعلق فرماتے کہ یہ عیالدار ہے۔ اس کے گھر دے آؤ۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اکثر استغراق کی حالت میں رہتے تھے۔ اس لئے اکثر آپ کئی کئی دن کھانا نہیں کھاتے تھے اور اگر کبھی اس حالت میں کھا بھی لیتے تو آپ کو کوئی خبر نہ ہوتی تھی کہ کیا کھایا ہے اور اکثر آپ جمال باکمال ایزدی کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں اور یہ عجیب حالت ہے کہ زمانہ اس کے بیان سے قاصر ہے اور حالت دستور تھا۔ یہ پتہ نہیں ہوتا تھا کہ آج کونسا دن اور کونسا مہینہ ہے اور آپ کے

marfat.com

متعلق میرے شاہ صاحب ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اکثر حالت استغراق رہتی تھی اور لقمہ اگر آپ کے ہاتھ پر رکھا جاتا تو آپ کو پتہ نہ چلتا تھا اور اس طرح کے اہل حق کو عالم غیب سے پرورش کیا جاتا ہے اور ظاہری غذا کے محتاج نہیں ہوتے ہیں۔ ان کی خوراک یاد الٰہی ہے۔ اور اگر کوئی چیز تناول کرتے تو حاضرین کی تسلی کے لئے یا ان کا ساتھ دینے کے لئے کرتے ہیں۔

قبول نذر و نیاز

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر طریقت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ جس نے خوراک کھائی۔ اس کو ضرور نیند آئے گی۔ اور کھانا نیند لاتا ہے اس لئے حضرت خود فقراء سے بہت کم نذر و نیاز قبول فرماتے تھے۔ اور جو چیز خادم پیش کرتے وہ حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیتے اور کچھ اپنی ضرورت کے لئے رکھ دیتے تھے اور مریدوں سے جو شخص عقیدت و ارادت سے کوئی ہدیہ رزق حلال سے پیش کرتا تو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اس کو قبول فرمالیتے اور آپ کے لئے پکا ہوا کھانا جہاں سے آتا۔ آپ اسے کھا لیتے تھے اور کبھی یہ شعر پڑھتے۔

اگر شود عالم پر از خون مال مال
کے خورد مردِ خدا الا حلال

رزقِ حلال

ایک دن مُلا عصمت اللہ صاحب جناب حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں آئے اور عرض کی حضور جو شعر آپ نے پڑھا ہے۔ کیا اس کے مطابق حدیث موجود ہے تو آپ نے فرمایا۔ ہاں اور یہ حدیث پڑھ کر سنائی۔

لو امتلاء الارض دما [illegible] رزق الاولیاء الا الحق
الطلق [illegible]

marfat.com

ترجمہ:۔ اگر تمام دنیا خون سے پر ہو جائے اور یہ خون حرام اور ناپاک ہو تو بھی مرد خدا حلال کے سوا کچھ نہیں کھائے گا۔ اللہ اپنے دوست کی غذا رزق حلال بلکہ خالص حلال کو مقرر فرمائے گا۔) اور فلاں معصوم اس مجلس میں موجود تھے آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر مضمون رزق حلال کی تشریح مکمل کر دی۔

لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ؏

ترجمہ:۔ جنہوں نے نیک اعمال کئے اور جو ایمان لائے ان کے کھانے میں کچھ حرج نہیں۔ خدا سے ڈرو۔ اور ایمان لاؤ اور نیک عمل کرو۔ پھر ڈرو اور ایمان لاؤ۔ پھر ڈرو اور نیکی کرو۔ اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)

اگر کوئی شخص پے در پے کھانا پکا کر لاتا تو آپ اسے منع کر دیتے۔ خادم نے پوچھا تو جواب دیا اگر کوئی شخص پے در پے بھیجے تو دل میں امید پیدا ہو جاتی ہے کہ فلاں چیز تو فلاں شخص لے آئے گا اور کسی کے ساتھ امید لگا لینا توکل کے خلاف ہے۔ اور یہ ایک خطرہ ہے۔ جو فقیر کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے اور یہ جو کچھ کہ خطرہ کے لئے فرمایا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت کے دل پر خطرہ پیدا ہوتا تھا بلکہ صرف صوفیاء۔ بارگاہ اور خدام درگاہ کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ آپ کا دل خطرہ سے پاک ہوتا تھا اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی خطرہ ہرگز نہیں تھا۔ بہر حال آپ کے تمام خلفاء اور دوسرے دوست آپ کے طریقہ پر عمل کرتے ہیں۔

آپ کے ارادت مندوں میں بادشاہ وقت بھی تھے اور عوام بھی تھے۔ اور خاص خاص علماء و صلحاء۔ اور وزراء وغیرہ سب طرح کے لوگ شامل تھے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہونا اور نذر و نیاز کا پیش کرنا، تمام لوگ اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔ آپ مرید کے تحفے قبول کرتے تھے لیکن بادشاہوں اور وزیروں کے

marfat.com

نذر و نیاز قبول نہیں فرماتے تھے۔ اور اگر کوئی بادشاہ یا امیر یا وزیر سونا چاندی وغیرہ سے نذر و نیاز پیش کرتے تھے تو آپ ارشاد فرماتے کہ آپ نے مجھے ایک فقیر خیال کیا ہے اور یہ سونا چاندی لائے ہو۔ یاد رکھو۔ کہ میں فقیر نہیں ہوں کہ تمہارے مال کا مستحق ہو سکوں۔ میں تو خود غنی ہوں۔ اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کو دوست رکھتا ہو۔ وہ قطعی طور پر فقیر نہیں ہو سکتا۔ جاؤ یہ سونا چاندی غریب اور مستحق لوگوں کو تقسیم کر دو۔ میں نے حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ آپ کی نگاہ میں دنیا سخت ذلیل تھی۔ اور میں نے کوئی شخص اس طرح نہیں دیکھا کہ جس طرح اعلیٰ حضرت جناب میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے۔

طریقِ زندگی

آپ کا طریقہ یہ تھا کہ مخلوق کے لئے اپنا دروازہ بند رکھتے تھے۔ اور دنیا داروں کی محبت سے گھبراتے۔ اور عام ملاقات سے اجتناب فرماتے۔ جوانی کے دنوں میں تو آپ اکثر وقت جنگلوں اور باغوں میں گزار دیتے تھے اور جب حجرہ مبارک میں ہوتے تو کسی کو حجرہ مبارک میں داخل نہ ہونے دیتے تھے اور نماز مغرب کے بعد حجرہ مبارک میں داخل ہو کر اس کا دروازہ بند کر لیتے اور اندر سے کنڈی لگا لیا کرتے اور بڑھاپے کے دنوں میں جب کہ ضعف پیدا ہو گیا اور آپ کے پاؤں میں مسلسل درد رہنے لگا۔ حجرہ مبارک سے باہر نکلنا دن کو بھی بند کر دیا تھا۔ اور حجرہ مبارک کا دروازہ اندر سے کنڈی لگا کر بند رکھتے تھے۔

در برو ئے غیر او بستہ بوُد
از بخت از جملہ عالم رستہ بوُد

تمام جہان سے علیحدہ ہو کر محبوب کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ اور ہر غیر پر دروازہ بند کر دو۔

اگر کوئی حاجت مند آ کر ملاقات کی رازیں تمنا کرتا۔ تو آپ کا دروازہ دستک

marfat.com

دے کر کھلوایا جاسکتا تھا۔ اور یہ اس لئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا حکم پورا ہو جائے اور وہ حدیث یہ ہے۔

مَن قَرَعَ بَابَ الْكَرِيْمِ وَلِجَ وَلِجَ ط

جو شخص اندر آجاتا ہے۔ اس کے لئے آپ دعائے خیر فرما کر جلد ہی رخصت کر دیتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے تھے۔ ع

یاران شما شغلے و ما در اہم شغلے و کارے

اے دوست تم بھی کسی کاروبار میں لگے ہو۔ میں خود بھی اپنے کام میں لگا ہوں تم اپنا کام کرو۔ میں اپنا کام کروں۔

اور آپ کے نزدیک وقت کی بڑی قدر تھی۔ اور کبھی کبھی آں جناب اس شعر کو بھی پڑھا کرتے تھے ؎

یک نفس بے اد برآوردن خطاست
چہ برگج رو بازمانی چہ براست
چوں ہرا خود اندک آمد بندہ را
چہ بگوئے بازمانی چہ بگاہ!

(اللہ کی یاد کے سوا ایک سانس بھی باہر لانا گناہ ہے۔ خواہ وہ سانس داہنی طرف سے آئے یا بائیں طرف سے آئے اور جب بندے کی زندگی کا زمانہ تھوڑا ہو۔ تو گھر ہو یا گلی ہو۔ اس کا خیال کر لو کہ ذکر اللہ میں سانس جاری رہیں)

مخلوق خدا پر شفقت

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ علماء کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ اس بات پر بحث کرنے لگے کہ مخلوق پر شفقت و رحم کرنا فرض ہے۔ اور بحث اس کلام پر شروع کی گئی۔

اَلتَّعْظِيمُ لِاَمْرِ اللهِ وَالشَّفَقَةُ عَلٰى خَلْقِ اللهِ ط

marfat.com

(امرالٰہی کی تعظیم اور مخلوق خدا پر شفقت لازمی ہے)

ایک عالم نے فرمایا۔ کہ اس کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم بجالایا جائے۔ اور خدا کے بندے پر سختی نہ کی جائے۔ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ آپ علماء ہیں کوئی اور ترجمہ سنائیں۔ جو اس ترجمہ سے بہتر ہو۔ تو علماء نے عرض کی کہ حضور خود آپ ہی بیان فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمائیں۔ کہ تعظیم امرالٰہی سے مراد امر اور امر ربانی روح ہے۔ جس کو قرآن مجید نے خود ہی بیان کر دیا ہے۔

قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ط اور آپ فرما دیں کہ رُوح میرے رب کا امر ہے اور امر کی تعظیم یہ ہے کہ اس کو یاد الٰہی میں لگا رکھو۔ اور غافل نہ رہنے دو۔ اور دل پر جو فاسد خیال آئیں۔ ان کو دور کرتے رہو۔ اور خلق سے مراد مخلوق نہیں، بلکہ انسان کی ذاتی خلقت مراد ہے۔ یعنی بدن اور اعضاء۔ بدن اور اعضاء پر رحمت وشفقت یہ ہے کہ اعضاء۔ بدن سے وہ فعل سرزد نہ ہو جو غلط اور گناہ کا فعل ہو اور شریعت اس کام کے کرنے کی اجازت نہ دیتی ہو۔ اور بدن کو دنیاوی لذتوں میں نہ لگایا جائے تاکہ یہ بدن گناہ کی سزا کے لئے عذاب سے محفوظ رکھے جائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید اور فرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہے:-

قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ ۞

ترجمہ:- اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو۔ اور غافلوں کو چھوڑ دو کہ وہ اپنی بک بک میں کھیلتے رہیں)

اس آیت مبارکہ میں اللہ کریم نے حضور کو حکم فرمایا۔ کہ آپ کی شان نہیں کہ ان لوگوں کی طرف پوری توجہ دیں۔ جو کھیل کود میں لگے ہیں۔ یعنی صرف اللہ کو یاد کرو۔ اور باقی سب کو چھوڑ دو۔ صرف ایک اللہ ہی کافی ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ کے لئے اپنا تمام مال خرچ کر دیا اور کھجور کی بنی ہوئی چٹائی کا کرتہ پہنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو بکر گھر کیا کچھ چھوڑا ہے۔ تو عرض کی اللہ اور رسول کی محبت۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کامل نفس

سال تک راتوں کو کھڑے ہو اللہ اللہ کا ذکر کرتے رہے تھے۔ اور بغداد شریف میں ایک ایسا دور آیا۔ کہ لوگ فسق اور فجور میں منہمک ہو گئے تھے۔ ایک دن جناب شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں کشف سے کہا گیا۔ کہ اگر شبلی تو اللہ اللہ نہ کہتا۔ تو تمام بغداد میں ایسا عذاب آتا کہ ایک شخص کو بھی عذاب سے نہ بچایا جاتا۔ اور تمام بغداد ہلاک ہو جاتا۔ اور کوئی شخص اسم اللہ کی کیا تعریف کر سکتا ہے۔ اللہ کی قسم یہی اسم اعظم ہے۔ اور کامل اسم ذات اللہ کا اسم مبارک ہے اور کہا جاتا ہے۔ امام الموحدین ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ اکثر اللہ اللہ کیا کرتے تھے۔ کسی صاحب نے آپ سے عرض کی کہ جناب مکرم صرف اللہ اللہ کہتے ہیں۔ ہم نے کبھی آپ کو لاالٰہ الا اللہ کہتے ہوئے نہیں سُنا۔ تو ارشاد فرمایا۔ کہ بھائی میں تو صرف ایک اللہ اللہ ہی کہنا جانتا ہوں۔ کسی دوسرے کو جانتا ہی نہیں۔ تو نفی کس کی کروں۔ یعنی کوئی دوسرا ہے ہی نہیں۔ صرف ایک وہی ہے۔ امام الموحدین اُبو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن خراسانیؒ سے فرمایا کہ اے خراسانی کیا تو نے شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے سوا کسی دوسرے کو اللہ اللہ کہتے سُنا ہے۔ جو اللہ کے سوا کچھ نہ کہتا ہو۔ عبدالرحمٰن کہنے لگے۔ کہ ہم نے تو شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ کہتے نہیں سُنا۔ عبدالرحمٰن کا یہ جواب سُن کر حضرت شبلی بے ہوش ہو کر گر گئے۔ جب آپ کو سکون ہوا۔ تو فرمانے لگے۔

اِذَا قُلْتَ اللّٰہ فَھُوَ اللّٰہُ مُنَا ذَا سَکَتَ فَھُوَ اللّٰہ ۔ یا اللّٰہ ۔ یا اللّٰہ یا مَنْ ھُوَ وَلَا یَعْلَمُ مَا ھُوَ اِلَّا ھُوَ سُبْحَانَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ط

ترجمہ:۔ جب تو اللہ کہے اس وقت بھی وہ اللہ ہے۔ اور جب تو خاموش رہے تو بھی وہ اللہ ہے۔ جب یا اللہ تو نے کہا۔ تب اللہ ہے، تو نہیں جانتا۔ کہ وہ اللہ کون ہے۔ اور اللہ خود جانتا ہے۔ کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اس کا شریک نہیں) یہ کہا اور غش کھا کر گر گئے۔

---

marfat.com

کم گفتگو کرنے کا حکم

حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر گفتگو کرنے سے اپنے آپ کو بچاتے تھے اور بہت کم گفتگو کرتے اور راہ چلتے گفتگو کرنا طبعاً پسند نہ فرماتے اور اگر آں جناب کے ساتھی گفتگو کرتے۔ تو آپ منع فرما دیتے کہ خاموشی سے چلو اور فرماتے کہ اس طرح گفت و شنید دل کو دوسری جانب لگا دیتی ہے۔ اور معرفت و ذکر سے دل ہٹ کر دوسری طرف راغب ہو جاتا ہے تو ہمیں کیا فائدہ ہے۔ کہ قصہ گوئی کریں اور فضول باتیں کریں۔ اور دل کو اللہ کی یاد سے دور ہٹا لیں اور یہ بھی فرمایا کرتے کہ بازاروں میں دوسرے راستوں پر دو آدمی اکٹھے ہو کر نہ چلا کریں۔ اس لئے کہ جب دو آدمی ہوں گے۔ تو آپس میں باتیں کرتے رہیں گے۔ تنہائی میں وہ وقت بھی اللہ کی یاد میں صرف ہو گا۔ اور حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی۔ کہ کسی کے گھر آنے جانے کا سلسلہ کبھی نہیں رکھتے۔ اور ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص اپنے گھر میں لوگوں کے آنے جانے کو ناپسند کرتا ہو وہ دوسرے کے گھر آنا جانا کس طرح پسند کر سکتا ہے اور دنیا داروں کو کبھی بھی عزت کی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے اور نہ ہی فقیروں کے مقابلہ پر دنیا دار کی وقعت اور عزت کرتے۔

اپنے وقت کے ایک وزیر نے حضرت سے عرض کی کہ کسی مقبول وقت آپ دعا کریں اور اچھے وقت دل میں میرا خیال کریں۔ تاکہ دعا میں یاد آجاؤں آپ نے اپنے پیر طریقت جناب شیخ حضر کو یاد کیا کہ وہ بھی ارشاد فرماتے تھے۔ کہ مقبول وقت میں اگر کوئی دوسرا یاد آجائے تو اس پر لعنت آپ نے بھی یوں ہی ارشاد فرمایا۔ کہ وزیر صاحب اگر مقبول وقت پر تم یاد آجاؤ تو اس وقت پر خاک۔

---

marfat.com

شہنشاہؒ جہانگیرؒ سے ملاقات

بادشاہ جہانگیر اولیاء کرام اور درویشوں کا معتقد نہ تھا۔ بلکہ اکثر درویش طبع لوگوں کو تکلیف و ایذا دینے سے گریز نہیں کرتا تھا۔ اور اگر ان سے ملاقات ہو تو بدسلوکی کرتا تھا۔ لیکن جب جناب میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر سُنا۔ تو بادشاہ کے دل میں ملاقات کا شوق پیدا ہو گیا۔ تو بادشاہ نے اپنے ایک خاص اعتماد والا ایلچی آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اور عرض کیا۔ کہ آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ ملاقات کے لئے میرے گھر تشریف لائیں۔ اور اپنا عذر بھی پیش کیا۔ کہ میں آپ کو نہ بلاتا اور میں خود حاضر خدمت ہوتا۔ لیکن لاہور کے دورہ سے واپسی پر آپ کا ذکر سُنا۔ اگر لاہور میں ہی آپ کا علم ہو جاتا۔ تو میں حاضر خدمت ہوتا۔ اب آپ میری دعوت قبول فرمائیں اس لئے کہ میں لاہور سے اچھی گھڑی میں آگیا ہوں۔ اب واپس آنا مشکل ہو گیا۔ لہذا میری درخواست منظور فرمائیں اور مجھے اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں۔ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو یاد فرمایا۔ جو یہ ہے۔

مَنْ دُعِیَ فَلْیُجِبْ ط (دعوت کو قبول کیا جائے)

آں جناب نے دعوت کو قبول فرمایا اور آپ بادشاہ سے ملاقات کرنے کے لئے اس کے گھر میں تشریف لے گئے۔ بادشاہ اپنی عام عادت کے بالکل خلاف کمال تعظیم و توقیر و منزلت کے ساتھ آپ کو اپنے گھر میں لائے اور بہت دیر تک گفتگو کا بھی سلسلہ جاری رہا۔ حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کو وعظ و نصیحت سے مشرف فرمایا اور اس طرح بادشاہ کے دل پر اثر ہوا۔ کہ ایک دم بادشاہ کی زندگی کا نظام بدل گیا۔ اور عرض کرنے لگا۔ حضور اب تو میری یہ حالت ہے۔ کہ میرے پاس جس قدر مال و دولت اور جواہرات کا خزانہ ہے۔ اور حکومت یہ سب پتھروں کے ڈھیر ہیں اور میری نظر میں اب دنیا کی ان چیزوں کی کوئی وقعت نہیں رہی۔

marfat.com

اگر آپ اجازت دیں تو میں ہندوستان کی بادشاہی کو ترک کر دوں۔ اور تمام دنیاوی تعلقات کو چھوڑ کر اپنی زندگی کا یہ طریقہ بھول کر فقیری اور درویشی کی زندگی اختیار کر لوں حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ بادشاہ وہی ہوتا ہے کہ جس کی نظر میں عام پتھر اور لعل و جواہر سب برابر ہوں۔ اور دل فقیر ہو جائے۔ ان تمام صفات کا مالک صوفی ہوتا ہے۔ اے بادشاہ ابھی آپ نے بھی اقرار کیا ہے۔ کہ میری نظر میں جواہرات پتھروں سے زیادہ قیمتی نہیں ہیں۔ تو جب یہ حالت ہو جائے تو یہ تصوف ہے۔ اور آپ صوفی ہیں۔

بادشاہ کہنے لگا۔ کہ قبلہ عالم آپ مجھے یہ باتیں کہہ کر مار ڈالنا چاہتے ہیں حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے بادشاہ آپ کا عدل اور انصاف والا وجود ہندوستان کے انسانوں کا محافظ ہے اور آپ مخلوق کے نگہبان ہیں۔ اور آپ کی سلطنت میں تمام اہل ملک کو اطمینان حاصل ہے۔ اور آپ کی حکومت کی برکت سے تو فقیر بھی مطمئن ہے۔ اور اطمینان کے ساتھ اپنا کام کر رہا ہے۔ بادشاہ نے عرض کی۔ میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ مجھ پر توجہ فرمائیں۔ (بیعت کریں) حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بادشاہ پہلے آپ اپنی طرح کا پاسبان خلق بادشاہ پیدا کر لیں تو میں آپ کو توجہ دے کر اپنے ساتھ لے جا کر مشغول کر دوں گا۔ اور محلات سے نکال کر اپنے ساتھ لے جا کر اپنے پاس رکھوں گا۔ بادشاہ کو یہ مشورہ نہایت پسند آیا۔ اب حضرت نے کہا اب آپ ارشاد فرمائیں۔ جو میں مانگوں گا۔ وہ آپ دیں گے۔ عرض کی ہاں جناب! جو آپ چاہیں گے وہی حاضر کر دوں گا۔ فرمایا میں تجھ سے اب جانے کی اجازت چاہتا ہوں۔ اور کچھ نہیں چاہتا۔ بادشاہ اٹھ کر تواضع کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور آپ بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے درِ دولت، پر واپس تشریف لائے۔

چونکہ بادشاہ اس ملاقات میں حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مل کر بہت خوش ہوئے تھے۔ وہ دوبارہ ملاقات کی تمنا کرنے لگے اور ایک دو خط اپنے ہاتھ سے لکھ کر بادشاہ نے جناب میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

marfat.com

ارسال کئے۔ اور ملاقات کی خواہش کا ذکر کیا پہلے خط کا مضمون اس طرح ہے۔

جہانگیر کا پہلا خط

یہ وہ خط ہے جو ملاقات سے پہلے لکھا۔ خطبہ عرض و نیاز لکھ کر یہ لکھا تھا مخلص حقیقی کے دربار تک پورے اخلاص کے ساتھ اپنے دل کی بات عرض کرتا ہوں۔ دوبارہ اپنے خلوص کو ظاہر کرنے کے لئے ملاقات کا شرف چاہتا ہوں۔ اس خط کے آخر لکھا تھا۔ کہ یہ خط حضرت شیخ میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے۔

تحریر کردہ :۔ ابنِ اکبر بادشاہ

جہانگیر کا دوسرا خط

بخدمت جناب پیر دستگیر شیخ میر محمد صاحب یہ نیاز مند بارگاہ الہٰی کا نیاز مند جہانگیر التماس کرتا ہے کہ مجھے کبھی کبھی دعا میں یاد رکھیں۔ اور دعا فرمائیں کہ اللہ کریم اپنے اس بندہ کو ظالم رافضی کے ظلم سے محفوظ رکھے اور نجات دے اور وعدہ میں جو شخص پہلے وعدہ خلافی کرے گا۔ اُمید ہے کہ وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوگا ودا ہیں،، (اور یہ خط جہانگیر نے اس زمانہ میں لکھا۔ جب قندھار فتح کرنے کے لئے ایران کے بادشاہ نے فوج کشی کی تھی)

شاہجہان کی حاضری

حضرت جہانگیر بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ تو اسلام کے سچے بادشاہ محافظ اسلام خلیفہ برحق شہاب الدین محمد شاہجہان دو دفعہ حضرت میاں میر جی رحمۃ اللہ کی خدمت میں آپ کے حجرہ پر ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ دونوں مواقع پر فقیر "داراشکوہ" حاضر خدمت ہوتا رہا ہے۔ بڑی پیاری گفتگو فرماتے۔ ہر بات مفید ہوتی اور بلند پایہ نصیحتیں اور خوشی نصیب کرنے والی ہدایات ارشاد اکثر کیا کرتے تھے

marfat.com

حضرت میاں میر جی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح کا درویش اس دنیا میں اتنا عبادت گزار ہوتے نہیں دیکھا۔ اور جب ملاقات کے لئے بادشاہ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حجرۂ مبارک میں داخل ہوئے تو ہم بادشاہ سمیت چار آدمی تھے۔ حضرت میاں میر جی رحمۃ اللہ علیہ نے سلام دعا کے بعد جو بات پہلے کہی تھی۔ وہ یہ تھی:۔

بادشاہ عادل کا یہ فرض ہے کہ رعایا کے حالات سے باخبر رہے اور ملک کو ہر طرح کے دشمنوں سے بچاتے اور سرحدوں کی خبر گیری رکھے۔ اپنی تمام ہمت رعایا کی بھلائی اور ملک کو آباد کرنے پر صرف کر دے۔ اس لئے کہ جب رعایا مال دار اور خوش حال ہوگی تو ملک کی آبادی ہوگی۔ اور بادشاہ کا خزانہ پُر ہوگا۔ اور فوج کا نظام بہتر ہوگا۔ بادشاہ کو بادشاہی کے متعلق صرف اسی قدر کلام فرما کر دین و معرفت کی باتیں حضرت میاں میر جی رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کر دیں۔ دین و معرفت کی گفتگو کے بعد میری چار ماہ پرانی بیماری کا تذکرہ کیا۔ میں ابھی تک حضرت سے ناواقف تھا۔ لیکن بادشاہ نے بڑی عاجزی منت و سماجت سے میری بیماری کو دور کرنے کی دعا پر توجہ دلائی۔ میں چار مہینے سے بیمار تھا۔ اور تمام طرح کے علاج کرا چکے تھے اور طبیبوں نے اپنی بے بسی کا اقرار کر لیا تھا اور مجھے لاعلاج قرار دے گئے تھے۔

دارا شکوہ کی بیماری

بادشاہ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور عرض کیا۔ جناب میاں جی رحمۃ اللہ علیہ یہ میرا بڑا پیارا بیٹا ہے۔ حکیموں اور طبیبوں نے عاجز آ کر لاعلاج کہہ دیا ہے۔ اب آپ کی توجہ کی ضرورت ہے۔ بادشاہ کے ہاتھ سے حضرت میاں میر صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ایک پیالہ مٹی کا پانی سے بھرا ہوا منگایا اور اپنے ہاتھ میں پکڑ کر دم فرمایا اور

marfat.com

دعا دے کر اس فقیر کو عنایت فرما کر پانی کے پینے کا حکم دیا اور حضرت خود اسی پیالہ سے پانی پیا کرتے تھے۔ اس پانی پینے کے بعد صرف ایک ہفتہ میں مجھے شفا حاصل ہو گئی۔ لیکن مَیں نے ایک آدمی کو جناب عالی کی خدمت میں بھیجا۔ کہ خاص کرم نوازی فرمائیں۔ اور جلدی شفاء کامل حاصل ہونے کی دعا کریں۔ یہ درخواست حضرت میاں میر جی صاحب نے اس آدمی سے سُنکر فرمایا کہ فلاں وقت فلان دن اور فلان ساعت میں مرض ختم ہو کر کامل شفاء حاصل ہو گئی۔ اور کامل مکمل صحت نصیب ہوئی۔ اب بادشاہ ملاقات کے لئے حاضر ہوتے اور کافی وقت تک بادشاہ حضرت کے گھر رہے۔ آخر حضرت میاں جی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بادشاہ کو رخصت فرمایا۔

دوسری دفعہ بادشاہ شاہجہان دربار میاں جی رحمتہ اللہ علیہ میں حاضر ہونے کے ارادہ پر چلے۔ اتفاق سے میں ساتھ تھا۔ اور دوسرے وہی حضرات تھے۔ جو پہلے ساتھ گئے تھے۔ سلام و دعا کے بعد پہلے کی طرح پر لطف گفتگو ہونے لگی اور حضرت میاں جی نے مرغوب طبع انداز میں گفتگو فرمائی۔ بادشاہ نے عرض کی آپ توجہ فرمائیں تاکہ ہمارے دل سے دنیا کی محبت ختم ہو جائے۔ ارشاد فرمایا۔ بادشاہ نیک عمل کرو اور مسلمانوں کے دلوں کو خوش رکھو، اور نیک عمل کے بعد اپنے لئے دعا کرو اور خدا سے خدا تعالیٰ ہی کو مانگو۔ خدا سے غیر خدا کو نہ مانگو اور یہ شعر پڑھا ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دُوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

ذلیل دنیا کی طلب کے ساتھ ساتھ خدا کی طلب کا خیال رکھنا یہ حماقت ہے اس طرح ہونا ناممکن ہے۔ نہایت غلط ہے۔ لہذا خالص اللہ کو طلب کرو۔

شیخ بلادل رحمتہ اللہ علیہ لاہور شہر کے مشہور بزرگوں میں تھے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے اور رات کو نوافل پڑھتے تھے۔ شب بیدار بزرگ تھے اور لمبی ریاضتیں کرنے کے عادی تھے۔ بادشاہ شاہجہان کو ان کے پاس بھی انہیں دنوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔

marfat.com

تھا۔ بادشاہ نے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے متعلق پوچھا۔ کہ کس طرح کا مقام رکھتے ہیں۔ فرمایا میں نے تو ان کے پیر صاحب کو دیکھا ہے۔ ان کی یہ حالت تھی کہ چار رکعتیں نماز فرض حضوری قلب کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے تھے اور حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ حضور قلب کے سوا۔ نماز نہیں کہتے تھے اور آپ اس حدیث پر عمل فرماتے تھے۔

لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ ط (کہ نماز حضور دل کے بغیر نہیں ہوتی ہے)

معرفت کے ۲ دو طریقے

ایک دن مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تک پہنچنے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ جذب ہے کہ اللہ کریم یک لخت اپنی جانب کسی بندہ کو کھینچ لے اور اللہ کریم اپنے فضل سے کسی بندہ کو اپنی طرف وصل عنایت فرما دے۔

دوسرا طریقہ سلوک ہے۔ جس میں بندہ ریاضت و مجاہدہ کے علاوہ کسی پیر طریقت کی بیعت اختیار کر لیتا ہے اور اس طرح طویل واسطوں سے اللہ کریم کا وصل حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ سلوک میں بندہ کو پہلے عالم ملکوت کریم تک رسائی حاصل ہوتی ہے اور جس پیر کا دامن پکڑا ہوا ہو اس کا حق یہ ہے۔ کہ مرید کو پہلے وہ جنگلوں بیابانوں باغوں میں جاکر ریاضت کا حکم فرمائے۔ تاکہ مرید کو مخلوق سے علیحدگی اور خلوت حاصل ہو جائے اور مخلوق سے قطع تعلقات اور ذکر ذکر اللہ کے تقرب کا سبب اور واسطہ بن جائے اور دنیاوی تعلقات سے محفوظ رکھنے کے لئے جنگلوں میں جانے کا اور خلوتوں میں عبادت کرنے کا تبع حکم دیتے ہیں۔ کہ اللہ کریم کے ساتھ یک سوئی حاصل ہو جائے۔

ملا عبدالحکیم نے عرض کی۔ حضور اس طرح ایک نقصان رہتا ہے کہ نماز باجماعت

marfat.com

ادا نہیں ہوسکتی۔ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ مولانا مجھے تعجب ہے کہ آپ نے یہ نہیں پہچانا۔ کہ حضور دل سے جو نماز ادا نہ کی جائے تو وہ قبول نہیں ہوتی ہے اور حضور دل حاصل نہیں ہوتا ہے۔ جب تک کہ خلوت کا طریقہ استعمال نہ کیا جائے۔ اور جو نماز حضورِ قلب سے ادا کی جائے گی۔ اس پر رسول اکرمؐ کا ارشاد موجود ہے کہ وہ قبول ہو گی۔ اور حقیقی نماز اگر ادا نہ ہو۔ تو اس نماز کا کیا فائدہ ہے کہ جماعت سے تو نماز ادا کر لی۔ لیکن حضوریٔ قلب نہ تھی اور اگر واقعی نماز کو ادا کرنے کا طریقہ آتا ہے۔ اور حضور قلب نصیب ہو۔ تو یہ نماز بے جماعت اس باجماعت نماز سے بہتر ہے۔ جس کو ہم نے باجماعت پڑھا۔ لیکن حضور قلب نہ تھا۔ اور ہم نے جب سے جنگلوں اور صحراؤں میں خلوت اختیار کی ہے۔ تو کبھی نماز باجماعت ضائع نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ وہ دوست جو خلوت میں ساتھ ہوتے اِدھر اُدھر کے درختوں وغیرہ سے نکل کر جمع ہو جاتے اور ہم نماز باجماعت ادا کر لیتے تھے۔ اس مجلس میں بادشاہ موجود تھے اور یہ بادشاہ کی دوسری حاضری تھی۔ اب بادشاہ نے عرض کی۔ کہ اگر اجازت ملے۔ تو بہتر ہو گا۔

حضرتِ میاں صاحب رحمۃ اللہ نے اجازت دے دی اور بادشاہ واپس آ گئے۔

میاں شیخ محمد لاہوری بادشاہ کے چلے جانے کے بعد حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ حضور کے دربار میں بادشاہ آئے تھے۔ کیا گفتگو ہوئی اور کس طرح کی مجلس رہی فرمایا! کہ بادشاہ کامل آدمی ہوتے ہیں۔ اور اللہ کریم کے مظہر خاص ہوتے ہیں۔ لیکن بادشاہوں کے آنے جانے سے مجھ پر کوئی فرق نہیں آتا۔ میں جس کام میں مشغول تھا۔ اس میں مشغول رہا۔ صوفی جب کامل ہو جاتا ہے۔ تو اس کا دل تمام خطرات سے پاک ہو جاتا ہے .... وہ خود بادشاہ ہوتا ہے۔ تمام بادشاہ اس کے مسخر اور تابع ہوتے ہیں۔

مَنْ لَّہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ ط (جو مولیٰ کا ہو گیا۔ اس کا کل کائنات پر اختیار ہے)

marfat.com

اور اس دوسری ملاقات میں بادشاہ نے ایک دستار مبارک اور ایک تسبیح پیش کی۔ اور معذرت کی۔ کہ آپ دنیا کا مال تو قبول نہیں فرماتے۔ لہذا یہ ریشم کی دستار مبارک اور کھجور کی تسبیح ہے۔ امید ہے کہ آپ قبول فرمائیں گے۔ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دستار مبارک تو واپس کر دی اور تسبیح کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اور وہی تسبیح حضرت قبلہ نے میری عقیدت مندی کے پیش نظر مجھے عنایت فرما دی۔ اس مرتبہ جو میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں۔ میری عقیدت بڑھ گئی اور اس ملاقات میں جب بادشاہ اور ساتھیوں نے بالاخانہ کی طرف چڑھنا شروع کیا۔ تو میں نے اپنے دونوں جوتوں کو نیچے ہی رکھ دیا۔ اور اپنے عقیدہ میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک گھر کو جس میں حضرت خود تشریف رکھتے تھے۔ وادئ مقدس جان کر ننگے پاؤں دولت خانہ میں حاضر ہونا اپنی سعادت خیال کیا اور جب بادشاہ نے حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو شروع فرمائی۔ تو میاں صاحب لونگ چبا رہے تھے اور تھوڑی دیر چبا کر انہیں تھوک دیتے تھے۔ بعض حاضرین کو یہ بات پسند نہ آتی۔ لیکن آپ کو کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ لیکن اس فقیر کو حضرت کے منہ مبارک کے چبائے ہوئے لونگ نہایت پسند آ رہے تھے اور میں ان کو کمال عقیدت کے ساتھ اٹھا کر کھاتا جاتا تھا۔

دارا شکوہ کی عقیدت

اور جب میں یہ لونگ چباتا۔ تو میرے عقیدت و اخلاص میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ میرے دل میں میاں جی رحمۃ اللہ علیہ کے گروہ میں شامل ہونے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور اس مجلس میں حضرت کے بیعت ہونے اور آپ کے گروہ میں شامل ہونے کا ارادہ کیا اور ان لونگوں کے چبانے کی برکت سے بڑے عظیم فائدے سے دیکھے اور "یافت آنچہ یافت،، جو پایا سو پایا۔ یعنی یہ چیز بیان سے باہر ہے کہ میں کیا بتاؤں کہ میں نے کیا حاصل کیا۔

marfat.com

اور ان لوگوں کے چبانے سے میری زبان کو بیان کی قدرت حاصل ہوتی۔ اور طبیعت کو کلام میں موزونیت حاصل ہوگئی اور میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کے گداگروں میں اٹھایا جاؤں گا۔ اور جب بادشاہ رخصت ہوگئے۔ اور ہمراہی بھی چلے گئے۔ تو یہ فقیر (دارالشکوہ) تنہا حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور میں نے اپنے سر کو حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک قدموں پر رکھ دیا اور ایک وقت تک آں جناب کے قدموں کو چومتا رہا۔ اور اپنا منہ آپ کے قدموں پر رکھ دیا۔ آپ نے دست شفقت اس فقیر کے سر پر رکھا۔ اور فقیر کے سر کو عرش بریں سے بلند کر دیا اور بڑی محبت و شفقت و رحمت فرما کر اس فقیر کو رخصت فرمایا اور حضرت کے خادموں میں سے کسی خادم سے میں نے سنا ہے کہ جب حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ پتہ چلا کہ میں ننگے قدم اندر آکر بیٹھا ہوں۔ تو آپ نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا اور میرے حق میں دُعا کی۔

میاں حاجی محمد فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ چلے گئے۔ تو بعد میں حضرت میاں صاحب نے تمہارا نام لے کر فرمایا کہ مجھے ایک بات بادشاہ کو کہنی تھی۔ لیکن یاد نہیں رہی۔ میں نے فلاں کی سفارش کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اچھا اب میں نے اس کی سفارش۔ اللہ سے کر دی ہے۔ اتنی ہی یاد کافی ہے ؎

اگر برتن من زبان شود ہر مو
یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

ترجمہ :۔ اگر زبان آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہے۔ تو نہیں کر سکے گی۔ بلکہ اگر بدن کے ہر بال کو زبان ملے تو بھی ہزار بار اپنی عاجزی کا اقرار کریں گے)

حضرت میاں جی اس مرید پر کہ اس کا عقیدہ بہت پختہ ہے۔ کامل شفقت اور انتہا درجہ کی نظر کرم رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ سرکار کے جو مخلص عقیدت رکھنے والے

marfat.com

مرید تھے۔ حضرت ملا صالح۔ شیخ احمد میاں۔ حاجی محمد بنسانی وغیرہ کو ارشاد فرمایا کہ جس طرح میری نظر فلاں صاحب (داراشکوہ) پر رہتی ہے۔ تم ابھی اس کی حالت پر توجہ رکھا کرو۔ اور اگر تم اس بات سے پھر گئے تو تم اپنے خدا سے پھر جاؤ گے۔

ایک دن میرے دوستوں سے ایک صاحب حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کی عادت یہ تھی۔ کہ جو شخص آتا اس کو آتے ہی پوچھتے کہ آپ کا کیا نام ہے؟ اور اس کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے اور دعا فرماتے۔ اور آنے والے کو اجازت فرماتے کہ جاؤ اس میرے دوست سے پوچھو کہ آپ کا کیا نام ہے؟ اور دعا کر دی۔ اور عادت کے مطابق رخصت کر دیا۔ اس نے کہا کہ میں داراشکوہ کا ملازم ہوں اگر وہ مجھ سے پوچھے کہ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کہا ہے۔ تو میں کیا جواب دوں؟ اب آپ نے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور اپنے پاس بٹھا کر یہ مصرعہ پڑھا ؎

اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

ترجمہ:۔ اے پھول تجھ کو پا کر میں خوش ہو گیا۔ کہ تو اپنے اندر کسی کی اطلاع رکھتا ہے)

یہ مصرعہ پڑھ کر آپ نے میری طرف خاص عنایت کی۔ خادم نے عرض کیا۔ حضور مجھے کوئی چیز سکھا دیں۔ جو پڑھا کروں فرمایا۔ کہ ہمیشہ اپنے آقا کی طرح مراقبہ کر کے تصوّر میں دیکھا کر۔

میاں خواجہ بہاری فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے حضرت میاں جی کے ہاتھ میں کبھی تسبیح پکڑے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک دن میں نے حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ کو دیکھا۔ کہ ہاتھ میں تسبیح لے کر کچھ پڑھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی۔ کہ حضور کے ہاتھ میں آج تسبیح دیکھ رہا ہوں۔ کس کے لئے پڑھ رہے ہیں۔ اور کس خیال پر آج تسبیح کو ہاتھ میں لیا ہوا ہے۔ تو آپ نے اس کمترین کا نام اپنے مریدوں میں لے کر فرمایا۔ کہ داراشکوہ کو آج کل پریشانی اور رنج ہے۔ اور اس کو دعا کی سخت ضرورت ہے۔ اس کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ اور میاں حاجی بنسانی

marfat.com

فرماتے ہیں کہ کسی نے میرا نام لے کر کہ "داراشکوہ" پر آں جناب نظرِ عنایت رکھتے ہیں۔ پوچھا تو حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ داراشکوہ ہماری جانِ زندگی ہے۔ اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اور میاں شیخ عبدالواحد فرماتے ہیں کہ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کبھی اپنے دوستوں سے کہتے کہ میرا تصوّر کر کے مراقبہ کیا کرو۔ اور میرے تصوّر میں بیٹھ کر پورا تصوّر کرو۔ چنانچہ ایک دن مجھے بھی مراقبہ کا حکم ملا۔ اور باقی تمام ساتھیوں سے ارشاد فرمایا کہ داراشکوہ کا خیال رکھا کریں۔ اس حکم کے مطابق آپ کے تمام مرید میرا خاص خیال رکھتے ہیں۔ اور اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھتے تھے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ جب تک زندہ رہے، مجھ پر نظرِ کرم رکھتے ہیں اور اس فقیر کو ہر طرح کا فائدہ آپ کی توجہ سے حاصل تھا۔ اور یہ فیض اور توجہ خاص آپ کے وصال کے بعد جاری رہا۔ اور آپ کی روح پر فتوح امداد فرماتی ہے اور آپ کے تمام برکات و فیوض وصال کے بعد پوری طرح ملتے رہے ہیں۔ اور اکثر واقعات میں آپ کی بارگاہ میں شرف ملازمت حاصل ہوتا رہتا ہے (یعنی روحانی ملاقات کا سلسلہ جاری ہے۔ اور میں اپنے آپ کو اویسی بلا واسطہ فیض حاصل کرنے والا م پاتا ہوں۔

وفات کے بعد رُوحانی امداد

ایک دن میں نے میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ مجھے حکم فرماتے ہیں، کہ آؤ تمہیں مشاہدہ کرائیں۔ اور مشاہدہ سکھائیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت خود مراقبہ کر کے بیٹھ گئے ہا اور مجھے بھی اس طرح اپنے ساتھ بٹھا لیا اور مراقبہ کے متعلق بعض خاص باتیں بتلائیں۔

پیر کی رات کو سات ذی الحجہ صبح کے وقت میں نے دیکھا کہ حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکان کے دروازے پر لیٹے ہیں۔ میں نے حضرت کو دیکھا اور

marfat.com

سلام عرض کیا۔ سرکار نے جواب میں یہ فرما کر میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ نزدیک آجاؤ۔ مَیں آپ کے قریب ہو گیا۔ سرکار نے میرا کرتہ اٹھا کر میرا سینہ ننگا کر دیا۔ اور پھر اپنا کرتہ اُٹھا کر اپنا سینہ ظاہر فرما دیا۔ اور مجھے پکڑ کر اپنے داہنے پستان کے ساتھ اس طرح لگایا کہ میرا بایاں پستان آپ کے پستان پر آلگا اور مل گیا۔ جناب نے اپنا پستان میرے پستان پر ملا۔ اور فرمایا کہ تو اپنی امانت پکڑ لے۔ اس کیفیت کے ساتھ انوار معرفت لاتعداد آپ کے نورانی سینہ سے میرے سینہ میں آگئے۔ کہ مَیں نے عرض کیا۔ بس فرمائیں۔ میرا باطن اب زیادہ کی گنجائش نہیں رکھتا۔ مَیں پُر ہو گیا ہوں۔ اور اب تو میرا سینہ پھٹ جانا چاہتا ہے۔ اس سے زیادہ کی قوت مَیں نہیں رکھتا۔ اس کیفیت کے بعد مَیں نے اپنے سینہ کو نُورانی پایا۔ اور ذوق وجذب سے مَیں نے اپنی ذات کو پوری طرح پُر پایا۔

سوموار کی رات ستائیس رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ کو میں نے لیلۃ القدر کی سعادت اللہ کے فضل اور حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت سے حاصل کی۔ مَیں نے دیکھا کہ مَیں قبلہ رو بیٹھا ہوں اور میرے دل میں اضطراب وبیقراری پیدا ہو گئی ہے۔ اسی حالت میں اٹھا۔ اور میرا دل بیقرار اور دل بیدار تھا۔ اور یہ صبح کا وقت تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ بلند ترین روضہ ہے اور اس روضہ کی عمارت بہت عالی شان کمال فن کاری کا مظہر ہے۔ اس عظیم الشان عمارت کے ارد گرد نفیس باغ ہے۔ مَیں نے اندازہ کیا کہ یہ روضہ مبارک تو حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ مَیں اب اس روضہ کے اندر داخل ہوا۔ روضہ پاک آراستہ اور حسین ہے۔ مَیں اس عالی شان روضہ میں بیٹھ گیا۔ اور قبر کے اندر سے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کو باہر تشریف لاتے دیکھا اور میں نے دیکھا کہ حضرت مقدس نے اعلیٰ ترین لباس پہنا ہوا ہے۔ اور ایک کرسی پر بیٹھے ہیں۔ جب آپ کی نظر مجھ پر پڑی۔ تو آپ نے مجھے اشارہ فرما کر اپنے پاس بلا لیا۔ اور نہایت ہی خوشی کے ساتھ اپنے پاس بیٹھ جانے کا حکم فرمایا۔ مَیں نے آپ کے ہاتھ اور قدم مبارک

marfat.com

لو چوم کر اپنی آنکھ سے ملنا شروع کیا اور دیر تک میں نے حضرت کے ہاتھوں اور قدموں کو خواب میں چوما، اور بعد میں دیکھا کہ حضرت اقدس کے ہاتھ میں شربت ہے۔ اور حضرت نے وہ شربت مجھے عنایت فرما کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور فرمایا، میرے ساتھ آنا کہ میں تجھے کوئی خاص بات سکھا دوں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت نے میرا چہرہ ننگا کر دیا اور اپنے چہرہ انور سے کپڑا ہٹا دیا ہے۔ اور شہادت کی دونوں انگلیاں میرے دونوں کانوں میں اس طرح رکھی ہیں کہ کسی چیز کا اظہار مجھ پر ہو رہا ہے۔ مجھے سلطان الاذکار جاری ہو گیا۔ اور حضرت میاں میر صاحبؒ نے مجھے اپنی بغل میں سینہ کے ساتھ لگا کر چھوڑ دیا میں اپنی حالت سے بیگانہ ہو گیا تھا اور مجھ پر رحمت و معرفت کے تمام دروازے کھل گئے اور اس طرح معرفت عجیب کا انکشاف ہوا۔ کہ تقریر و تحریر عبادت و اشارت سے کسی طرح میں ان حقائق کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ مختصر یہ کہ لذت و ذوق میں اضافہ ہوتا چلا گیا، اور فتوحات غیبی میں مسلسل فتح حاصل ہونے لگی۔ اور قریب یا دُور کا سوال درمیان سے اُٹھ گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ہ

حُلیہ مُبارک

حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ انور اس قدر حسین تھا۔ کہ جو دیکھتا اس کی آنکھیں نورانی ہو جاتیں اور دل میں خوشی و مسرت آجاتی اور آپ کا حلیہ اس طرح تھا۔ کہ رنگ مبارک گندمی، انتہائی حسین، ناک آپ کی بلند تھی۔ پیشانی کشادہ اور صبح صادق کی طرح سعادت و ولایت کے آثار چہرہ انور سے ظاہر تھے۔ آبرو آپس میں ملے ہوئے تھے۔ آنکھوں کی پتلیاں حق شناس درمیانی تھیں اور باقی تمام بدن کے اعضاء مناسب اور اعتدال پر تھے۔ ریش مبارک ایک مٹھی بھر تھی اور کثرت مجاہدہ اور ریاضت کی وجہ سے بدن کمزور و نحیف ہو گیا تھا اور حضرت کا قد دراز نہ تھا۔

marfat.com

اس لئے کہ اسلام نے اعتدال درمیانہ کو پسند کیا ہے اور عمر کے آخری ایام کہ اب آپ کی عمر ایک سو سال کے قریب ہے۔ آپ کے قدم مبارک میں زخم آجانے کی وجہ سے پیر میں درد اور زخم کی بنا پر آپ کے لئے کھڑے ہونا اور کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا مشکل ہو گیا۔ اور تکلیف محسوس ہونے کی وجہ سے اب بیٹھ کر نماز پڑھتے ہے۔ اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ ان اہل الذکر کو کوئی چھوٹی بڑی تکلیف لگی رہتی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک لونڈی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ کہ میں نے رسالت پناہ سے سُنا ہے۔ فرماتے تھے کہ وہ بدن جس کو کوئی دکھ نہ ہو۔ وہ بدن رحمت الٰہی سے دور ہوتا ہے اور اے میرے آقا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے بدن میں کوئی دکھ ہے اور درد بھی نہیں۔ آپ نے سرد آہ کھینچی، اور فرمایا کہ تجھ کو کوئی پتہ نہیں کئی سال ہو گئے کہ میرے دانتوں میں درد رہتا ہے۔ ایک لمحہ رات کو آرام کی نیند نہیں آتی۔ لیکن صبر رکھتا ہوں اور کسی کو نہیں بتاتا۔

امام الموحدین شیخ روزبہان بقلی رحمتہ اللہ علیہ کو آخری عمر میں پیروں پر سخت خارش ہو گئی تھی۔ آپ کے ایک مرید نے علاج کا ارادہ کیا اور آپ کو اطلاع کئے بغیر مصر جا کر بادشاہ کو کہا کہ حضرت شیخ روزبہان رحمتہ اللہ علیہ کو اس طرح کی تکلیف ہے۔ لہذا شاہی خزانہ سے بلسان ضرورت ہے۔ بادشاہ کے حکم کے مطابق شاہی خزانے سے بلسان کا خالص تیل حاصل کر کے جناب شیخ روزبہان بقلی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ تاکہ آپ اس تیل کو استعمال کریں۔ جب یہ تیل حضرت شیخ کی خدمت میں برائے علاج پیش کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ کریم آپ کو جزائے خیر دے اور نیک نیت کا نیک اجر عنایت فرمائے۔ جاؤ خانقاہ کے دروازے پر ایک کتا ہے۔ اس کے بدن پر سخت خارش ہے۔ اس کے بدن پر مالش کر دو اور یہ خیال رکھو کہ روزبہان کا علاج کسی روغن وغیرہ سے نہیں ہو سکے گا۔ اللہ کریم کے عشق کے نشانات نے میرے پیر پر نشان رکھا ہوا ہے اور جب تک اس کی ملاقات کا وقت نہیں آجاتا اس وقت تک یہ تکلیف باقی رہے گی۔

marfat.com

ہمارے شیخ طریقت کو ہاتھ پر ہمیشہ تکلیف رہتی تھی اور ہمارے دونوں گھٹنے درد کرتے ہیں اور ہیں درد کو مبارک خیال کرتا ہوں تاکہ مشائخ کی سنت پوری ہو جائے اور آج ہی حضرت میاں میر صاحبؒ کی ظاہری بصارت کمزور ہو گئی ہے۔ حالانکہ آنکھ میں کوئی خرابی نہیں آئی۔ اور آپ کی نظر کے کمزور ہونے میں اللہ کی کوئی حکمت پوشیدہ ہو گئی ہے اور حکمت الٰہیہ کا ظاہر اور ہوتا ہے۔ اور باطن اور ہوتا ہے۔ بہر حال آنکھ کی اصلی حالت درست تھی۔ اور اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کچھ بیان کروں وہ یہ ہے کہ اللہ کریم اپنے بندہ پر مصیبت نازل فرما دیتا ہے۔ تو ظاہر یہ مصیبت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن باطن میں اللہ کریم آزمائش کے بعد کوئی خاص نعمت دینا چاہتا ہے۔ اگرچہ یہ حکم ظاہر پر لگایا جاتا ہے۔

حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر بند ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ایک وقت مشاہدہ الٰہی کے جلال و جمال میں اپنی آنکھوں کو بند رکھتے تھے اگرچہ آپ کے لئے اول آخر سب برابر روشن تھا۔ لیکن جو اس شوق ہونے کے لحاظ سے جب نظر کو کسی کام میں مسلسل استعمال کر لیا جائے تو نظر کی باطنی حسیں متاثر ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری چیزوں کے دیکھنے کی خواہش کو ترک کر دیا اور مسلسل ذاتِ الٰہی کی محبت اور جمال مطلق کا نظارہ کرنے کے لئے آنکھوں کو بند کر دیا۔

چشم بستند از جہاں چوں نور بینائی تمام
صرف یک نظارۂ آں حسن بے اندازہ شد

جب بینائی باطنی اور نور قلبی کامل ہو گی۔ تو نظارہ ذات حق کے لئے باطنی آنکھ کھول دی اور ظاہری آنکھ بند کر لی۔

اے دوستو۔ جب تک آنکھوں کو ظاہرہ چیزوں کے دیکھنے سے نہیں روکو گے اس وقت تک دوست کے دیکھنے اور بصیرت باطن کو حاصل نہیں کر سکو گے۔ یعنی ظاہر کی چیزوں کو دیکھنا بندہ کی صفت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب تک دونوں آنکھوں

marfat.com

کو ماسوائے اللہ سے بند نہ کر لیا جائے۔ دل کے دروازے نہیں کھلتے اور دل کے دروازوں کا کھل جانا عرش الٰہی کا کھل جانا ہے۔ اس لئے کہ دل عرش الٰہی ہے اور وحدت کے آفتاب کی روشنی دل میں نہیں آسکتی۔ جب تک کہ دل کا دروازہ اللہ کی جانب نہ کھل جائے۔

دلارامیکہ داری دل در دبند
دگرچشم از ہمہ عالم فرد بند

ایک حکمت جب حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری آنکھوں سے دیدار الٰہی جمال حق کے دیکھنے کا موقع حاصل ہو گیا تو آپ نے باقی تمام عمر آنکھ کو بند رکھنے کا فیصلہ کر لیا کہ اس نعمت کو محفوظ رکھنے کے لئے باقی تمام عمر آنکھوں کو بند رکھو آپ نے ایسا ہی کیا کہ حق میں نگاہ بند رکھیں اور حضرت ملّاجی فرماتے ہیں۔

کند در ہستی او خویش را گم
بہ بند و از دوی چشم تو ہم

کہا جاتا ہے کہ جب حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا وفات وقت نزدیک آیا تو آپ نے بسم اللہ پڑھ کر آنکھوں کو بند کر لیا۔ جب غسّال غسل کے لئے پانی کو آپ کی آنکھ میں پہنچانے کے لئے نہ آنکھیں کھولنے لگا۔ تو ایک غیبی آواز آئی کہ میرے دوست آنکھوں کو کھولنے کی کوشش نہ کرو۔ اس لئے کہ یہ آنکھیں ہمارے نام پر بند ہوئی ہیں۔ اور ہمارے دیدار کے لئے ہی کھلیں گی اور حضرت سید الطائفہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کریم مجھے ارشاد فرمائے کہ مجھے دیکھو۔ تو میں انکار کر دوں گا۔ کیونکہ آنکھ غیر اور بیگانے کی دوستی میں ہوتی ہے اور مجھے غیرت دیکھنے سے روکتی ہے ؎

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیث تو شنیدن نہ دہم

ترجمہ:۔ آنکھ کو تیرے دیدار کے بعد دوسرے کے دیکھنے کی حاجت نہیں اور کانوں کو تیرے کلمات کو سن لینے کے بعد کسی کی کلام سننے کی حاجت نہیں دیتا)

marfat.com

سید الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف یہ ہے کہ چند لمحے بھی زندگی کے بے تیمار کے نہ گزارے۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ بے تیمار داری کا یہ مطلب ہے کہ تلاش کے بغیر کوئی چیز مل جائے اور دیکھنے کے بغیر ہی دیدار حاصل ہو جائے۔ دیدار میں دیکھنے والا خود ایک علت کی طرح ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں جس کی نظر کو معطل کر دے تو آخرت میں اللہ کریم اس شخص کو اپنی روح سے آنکھوں کی روشنی عنایت فرمائے گا۔

آپ خود اندازہ لگائیں۔ جو شخص عنایت الٰہی سے اس کمال کرامت کا مالک ہو کہ صرف ایک توجہ سے ظاہری اندھے کو ظاہری آنکھ عنایت کر دے۔ اور دوسری نگاہ سے باطن روشن کر دے۔ یعنی ظاہر و باطن کو جلا فرما دے اور اس کو تو ولایت اللہ کی طرف سے میسر ہو۔ ان کے لئے کیا مشکل ہے کہ اپنے آپ کو ظاہر آنکھ کے فیض اور نور ظاہری سے محروم رکھے اور نابینا ہو کر بیٹھ جائے۔ یاد رکھ کہ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نابینا ہو جانا اپنے اختیار سے تھا اور آپ کی باطنی بصیرت ظاہری نور کی ہرگز محتاج نہ تھی۔ اس لئے کہ جس کو دل کی بصیرت اور روشنی حاصل ہو جائے۔ اس کے لئے ظاہری نظر کا محتاج ہونا ناممکن ہوتا ہے۔ اس لئے کہ دیدہ دل کے مالک کو ہر چیز صاف نظر آتی ہے۔ کوئی چیز اس پر پوشیدہ نہیں ہوتی اور جس پر کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو اس کو ظاہری آنکھوں کی کیا محتاجی ہو سکتی ہے اور اگر ظاہری آنکھ موجود ہو تو اس کا مقام عینک کی طرح ہے۔ جس کو ظاہری آنکھوں پر لگایا جاتا ہے۔ تاکہ دیکھنے میں مزید آسانی پائی جائے۔ عینک کو آنکھ کا نام نہیں ہو سکتا اس لئے کہ بینائی آنکھ میں پتلی کا خاصہ اور آنکھ کا جوہر ہے۔ یہ مرتبہ کسی دوسری چیز کو حاصل نہیں۔

marfat.com

دارا شکوہ کی کشفی حالت

چنانچہ ایک دفعہ میرے پیر طریقت نے فرمایا کہ آنکھ بند کر کے عالم غیب کی فلاں چیز کو دیکھ کر بتائیں۔ میں آنکھ بند کئے بغیر ہی دیکھتا ہے۔ مرشد پاک خوش ہوئے اور فرمایا شاباش! آفرین کے الفاظ بڑی خوشی کے ساتھ فرماتے رہے اور بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ اور فرمایا دارا شکوہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ جس کے دل کو واقعی نورانی آنکھ حاصل ہو۔ اس کے لئے ضروری نہیں۔ کہ وہ ان دوسری آنکھوں کو بند کر کے کسی چیز کا مشاہدہ کرے اور یہ درست ہے اور سچ ہے اور سچ ہے صاحب دل آنکھیں بند کئے بغیر ہی تمام عالم غیب کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

اب یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ظاہر آنکھوں کو بند کرنا صرف دل جمعی حاصل کرنے اور ارادہ کو یک سو کرنے کے لئے ہے۔ رابطہ کو مکمل کرنے کے لئے ان ظاہری آنکھوں کا دیکھنا بند کر دیا جائے اور جب تک ظاہری آنکھوں کو بند نہ کیا جائے باطن کی نظر نہیں کھلتی۔ بلکہ عارف کامل تو دیدہ دل سے پوری کائنات کی ہر چیز کو دیکھ سکتا ہے۔ جس طرح کہ کسی چیز کو ناخن کے پشت پر رکھ کر دیکھو یا پشت ناخن کو بھی دیکھو۔

میرے ظاہری علوم کے استاد حضرت اخوند میرک شیخ رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم فاضل زاہد عبادت گزار اور حق گوئی میں بے مثال تھے۔ مجھے کہنے لگے کہ آج میں حضرت میاں میر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا خیال رکھتا ہوں۔ میں نے کہا۔ آپ ضرور تشریف لے جائیں۔ راہ نوازش یہ میرا عریضہ آپ کے دربار میں حاضر کر دیں۔ میں نے ایک رقعہ حضرت میاں میر صاحبؒ کی طرف لکھ کر استاد صاحب کو دیا۔ آپ نے اس رقعہ کو اپنے سر کی دستار میں رکھ لیا۔ فرماتے ہیں۔ جب میں حضرت کی قدم بوسی میں حاضر ہوا۔ تو مجھے اپنے پاس بٹھا کر بڑی عزت فرمائی اور میں خدمت اقدس سے فیضیاب ہو کر اس طرح بے خبر ہو گیا کہ دارا شکوہ کا رقعہ یاد نہ رکھا۔ اور دارا شکوہ کا لکھا ہوا

marfat.com

خط اسی طرح میری دستار میں رکھا رہا۔ اب میرے دل میں خیال آیا کہ میں نے کوئی کرامت حضرت کی نہیں دیکھی اور اس وقت حضرت میاں میر صاحبؒ گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر خود میری دستار مبارک سے دارا شکوہ کا خط نکال لیا اور اس خط کو اول سے آخر تک پڑھا اور لفظ بہ لفظ پڑھا۔ اور یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جن دنوں میں آپ کی نظر ظاہری میں فتور آ گیا تھا۔ اور فرمایا۔ اخوند میرک صاحب صاحب سنو میرے لئے یہ ضروری نہیں کہ اظہار کرامت کروں۔ میرا مطلب اظہار کرامت سے نہ تھا اور کرامت کا ظاہر کرنا عارفوں کے گروہ کے لئے آسان چیز ہے۔ اس واقعہ میں تین کرامتیں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ اُستاد صاحب رقعہ دینا بھول گئے۔ انہوں نے خود ہی رقعہ نکال لیا۔

۲۔ استاد صاحب کے دل میں جو خیال آیا تھا کہ میں نے کوئی کرامت نہیں دیکھی اس خیال کو نظر فراست سے دیکھا اور کرامت دکھا دی۔

۳۔ نظر ظاہری نہ ہونے کے باوجود خط کے لفظ لفظ کو ترتیب فرما کر پڑھا۔

آپ کا لباس

آپ کا لباس عام درویشوں اور فقیروں کی طرح نہیں ہوتا تھا۔ گودڑی یا پیوند لگے ہوئے لباس کو نہیں پہنا کرتے تھے اور عمامہ (پگڑی) مبارک سفید باندھتے تھے اور کم قیمت دستار مبارک رکھتے تھے۔ کھدر کے موٹے کپڑے پہنتے تھے اور جب آپ کے کپڑے میلے ہو جاتے تھے تو دریا پر جا کر اپنے ہاتھ سے خود کپڑے دھویا کرتے تھے۔ اور مریدوں کو تاکید سے حکم فرماتے کہ کپڑے اور سر صاف رکھا کرو اور اکثر خادموں اور مریدوں کا لباس اسی طرز کا ہوتا۔ جس طرز کا آپ خود استعمال فرماتے تھے (یعنی صاف ستھرا لباس) اور کبھی میں نے کسی آپ کے مرید کو گودڑی پہنے نہیں دیکھا۔ اس لئے کہ حضرت میاں میر صاحبؒ کے سلسلہ میں گودڑی کے پہننے کا کوئی دستور نہیں تھا اور اگر کسی کو بیعت فرما کر خلافت عنایت فرماتے تو کسی کو گودڑی نہ دیتے تھے اور لباس کے متعلق حضرت ارشاد فرماتے کہ لباس ایسا ہونا چاہیئے کہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے کہ یہ کوئی درویش ہے

marfat.com

اور اسی طرح رسم و رواج کے لباس کی حضور میاں میر صاحبؒ برائی بیان فرماتے تھے اس لئے کہ ہمارے زمانہ میں بہت سے لوگوں نے گودڑی کا استعمال اور کرامات کا اظہار مخلوق میں عزت وجاہ اور حصولِ مال کا طریقہ اور ذریعہ بنا رکھا ہے اور اس طرح کا لباس پہننا، کہ لوگ اس کو دیکھتے ہی درویش کہنے لگ جائیں۔ یہ محض خود نمائی اور ریا کاری ہے لیکن آج کل یہ مرض عام پایا جاتا ہے۔ جس کو حضرت سخت ناپسند کرتے تھے۔ اس لئے کہ جب دل کی حالت ظاہر کے مطابق نہیں، تو منافقت ہے۔ کشف المحجوب کے مصنف (حضرت داتا گنج بخشؒ) لکھتے ہیں۔ کہ فقر کا تعلق گودڑی کے ساتھ کوئی نہیں جس کے پاس فقر ہے اس کے دل کو مقام حاصل ہے۔ وہ قبا پہنے یا عبا (قبا شاہی خاص) عبا فقر کا لباس (فقر کے لئے ظاہری لباس میں تن پوشی کے لئے دونوں برابر ہیں۔ فقیر قبا کو لباس دیکھتے ہیں اور لباس فقیر عبا۔ کو لباس شاہی دیکھتے ہیں اور جب دل میں مرتبہ فقیر نہیں، تو یہ لباس قیامت کے دن بدبختی ہوگا۔ اگر یہ لباس فقیری کا گودڑی وغیرہ اس لباس کو لباس کو پہنے بغیر اللہ پہچان لیتا ہے کہ تو اس کا اپنا بندہ ہے۔ اور اگر گودڑی وغیرہ اس لئے پہنی ہے۔ کہ مخلوق تجھ کو کہے کہ تو اللہ کا فقیر بندہ ہے تو اگر واقعی مرد فقیر ہے۔ تو تو نے ریاکاری کی ہے۔ اور اگر تو باطن میں فقیر نہیں تو منافق ہے۔

ہست و نیست

اکثر دیکھا گیا ہے کہ اہل فقر ہے اور نہیں ہے کہ اصول پر عمل کرتے ہیں۔ بعض جو میسر آجائے۔ وہی استعمال کر لیتے ہیں۔ اس بارہ میں وہ تکلفات میں نہیں پڑتے اور نہ کبھی تکلف کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ عبا (گودڑی) دے۔ تو وہ پہنتے ہیں۔ اور قبا (یا دشاہی لباس) مل جائے۔ تو اس کو پہنتے ہیں۔ اور اگر نہ دیجئے تو ننگے ہی رہتے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ اہل طریقت ظاہری لباس کو اپنا مقصود نہیں بناتے اور اس اصول پر عمل کرتے ہیں ؎

marfat.com

کمر بہ خدمت سلطان بہ بند و صوفی بکش

(ہمت کر کے بادشاہ حقیقی کی بارگاہ میں کمربستہ حاضر رہنا بھی صوفی ہونا ہے) اور اولیاء کرام کے گروہ میں سے کسی نے اس مضمون پر یہ اشعار کہتے ہیں۔

بخرقہ گر کسے درویش بودے ـ رئیس خرقہ پوشاں میش بودے!

اگر کف بر دہن عرش است معراج ـ شتر بودے یقیں منصور حلاج

اگر مرد خدا آمزد چرخی ست!

بہ تحقیق آسیا معروف کرخی ست

عارف نامی گرامی ملا عبد الرحمن جامی فرماتے ہیں کہ محمد معشوق طوسیؒ نے قبار کا استعمال چھوڑ دیا۔ اور اللہ کی قسم لباس سے آزاد ہو کر نماز ادا کرتے۔ عبادت میں مصروف رہتے اور خاص قسم کے لباس کی قید سے آزاد ہو کر عبادت کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے اور امام محمد غزالیؒ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سارے صدیق اس بات کی خواہش کریں گے۔ کہ کاش عالم دنیا میں ہم اس راہ کی مٹی ہوتے۔ جس راہ پر کبھی دن محمد معشوقؒ کا گزر ہوتا اور ہم ان کے قدموں کے نیچے آجاتے۔

حاجی میاں محمدؒ حضرت میاں میر صاحبؒ کے معتقدوں میں بڑا بلند مقام رکھتے تھے۔ اور بے تکلف لباس پہننے کے عادی تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ بے تکلف لباس صوفی ہو کر کیوں پہنتے ہو۔ کہنے لگے۔ کہ حضرت میاں میر صاحبؒ کے حکم کے مطابق عمل کرتا ہوں۔

جب آں جنابؒ نے مجھ پر توجہ فرمائی۔ اور مجھ پر یہ کیفیت طاری ہو گئی۔ کہ دنیا کی کوئی چیز اچھی نہیں لگتی تھی۔ اور جو لباس میں نے استعمال کر لیا تھا۔ تجرد کی حالت میں وہ ایک طویل مدت میرے بدن پر رہا اور پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ایک دن میں اسی گودڑی کو پہنے ہوئے بازار چلا گیا۔ لوگوں کا ہجوم میرے ارد گرد جمع ہو گیا۔ ناگہاں حضرت قبلہ میاں صاحبؒ سامنے سے آگئے اور فرمایا یہ کیا حالت

marfat.com

ہے۔ میں نے عرض کی یہ کوئی میرے اختیار کی بات نہیں۔ آپ نے حکم فرمایا، کہ جاؤ اور اس لباس کو اتار کر دوسرا لباس پہنو اور گودڑی کو اتار کر وہ لباس استعمال کرو کہ کوئی شخص تم کو صوفی نہ کہے۔ اور نہ یہ جان سکے کہ یہ صوفی ہے۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق اپنا لباس تبدیل کر لیا۔

اور میں نے معتبر کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت غوث الثقلین، غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بھی گودڑی استعمال نہیں کرتے تھے اور کبھی کبھی علماء کی طرح طیلسان کی دستار مبارک اور فاخرہ لباس استعمال کرتے تھے۔

حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ کا فرش ایک پرانی سی بوریا کا ہوتا تھا اور یہی فقر کی اصل حالت پر حضرت نے اپنے طریقے کی بنیاد رکھی ہوئی تھی اور امیروں کو کوئی مرتبہ نہ دیتے تھے اور آپ کو دنیا کی کسی چیز کے ساتھ دلی لگاؤ نہ تھا۔ اور فقر کو غنا پر افضل جانتے تھے اور فقیروں کو امیروں سے بہتر سمجھتے تھے۔ ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں حیران ہوں کہ شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ کس طرح کے فقیر تھے۔ اگر دوبارہ دنیا میں آجائیں اور میرا زمانہ ہو۔ تو میں ان کو کہہ دوں کہ یہ آپ کا فقر فقر نہیں۔ آؤ مجھ سے فقر سیکھو اور پھر میں ان کو بتاؤں کہ فقیری اور درویشی کیا ہوتی ہے۔

فقر و غنا

فقر اور غناء کی بحث میں علماء تصوف کے نزدیک بہت زیادہ اختلاف ہے اور وہ اختلاف اس بناء پر ہے کہ ایک گروہ تو مال داری اور دولت مندی کو افضل خیال کرتا ہے اور دوسرا گروہ مال دار ہونے کی سخت برائی بیان کرتا ہے۔ ان کے نزدیک فقر غناء سے افضل ہے۔

حضرت شیخ ابن عطاءؒ غناء کو افضل کہتے ہیں اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فقر کو افضل قرار دیتے تھے۔ ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ غناء کے افضل ہونے پر یہ دلیل لاتے ہیں کہ غنی کو قیامت کے دن حساب کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔

marfat.com

اور حساب پر کلام الٰہی کو بلا واسطہ غنی سُنے گا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے سوال کا جواب دے سکے اور عتاب کا مرحلہ بھی آئے۔ اور یہ عتاب دوست کا دوست کی طرف ہوگا۔ اور حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے تھے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ اغنیاء سے دوست کا حساب لے گا۔ تو فقیروں سے عذر کرے گا۔ اور حساب کی بہ نسبت عذر زیادہ افضل ہے۔

وہ گروہ جو فقر کو غناء پر افضل جانتا ہے۔ اپنے مرکز پر زیادہ مضبوط دلائل و مسلک رکھتا ہے اور دوسرے گروہ سے افضل ہے۔ جو غناء کو فقر پر افضلیت دیتے ہیں۔ اور دولت مند کو فقیر سے بہتر جانتے ہیں۔ اور فقر کی افضلیت حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ (فقر میرا فخر ہے) اور دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، کہ میری اُمّت کے فقیر میری امت کے مال داروں کی بنسبت پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام غنی اور دولت مند نبی ہیں۔ اور حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فقیر نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرتبہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر سورج کی طرح واضح ہیں اور فضیلت رکھتے ہیں۔ لہٰذا فقر کو غناء پر افضل مرتبہ حاصل ہے۔ غنی صدقہ کا مالک ہوتا ہے اور صدق صدقہ سے افضل ہے۔ اور آیت کریمہ سے یہ بات ثابت ہے۔

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۚ

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ

ترجمہ:۔ زمین پر جس قدر چیزیں ہیں تمام مٹنے والی ہیں اور صرف تیرے پروردگار عزت واحترام والے کو بقاء دوام حاصل ہے اور اللہ کے سوا تمام چیزیں ہلاک ہونے والی ہیں۔

marfat.com

قرب اور بعد

حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو غناء و فقر وغیرہ کی بحثیں اور اس طرح کی تمام باتیں پسند نہیں تھیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کا دل ان تمام باتوں سے بے نیاز تھا۔ بلکہ آپ کی نظر میں اللہ کے سوا کوئی دوسری چیز ہی نہیں آتی تھی۔ اس لئے کہ آپ کی نظر میں غیر اللہ کوئی چیز ہی نہ تھا۔ اس لئے کہ دیکھنے والا ہی دیکھی ہوئی چیز کا صحیح مقام معلوم کر سکتا ہے۔ آپ دیکھنے والے تھے۔ اور یہ تمام باتیں آپ کی دیکھی ہوئی تھیں۔ اور جب تمام خطرات دور ہو جائیں تو طبیعت میں یگانگی آ جاتی ہے۔ آپ پر حقیقت میں یگانگی طاری تھی اور تصوف میں دوئی کا کوئی مقام نہیں۔ بلکہ یہ تصوف میں قرب و بعد، دور و نزدیک، تُو اور میں کوئی چیز نہیں۔ یہ سب دوئی ہے۔ دوئی بیگانگی ہے۔ دوئی تصوف میں شریک ہے۔ اللہ کریم شرک جلی اور شرک خفی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

امام الموحدین شیخ ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ جب تک مسافت رہے وہ قرب نہیں کہلا سکتا۔ جب تک مسافت ہے۔ دوگانگی کا وجود پایا جاتا ہے۔ پس قرب و بعد کا خیال مٹا دے۔

عارف نامی عبدالرحمٰن جامیؒ فرماتے ہیں۔

جامی مکن اندیشہ ز نزدیکی و دُوری
لاقرب و لابعد و لا وصل و لا من

نزدیک و دور کا فکر جاری نہیں کرنا۔ نہ قرب اور نہ بعید۔ نہ وصل نہ فصل نہ وسطا اور نہ درمیان وصل کے لئے دو جانب ہوتی ہیں۔ جب تک عالم عدم سے عالم تعین میں نہ آئے۔ موجود ہے اور ذات حق تعالیٰ ہر طرح کے تغیر سے مبرا ہے۔ جس طرح سے وہ پہلے تھا۔ وہ اسی طرح اب بھی ہے۔ اور آئندہ بھی رہے گا۔

marfat.com

حضرت میاں میر صاحبؒ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ میری وفات کے بعد مجھے شور زمین میں دفن کر دینا۔ تاکہ میری ہڈیوں کا نشان بھی باقی نہ رہے اور میری قبر کی کوئی خاص صورت نہ بنانا۔ اور یہ شعر بہت دفعہ بیان فرماتے :۔

صورت قبرم زبعد از مرگ ویران خوشتر است
نیستی مانند من باخاک یکساں خوشتر است

جب میں مر جاؤں۔ تو میری قبر ویران ہونا ہی بہتر ہوگا۔ اور میرا مٹی میں نیست ہو جانا اور مٹی کا میرے ساتھ یکساں ہونا بہتر ہوگا) اور حضرت قبلہ نے اپنا چہرہ بعض دوستوں کی طرف کیا اور فرمایا کہ میری ہڈیوں کو فروخت نہ کرنا اور میری قبر پر اور بزرگوں کی طرح دکان نہ لگانا۔ اور یہ فرما کر شیخ ابوالحسن خرقانی کا ارشاد سنایا کہ صوفی وہ ہوتا ہے۔ جو نہ ہو۔ اور آپ یہ الفاظ پڑھا یا کرتے تھے۔ اگر ہو تو بھی نہ ہو۔

کسی صاحب مرتبہ وجاہت کا کوئی اثر آپ پر نہ ہوتا تھا۔ اور حضرت قبلہ میاں میرؒ کا وجود ہی اس عظیم صفت کا مالک تھا۔ اہل عزت کے متعلق اپنے دوستوں اور ساتھیوں میں اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ ان کی پرواہ نہ کرو۔ اور اکثر اس حدیث مبارکہ کو پڑھا کرتے تھے۔

اٰخِرُ مَا یَخْرُجُ مِنْ رُؤُسِ الصِّدِّیْقِیْنَ حُبُّ الْجَاہِ ط

مرتبہ آپ کی محبت صدیقوں کے دلوں سے سب سے آخر میں نکلتی ہے)

اور فرماتے کہ محبت طلب وجاہ وجلال دل سے نکالنا بہت ہی مشکل ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ آخری چیز جو اہل صدق کے سر دن سے نکلتی ہے۔ وہ طلب جاہ وجلال ہے۔ اور دنیاوی عزت وجاہ کو طلب کرنا نہایت عظیم مصیبت اور مرد صوفی کے لئے ایک سخت آفت ہے۔ اور ملا بہاری کی خدمت میں ایک دفعہ یہ بات سُنی۔ کہ ایک دن میں اپنے گھر کے اندر ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ناگہاں مکان کے گرنے کی آواز آئی۔ میں نے اپنے دوستوں کو کہا۔ کہ جلدی

marfat.com

باہر چلے جاؤ اٹھو۔ میرا مکان گرنے لگا ہے۔ سب اہل جماعت اٹھ کر باہر چلے گئے۔ اور میں اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ اور باآواز بلند کلمہ پڑھنے لگا۔ آخر مکان کی چھت مجھ پر آگری اور چھت کی لکڑیاں اس طرح گریں۔ کہ میں ان کے درمیان بالکل سلامت جب یہ واقعہ حضرت میاں میر جیؒ کو سنایا گیا۔ تاکہ آپ آفرین وشاباش کہیں۔ تو آپ کی زبان سے نکلا۔ آہ عزت کی طلب! آہ جاہ منزلت کی طلب! اور فرمایا۔ کہ مرتے ہوئے کیوں کلمہ کو باآواز بلند کہتا تھا۔ اور یہ محض اس لئے کہتا تھا کہ لوگ کہیں کہ یہ فقیر آدمی ہے۔ جو مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہا تھا۔ بلکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ آہستہ آہستہ کلمہ پڑھتا تاکہ کوئی ریاکاری نہ آسکتی اور نہ طلب جاہ کا گمان آتا ہے

آہ جاہ و آہ جاہ و آہ جاہ!
دور کن از دل بیفگن زیر چاہ

افسوس اس جاہ و منزلت کی طلب نے دنیا میں صوفی کو ہلاک کر دیا صوفی اپنے دل سے یہ جاہ و مرتبہ نکال دے اور گہرے کوئیں میں دفن کر دے۔ تاکہ اس کا خیال ہی جاتا رہے۔

حضرت میاں جی نماز میں بظاہر صرف فرائض اور سنتیں اور نماز تہجد کے سوا، کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ اور نوافل لوگوں کے سامنے نہیں پڑھتے تھے اور فرض روزہ بھی اس طرح رکھا کرتے تھے اور آپ کے تمام مرید بھی اس طریقہ پر عمل کرتے ہیں۔ اور اس شعر کو اکثر پڑھا کرتے تھے ہے

بزہد و ورع کوش صدق صفا
ولیکن میفزاتے بر مصطفیٰ[۱]

(زہد اور تقویٰ اختیار کر اور صدق و صفا کو حاصل کر لیکن کسی فعل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کر)

حضرت عثمان عمارہؒ فرماتے ہیں کہ شہر حجر کے علاقہ میں میری ملاقات ابراہیم

marfat.com

ادہم اور محمد ابن ثوبان اور عبار مصریؒ کے ساتھ ہوئی۔ وہ آپس میں کشف و معرفت کی باتیں کرنے لگے۔ ایک جوان آدمی ہٹ کر بیٹھا ہوا تھا۔ پوری ارادت کے ساتھ کہنے لگا۔ اے جوان مردیں بھی ایک ایسا آدمی ہوں۔ کہ اللہ کی بندگی کرتا ہوں کہ رات کو بیدار ہوتا ہوں اور دن کو روزہ رکھتا ہوں اور میں نے زندگی کو تقسیم کیا ہوا ہے۔ کہ ایک سال حج کرتا ہوں اور دوسرے سال فی سبیل اللہ جہاد میں شامل ہوتا ہوں۔ لیکن جو باتیں تم کر رہے تھے۔ میں نے تو ان باتوں کی خوشبو تک نہیں سونگھی۔ اور نہ ہی اپنے دل میں کوئی خاص انقلاب پایا ہے۔ اور میں یہ بھی نہیں سمجھ سکا۔ کہ آپ حضرات نے کیا باتیں کی ہیں۔ ہم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور اپنی گفتگو میں محو رہے۔ ہم میں سے ایک صاحب کہنے لگے کہ اس جوان کی بات کا ہمیں جواب دینا چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ دل جلا ہے۔ تو ایک نے ہم سے یوں کہا کہ اے جوان مرد سُن۔ جو لوگ اس طرح عبادت کرتے ہیں۔ وہ کسی کے طلبگار نہیں ہوتے اور اطاعت الٰہی اور جذبہ عبادت میں کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اب آپ اپنی حالت کو دیکھتے جائیں۔ اور ہر خامی دکمزوری کا علاج جاری رکھیں یہ ہی تربیت ہے۔

درویشی

شیخ الاسلام حضرت عبداللہؒ فرماتے ہیں۔ کہ درویشی یہ نہیں کہ نمازیں زیادہ پڑھی جائیں۔ یا روزے زیادہ رکھے جائیں۔ اور نہ ہی درویشی شب بیداری کا نام ہے اور نہ ہی رنج دعم اور کثرت بندگی و اطاعت گزاری کا نام درویشی ہے۔ بلکہ یہ تمام باتیں اسباب بندگی اور اسباب درویشی ہیں۔ درویشی یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضاء کا حاصل ہو جانا درویشی ہے۔ ابو سعید ابو الجبر رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا۔ کہ اس حدیث مبارک کے کیا معنی ہیں۔

marfat.com

ایک لمحہ کا فکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

فرمایا۔ کہ ایک لمحہ میں یہ خیال کر لینا کہ مَیں نہیں ہوں وہی ہے۔ ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

تا روئے ترا بدیدم اے شمع طراز نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں بے تو بوم نماز من جملہ عباز چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز

یعنی محبوب حقیقی جب تیری صورت کو دیکھتا ہے۔ تو تمام کام چھوڑ کر صرف تیرا ہی دیدار کرتا ہوں۔ اور جب تیری بارگاہ میں مرتبہ دیدار حاصل ہو جاتے۔ تو تمام وقت کامل نماز میں گزرتا ہے۔ اور نماز پڑھیں۔ اور تو نظر نہ آئے تو یہ تمام مجازی نماز ہے حقیقی نماز نہیں ہے۔ اور شیخ ابوالقاسم نصر آبادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جذبۃ من جذبات الحق توہی علیٰ عمل الثقلین ط

ایک لمحہ کی کشش حق تعالیٰ کی جانب دونوں جہانوں کے عملوں سے بڑھ کر ہے۔

حضرت میاں جی صاحبؒ نے کبھی اپنے ہاتھ میں تسبیح نہیں رکھی اور نہ ہی آپ کے مریدوں نے کبھی تسبیح کو ہاتھ میں رکھا۔ اور اگر کوئی صاحب کبھی تسبیح کا تحفہ لا کر دیتے۔ تو حضرت میاں جی صاحبؒ ایک شعر ہندی میں پڑھ کر سناتے۔ جس کا فارسی میں ترجمہ یہ ہے۔

تسبیح بمن عجب در آمد بزبان گفتا کہ مرا چرا کنی سرگردان
گر دل بعوض ہمی بگردانی تو دانی کہ برائے چیست خلق انسان

اور آخری عمر مبارک میں یہ حالت تھی۔ کہ اپنے حجرہ سے ایک قدم باہر نہ نکلتے اس لئے کہ ہر وقت استغراق کی حالت میں شغل اذکار وغیرہ میں مشغول رہتے تھے۔

آنرا کہ در سرائے نگار یست فارغ است
از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

اور آپ کے عام بیٹھنے کے دو طریقے تھے۔ ایک طریقہ تو یہ تھا۔ کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے اور دونوں گھٹنوں کو اٹھا کر اور کمر پہ دیوار وغیرہ پر تکیہ لگا کر بیٹھ

marfat.com

جانے، اور کبھی اوپر کوئی کپڑا ڈال لیتے اور سنت ہیں اس طرح کے بیٹھنے کو حبُوۃ کہتے ہیں سہ

چو بنشیند مراقب دیدہ برہم
بہ بندہ دیدہ دل از دو عالم

اور حدیث مبارک کی اکثر کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کا اکثر یہی طریقہ ہوتا تھا۔ کہ کبھی دو زانو بیٹھتے اور کبھی چوکڑی مار کر بیٹھتے تھے۔

حضرت میاں میر صاحبؒ اور آپ کے خادم انہی طریقوں پر بیٹھتے ہیں اور اکثر فرماتے ہیں کہ یہ طریقہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہی طریقہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ کہ آپ اکثر چوکڑی مار کر بیٹھے تھے۔ اور اس طرح کے بیٹھنے کو جلسۃ الوقاد کہتے ہیں۔ مگر مراقبہ کے لئے حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ دو زانو کر بیٹھتے تھے۔ بلکہ اس طرح بیٹھتے کہ دونوں زانوؤں کو کھڑا کر لیتے۔ اور کبھی داہنا ہاتھ اور کبھی بایاں ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اور اوپر کو منہ کر کے بیٹھ جاتے۔ اور مراقبہ فرماتے۔ اور جب چار زانو بیٹھتے تو دونوں پیروں کی انگلیاں زانوؤں کے درمیان چھپا رکھتے تھے اور حضرت میاں میر صاحبؒ کا طریقہ خالص سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھا۔

حضرت میاں جیوؒ کا طریقہ حضرت شیخ جنیدؒ اور حضرت غوث الثقلین رح کے طریقے کے مطابق شرع کی پیروی تھا۔ کوئی ایسا کام نہیں کرتے تھے کہ عام لوگوں کو کچھ سمجھ نہ آئے اور کبھی حالت میں عوام کے سامنے اسرار کو نہیں کھولتے تھے اور آپ کی تمام صفات ذاتی میں کمال تھا۔ اور آپ نہایت بلند حوصلہ تھے۔ اور مخصوص دوستوں سے کبھی کبھی اسرار کی باتیں فرماتے۔ اور اشارات میں کلام فرماتے اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرماتے تھے۔ کہ اگر عمل کریں گے۔ تو یہ

marfat.com

اشارے خود ہی کھل جائیں گے۔ اور اگر یہ کام نہیں کریں گے۔ تو صرف کلام میں ان مشکل امور کے بیان کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔ اور جن اہل معرفت نے کتابیں لکھی ہیں۔ اور ان کتابوں میں اسرارات کا بیان کیا ہے۔ حضرت کو اس طرح کی کتابیں لکھنا ہرگز پسند نہ تھا۔ بلکہ آپ ان کتابوں کی مشکل عبارتوں پر تنقید فرماتے۔ اور یہ فرماتے کہ جو کلام مرد درویش کی حالت سے تعلق رکھتی ہو اس کو قال میں لانے اور کاغذ و کتاب میں لانے اور عوام تک پہنچانے سے کیا فائدہ ہے۔

اسرار کو نہ جاننے والے ان کتابوں کو پڑھ کر نہ تو فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اکابر کا احترام کر سکتے ہیں۔ بلکہ اُلٹا ملامت و طعن کی زبان کھول کر ملامت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور کبھی طلب معرفت کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور کبھی طلب معرفت کرنے والے ان مشتبہ عبارتوں کی وجہ سے طلب حق کو چھوڑ دیتے ہیں اور معرفت الٰہیہ کے طریقے سے دوسری راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اور ان تمام باتوں کے علاوہ خود مصنف کے لئے یہ بات غور طلب ہے۔ کہ جو وقت وہ کتاب کے لکھنے اور پڑھنے پر خرچ کر رہا ہے۔ اگر وہ اس وقت کو اللہ کریم کے ذکر و فکر میں خرچ کرے اور ذکر و فکر کے ساتھ مشغول رہے۔ تو یہ زیادہ بہتر ہو سکتا ہے۔

حضرت میاں میر صاحبؒ نے خود بھی کوئی کتاب تصنیف نہیں فرمائی۔ حالانکہ آپ خود کمال درجہ کے عالم اور فاضل تھے۔ اور آپ نے کبھی کوئی شعر نہیں بیان فرمایا اور اگر کبھی کبھی دل چاہتا۔ تو قرآن حکیم کی آیات اور حدیث شریف کی تفسیر و تشریح فرماتے تھے۔ اور آپ کی باتیں سُن کر حاضرین کی عقل حیران رہ جاتی کہ کس قدر عظیم علوم اور نکات معرفت کو بیان فرما رہے ہیں۔ اور اسی طرح بزرگان عظام کے ارشادات میں مشکل عبارت اور مشکل کلمات کو آسان فرمان ہیں۔ فرماتے اور اگر کوئی یہ التجا کرتا۔ کہ آپ کے ان کلمات کو اور ارشادات کو لکھ لیا کروں تو آپ کو یہ بات ہرگز پسند نہ آتی تھی۔ اور حضرت عمر بن عثمان مکی ارشاد فرماتے

marfat.com

ہیں کہ :-

لَا یقطع علیٰ کیفیۃ الوجد عبارۃ لانہٗ سر اللّٰہ عند المومن ط

عبارت ان باتوں کو بیان کرنے سے عاجز ہے۔ جو باتیں مومن کو حالت وجد میں حاصل ہوتی ہیں۔ یہ اسرارت مومن کے پاس امانت رکھے جاتے ہیں۔ عبارتوں میں اللہ کے دوستوں کے وجد و حال کو کبھی بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ انسان کا دخل ہوتا ہے اور جس بات میں بندہ نے اپنا دخل عمل کیا ہو۔ وہ سر الٰہی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اسرارات کے وارد ہونے میں فقیر کا اپنا دخل و تعلق نہیں ہوتا۔ اور وحدت و کثرت کے مسائل کو اکثر آپ لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ اور ممکن تھا۔ کہ آپ کی زبان پر وہ باتیں بیان ہوں جو وجد و اسرار کے ساتھ متعلق ہوتی ہیں اور اکثر ان دو شعروں کو پڑھا کرتے تھے ؎

سخن وحدت است ہم چو سراب | از سراب اے پسر کہ شد سیراب
سخن وحدت آنکہ از عامی ! | زانچہ خیزد بغیر بد نامی !

ان شعروں میں مصرعہ اول میں سخن وحدت کو سراب سے تشبیہ دی ہے۔ جس میں یہ بات بیان کر دی گئی ہے۔ بعض لوگوں کے پاس وحدت کی باتیں سمجھنے کی قدرت و استعداد ہی نہیں ہے۔ ان کے نزدیک وحدت کی پُر اسرار باتیں سراب کی طرح ہیں جن کو دیکھ کر پانی کا گمان پیاسے کو ہو جاتا ہے۔ لیکن نہ تو پانی ہوتا ہے کہ پیاسا سیراب ہو جاتے۔ اور نہ ہی پیاس کی شدت کم ہو سکتی ہے۔ اور سیراب ہونے کا یہ معنیٰ ہیں کہ وحدت کی باتوں کو کرنے والا جب تک قبول نہ کرے گا۔ اس کو وحدت کا فائدہ نہیں حاصل ہو گا۔ اس شعر میں ایک عامی سے لے کر ایک عالم تک کو یہی بات بتائی ہے کہ جب تک تم وحدت کو قبول نہیں کرو گے۔ کچھ فائدہ نہیں ہو گا۔ سراب سے سیراب ہونا جس طرح مشکل ہے۔ اس طرح قبول نہ کرنے والے دل پر وحدت کو نازل کرنا ہے۔ اور بہت سے لوگ اس بات کو قبول کرنے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ چاہے وہ عالم ہی کیوں نہ ہو۔ اور اللہ کریم

marfat.com

نے ان علماء کے اوصاف کو بیان فرمایا ہے جو حقیقت سے عاجز ہیں

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاۃَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

ترجمہ:- ان علماء کی جو تورات کے عالم وحامل ہیں۔ مثال اس گدھے کی طرح ہے۔ جس کی پیٹھ پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا جائے۔ اور وہ کتابوں کو لئے ہوئے اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر چلتا پھرتا رہتا ہے۔ اور بُری مثال اس قوم کی ہے جس نے اللہ کی آیات کو جھوٹ کہا۔ اور ایمان نہ لائے اور اللہ کریم ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَ یَخْشَعُ وَ نَفْسٍ لَا یَشْبَعُ ۝

ترجمہ:- اے اللہ کریم تیری پناہ پکڑتا ہوں۔ اس علم سے جو فائدہ نہ دے۔ اور پناہ پکڑتا ہوں۔ اس دل سے جو تیرا خوف نہ رکھتا ہو۔ اور پناہ پکڑتا ہوں۔ اس نفس سے جو لالچ میں پڑا رہتا ہے ؎

علم گر بر دل زند یارے بود

علم گر بر تن زند مارے بود

سہل بن عبداللہ تستری ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سے سوال کیا گیا۔ کہ بدبختی کی علامتیں کیا کیا ہیں۔ فرمایا کہ بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ تجھے علم حاصل ہو جائے۔ اور عمل کی توفیق حاصل نہ ہو سکے۔ اس مصرعہ کی شرح یہ ہے۔ بدنامی سے مراد ایک خاص جانب اشارہ ہے۔ اور اشارہ ان نادان لوگوں کی طرف ہے۔ جو عارف کے کلام کے اسرار معارف جاننے سے قاصر ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ لوگ عارف کے کلام کو بدنام کرنے کی جانب لگ جاتے ہیں۔ ان علماء اور عارفین پر کفر کے فتوے

marfat.com

لگواتے جاتے ہیں وہ قتل کئے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح قید و بند کی شدید باتیں کی جاتی ہیں۔ جن کی وجہ سے عارف کو بدنام کیا جاتا ہے۔ یہی حالت ابن منصور کے ساتھ ہوئی۔ اور یہ عارف حق امام ابن العربی قدس سرہ العزیز کے ساتھ سلوک کیا گیا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ عارف اپنا کلام اسرار و شہود ان لوگوں سے پوشیدہ رکھے۔

عارف حق شیخ الاسلام فرماتے ہیں۔ کہ اسرار کا کلام اس کے اہل کے سامنے بیان کیا جائے۔ تاکہ راز صاحب راز تک ہی پہنچے۔ اور راز عوام پر نہ کھلے اور اگر کوئی بات عام ہو جائے تو وہ راز نہیں رہتی۔ اور اگر نا اہل کے پاس راز کی بات پہنچی تو نا اہل اس کلام کو ظاہر پر ٹھہرا کر صوفی کو ایذا اور سزا پہنچائے گا۔ اور حضرت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے تو تہ خانوں اور دریاؤں کے کنارہ پر بیٹھ کر راز کی بات کی تھی۔ لیکن شبلیؒ نے ان باتوں کو منبر پر چڑھ کر بیان کرنا شروع کر دیا۔ اور عام مخلوق کو واقف کر دیا۔ اور حضرت میاں جی صاحبؒ نے حضرت منصور حلاجؒ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ منصور کم حوصلہ اور کم ہمت آدمی تھے۔ اس لئے کہ ان پر جو ظاہر ہوا تھا۔ وہ بہت بلند تھا اور اس دریائے معرفت میں بعض عارف اس قدر بلند ہمت با حوصلہ ہوتے ہیں کہ اسرارات کے دریا اپنے اندر پی گئے ہیں۔ اور ایک آہ تک ظاہر نہیں ہونے دی اور نہ جوشش مارا۔

سماع

حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نغمہ و راگ سنتے تھے۔ اور ہندوستانی زبان میں کہے ہوئے تمام اشعار کو خوب سمجھتے تھے اور بڑے خوش ہوتے۔ اگر کوئی قوال آ جاتا تو آپ قوالی سنتے۔ اگر کوئی قوال نہ آتا تو قوالی کا اہتمام نہ کرتے تھے اور نہ ہی یہ کہ ہمیشہ قوالوں کو ساتھ ہی رکھیں اور نہ قوالوں کا تعین فرماتے تھے سماع سننے کے لئے آپ کسی جگہ نہ جاتے تھے اور جب آپ قوالی سنتے تو شریعت کی

marfat.com

اتباع میں کوئی وجد ورقص وغیرہ نہیں فرماتے تھے اور جب کسی شعر پر طبیعت میں خوشی آتی۔ تو اس خوشی کا اظہار آپ کے چہرے پر اس طرح ظاہر ہوتا کہ چہرہ نور کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتا۔ اور ریش مبارک کے تمام بال بال علیحدہ علیحدہ کھڑے ہو جاتے تھے اور رنگ میں رونق آجاتی تھی۔ لیکن وقار و بزرگی کو اپنی جگہ ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ کبھی کوئی حرکت یا ہاتھ وغیرہ مارنے کا واقعہ پیش نہیں آتا تھا۔

حضرت ابوبکر مصری فرماتے ہیں کہ میں حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس تھا۔ کہ ایک جماعت صوفیوں کی آگئی۔ اور قوال ان کے ساتھ تھے۔ بعض صوفیوں نے رقص کرنا شروع کر دیا۔ اور حضرت جنید بغدادیؒ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ حضرت ابوالحسن نوری اس مجلس میں موجود تھے اٹھ کر جناب جنید بغدادیؒ کے سر پر آکھڑے ہوئے اور عرض کیا۔ آپ اٹھیں اور یہ آیت پڑھی۔

اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ط جو لوگ سُنتے ہیں وہ قبول کرتے ہیں۔ آپ بھی ہمارے ساتھ رقص کریں۔ اس کے جواب میں حضرت جنید بغدادیؒ نے اپنی حالت پر یہ آیت پڑھی۔

وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُھَا جَامِدَۃً وَّھِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ط

ترجمہ:۔ اور تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے کہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹتے اور اصلی بات یہ ہے کہ پہاڑ بادلوں کی طرح چل رہے ہیں (یعنی میرا باطن رقص کرتا ہے) یعنی تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے۔ کہ اپنے اپنے محل پر کھڑے ہیں۔ اور حقیقت میں پہاڑ اس طرح جا رہے ہیں۔ جس طرح بادل چلتے ہیں۔ اور ان کا احساس نہیں ہوتا۔ یعنی جو لوگ سُن کر خاموش رہتے ہیں۔ وہ تو پہاڑوں کی طرح ہیں۔ جو وجد کرتے ہیں۔ لیکن ظاہر وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے۔ اور یہ ان کے وقار کی حالت ہے۔ حقیقت میں جو لوگ سُن کر خاموش رہتے ہیں۔ وہ تو پہاڑوں کی طرح ہیں۔ جد و جہد کرتے ہیں۔ لیکن ظاہر وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے ہیں

marfat.com

اور یہ ان کے وقار کی حالت ہے۔ حقیقت میں یہ لوگ وجد و رقص کرتے ہیں۔ ابوالحسن نوری قدس سرہ العزیز ایک بار تین رات دن اپنے مکان میں رقص کرتے رہے اور ساتھ ساتھ آہ و زاری اور شور کرتے رہے۔ حضرت سیدنا جنید بغدادی کو اطلاع کی گئی، کہ جناب کا مرید اس حالت میں ہے۔ آپ اٹھے ابوالحسن نوری کے گھر آئے اور فرمایا۔ کہ اے ابوالحسن اگر تو اس بات کو یقینی جانتا ہے کہ پیروں کا مارنا اور آواز نکالنا فائدہ کی بات ہے۔ تو مجھ کو بتا تاکہ میں تیرے ساتھ شامل ہو کر اسی طرح کروں اور اگر یہ بات نہیں، تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو طلب کر اور رضائے الٰہی پر اپنے دل کو جھکا دے، تاکہ تیرا دل خوش ہو جائے۔ حضرت نوری اس کلام کو سن کر خاموشی سے بیٹھ گئے اور عرض کی۔ میرے آقا، ابوالقاسم بہتر استاد ہیں۔

حضرت میاں میر صاحبؒ سے سماع کے وجد کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آں جناب نے حضرت شیخ سعدیؒ شیرازی کے ان اشعار کو پڑھا۔

سماع اے برادر بگویم کہ چیست — اگر شمع را بدانم کہ کیست
گراز اوج مرغ پر و طیر او — فرشتہ فرد ماند از سیر او
وگر مرد لہو است بازی دلاغ — فروں تر شود دیوش اندر دماغ

حضرت کے تمام کے تمام مرید سماع سنتے۔ ممکن ہے کہ کوئی خادم نہ سنتا ہو۔ لیکن وجد اور رقص ہرگز نہیں کرتے تھے اور ہمارے شاہ صاحب جب کبھی باغ کی سیر کرنے یا صحرا چلے جاتے تو راستہ میں اگر کوئی ہوتا تو اس کو ساتھ لے جاتے اور کبھی شہر سے بھی ساتھ لے کر جاتے اور باغ وغیرہ میں قوالی سنتے، اور کبھی آپ کے دل پر کسی بات کا زیادہ اثر ہوتا۔ تو آپ اٹھ کر وہاں سے چلے جاتے اور معارف حقائق کو بیان کے ساتھ پڑھتے اور جب بہت ہی زیادہ کیفیت طاری ہوتی تو صرف اتنا کرتے کہ اپنا ہاتھ سینہ پر ستے اور کبھی بازو پر ستے تھے۔

اور اکثر فقیر جو قوالی میں آپ کے ساتھ ہوتے وہ سب خوش ہوتے اور قوالی کا پورا اثر قبول کرتے اور کبھی کبھی جوش میں آجاتے تو اپنے آپ کو زمین پر گرا دیتے اور

marfat.com

گر جاتے۔ ان کی عجیب حالت ہوتی تھی۔

مشائخ کا وجد و سماع میں اختلاف ہے۔ سماع کے معنی ہیں۔ راگ و نغمہ کا سننا اور وجد کے معنی ہاتھوں کو مارنے کے ہوتے ہیں اور ناچ اور رقص بھی وجد کی صنف میں شامل ہیں۔ اور مشائخ پیران طریقت اکثر نغمہ سننے کو بھی پسند کرتے ہیں اور بڑے بڑے اولیاء کاملین نے سماع کو بھی پسند کیا ہے۔ ان میں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور شیخ عبد القادر جیلانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری وغیرہ بزرگان کرام نے سماع کو سنا ہے۔ اور ان کے بعد آنے والے لاتعداد اولیاء اللہ نے سماع کو سنا ہے۔ ان میں حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ہمارے شیخ ملا شاہ صاحب ہیں۔ اللہ آپ کو زندگی اور سلامتی دے اور سلسلہ قادریہ میں، اور ہمارے سلسلہ میاں جیؒ میں رقص و وجد نہیں کرتے۔ اور اس سلسلہ کے بڑے بڑے امام حضرت ذوالنون مصری استاد الموجدین ابوسعید فراز، ابوالحسن نوری، ابوبکر شبلی، ابوالحسن دواج ہیں خواجہ قطب الدین روشنی رحمہم اللہ کا وقت انتقال ہوا۔ تو یہ وجد کرتے ہوئے دنیا سے وصال کر گئے ہیں۔ اور ابوحمزہ خراسانی، ابوعلی رودباری ابوسعید ابوالخیر صاحب کشف المحجوب، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور تمام چشتی اولیا ئے کرام متقدمین و متاخرین اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی یہ وہ بزرگ ہیں۔ جو سماع سنتے تھے۔ سماع کرتے تھے۔ وجد اور رقص بھی کیا کرتے تھے۔ سماع کو جائز اور حلال جانتے تھے۔ ان تمام بزرگان اولیاء کے تمام سلسلوں میں سماع جائز ہے۔ وہ سماع کرتے ہیں۔ صرف سلسلہ نقشبندیہ کا عمل سماع پر نہیں اور اس مسئلہ سماع کے متعلق خواجہ نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ

ایں کار نہ میکنم و انکار نمیکنم، نہ میں قوالی سنتا ہوں اور نہ میں ناجائز ہونے کا فتویٰ دیتا ہوں، یعنی خود قوالی سنتا نہیں اور دوسروں کو کہتا نہیں کہ سنو یا نہ سنو،

marfat.com

ایک شیخ طریقت حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ پر بوجہ رقص کے اعتراض کیا کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مجلس ہے اور اس مجلس میں ابوسعید اپنی پوری جماعت کے ساتھ رقص کر رہے ہیں اور مجلس میں فرشتے موجود ہیں۔ وہ مست ہو کر فریاد کر رہے ہیں اور زور زور سے پکارتے ہیں۔

تُومُوا اُرْقُصُو یا اللہ کے لئے کھڑے ہو کر رقص کرو۔ اے اللہ کے بندو رقص کرو۔ اس کشف کے بعد اعتراض وغیرہ سے ذہن پاک ہو گیا اور رقص کا اصل قانون یہ ہے۔ رقص خود نہ کرے۔ بلکہ اللہ کی طرف سے وارد ہو اور حالات بدل جائے اور دل پر اثر ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنا اختیار اٹھ جاتے۔ اب چاہے صرف سماع ہو یا وجد و رقص ہر بات ہی مبارک اور بہتر ہے۔ اس لئے کہ ہر حالت ان حالتوں کے وارد ہونے کے بعد روحانی بلندی اور حالت باطنی کی درستی حاصل ہوتی ہے اور جس کی یہ حالت نہ ہو۔ بلکہ عقل و ہوش میں ہو۔ اور اپنی ذات پر اس کو اعتبار و اختیار ہو۔ تو ان لوگوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ نہ تو سماع سُنیں اور نہ وجد و رقص کریں۔ تاکہ شیطان کے شر سے محفوظ رہیں اور لوگ صرف خواہشات نفسانی اور اہل مجلس کو تماشا دکھانے کے لئے رقص و سماع کرتے ہیں۔ یہ سب شیطانی حرکت ہے اور دہلی کے شیخ کہ صرف رقص و وجد کی نسبت سے لاہور آتے ہیں۔ اور یہاں آکر رقص کرتے ہیں اور اگر کوئی ان کو منع کرے تو سخت ناراض ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے رقص حرام مطلق ہے۔

آپؒ کا اخلاق

حضرت میاں میر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حسنِ اخلاق کی یہ حالت تھی۔ کہ اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ تو آپ اس پر اس قدر مہربانی کرتے کہ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا کہ جس قدر مجھ پر کرم نوازی کی ہے اور کسی کے ساتھ نہیں کی ہو گی اور ایک جماعت نے مجھ سے کہا کہ جو شفقت آپ نے مجھ پر کی ہے۔ وہ کسی

marfat.com

اور کا حصہ نہیں ہو سکتی۔ لیکن دربار میں حاضر ہونے والے ہر شخص پر آپ کی شفقت و مہربانی اسی طرح ہوتی ہے اور جس کے ساتھ آپ کی شفقت زیادہ ہوتی۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر گفتگو فرماتے تھے اور حضرت میاں جیؒ اللہ کی رحمت ہیں۔ جس کو اس زمانہ کے مخلوق پر نازل فرمایا گیا۔

ابو جعفر حداد فرماتے ہیں کہ اگر عقل کو کسی انسان کی صورت پر لا کر دیکھنا چاہو۔ تو شیخ جنیدؒ کو دیکھ لو اور رفیقؒ "داراشکوہ" کہتا ہے۔ کہ جس طرح عقل کی صورت پر جنیدؒ آتے ہیں۔ تو اگر خلق کو دیکھنا چاہتے ہو اور خلق انسان کی صورت پر ظاہر ہو جائے تو وہ حضرت میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی صورت پر ہو گا۔ خلق کا مجسمہ آپ کی ذات گرامی ہے۔ آپ کی ذات میں یہ کمال تھا کہ جس کو ایک بار محبت سے دیکھتے وہ ہمیشہ کے لئے آپ کا ہو جاتا تھا اور اپنی گفتگو میں یا عزیز کہہ کر مخاطب فرماتے اور ہر طرح کی نصیحت فرماتے۔ آبادی سے لے کر بادشاہی اور رعایا سے لے کر بادشاہ تک کے حقوق کو بیان فرماتے اور اپنے ارشادات میں مخلوق پر شفقت، حق دار کے حقوق کو ادا کرنے، اور دنیا داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کرتے تھے اور جو حضرت آپ کے مرید تھے۔ ان کو یار دوست کہتے تھے اور کبھی آپ کی زبان پر مرید کا لفظ نہیں آتا تھا اور آپ ارشاد فرماتے کہ حضورؐ کے صحابہ پر مرید کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ اصحابی کہا گیا۔ یعنی دوست اور اس طرح تصوف کی کسی کتاب میں یہ ثابت نہیں کہ مرید کو مرید کہہ کر بلایا جاتا ہو۔ بلکہ مجلس میں مل جل کر بیٹھنا ہی ارادت کی دلیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل مجلس کو اصحابی فرماتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جو باتیں ارشاد ہوئیں۔ صحابہ نے ان کو سنا اور زبانی ہی حضور نے معارف کو بیان فرمایا۔

آپؒ کی گفتگو

حضرت میاں میر صاحبؒ کی گفتگو الہامی ہوتی۔ لیکن یہ الہامی کلام وحی کی ترجمانی

marfat.com

تھی۔ اس لئے کہ آپ کی کلام میں معجزاتی کیفیت ہوتی۔ اور جو شخص آپ سے جس طرح کا سوال چاہتا کرتا۔ آں جناب کمال علم و فن سے جواب دیتے۔ اور جواب میں اس قدر علم ہوتا کہ سائل کو قبول کرنے کے سوا کوئی دوسری بات نہ آتی تھی اور جس بات کا جواب آپ فرما دیتے۔ وہ نہایت مدلل ہوتا تھا۔

امتحان لینے کی کوشش

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ لاہور کے جید علماء نے جمع ہو کر حضرت کی بارگاہ میں شرف ملاقات حاصل کیا۔ اصل میں ان علماء کا مقصد آپ کے علم کو پرکھنا تھا انہوں نے عرض کیا۔ ہم آپ سے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارک کا مطلب سمجھنا چاہتے ہیں۔ وہ حدیث مبارک یہ ہے۔

یَشِیْبُ اِبْنِ اٰدَمَ وَیَشِبُّ فِیْہِ خَصْلَتَانِ: اَلْحِرْصُ وَطُوْلُ الْاَمَلِ ط

ترجمہ: بڑھاپے تک ابن آدم کی دو چیزیں ساتھ رہتی ہیں۔ حرص اور اُمید)

ہمیں اس حدیث مبارک کا مفصل مطلب سمجھائیں۔ اور ہماری مشکل یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ میں حرص اور لالچ کے زیادہ ہونے کا ذکر ہے اور ہم اولیائے کرام اور انبیائے عظام کے متعلق کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یہ حضرت لالچی اور لمبی حرص رکھنے والے تھے اور دل میں یہ وسوسہ زیادہ آرہا ہے کہ اس طرح تو اہل اللہ پر اعتراض ہے۔ لہذا آپ اس حدیث کا مطلب بیان کریں تا کہ ہمارا وسوسہ اور اعتراض دور ہو جائے۔

حضرت میاں میر جی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کا اپنا اپنا مقصود ہوتا ہے اور اپنے مقصد میں ہر شخص کو حرص اور امید کا ہونا لازمی امر ہے اور جوانی میں جو حرص ہوتی ہے۔ بڑھاپے میں وہ حرص زیادہ ہو جاتی ہے۔ انبیاء حق اور اولیاء اللہ کو اپنے مقاصد مدنظر ہوتے ہیں اور ان پاکیزہ نفوس کے مقاصد بھی پاکیزہ ہوتے ہیں۔ ان کی حرص بڑھتی جاتی ہے اور انبیاء الٰہی اور اولیاء اللہ کی خواہشات کا حاصل

marfat.com

کرنا۔ ان نیک خواہشات کی طلب میں کوشش کرتے رہنا بذاتِ خود حرص ہے۔ اور بڑھاپے میں نیک خواہشات کی حرص لازماً زیادہ ہو جاتی۔ اس طرح جب جوانی کا دور ہوتا ہے اور دنیا کی طلب ہوس زیادہ ہو گی اور امیدیں بڑھتی جائیں گی۔ اس طرح ہر شخص نیک و بد کی خواہشات میں جو وقت کے ساتھ ساتھ آتی ہیں اور بڑھتی رہتی ہیں۔

دیدارِ باری تعالیٰ

حضرت مولانا سعداللہ خاں نے عرض کیا کہ اللہ کریم کے دیدار کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے کہ نفس ہر چیز کو جسم کی احساس کے ساتھ محسوس کرتا ہے کہ انسان تو جہت وطرف اور مکان وغیرہ لوازمات کے سوا دیکھنے سے عاجز ہے اور اللہ کریم جہت وجسم مکان سے پاک ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مولانا یہ حدیث تو صحیح ہے کہ اہل جنت کے بدنوں پر ستر لباس ہوں گے اور ہڈیوں کا گودا سفید دھاگہ کی ڈوری کی طرح نظر آئے گا۔ (عرض کیا جی ہاں) فرمایا کہ جب نظر کو یہ کمال حاصل ہو جائے گا کہ ستر لباس کے اندر داخل ہو کر اور ہڈی سے گزر کر مغز کو دیکھے تو اسی طرح قیامت کو قوتِ بصرِ ظاہری اور قوت بصیرت قلبی دونوں جمع ہو جائیں گی اور لطیف بصر ہو گی۔ تو کیا اللہ کے دیدار کا لطیف ادراک حاصل نہ کر سکے گی۔ ضرور ادراک کرے گی اور جب بصر کو حکم بصیرت کا ہو جاتا ہے۔ تو بصر (نظر) لطیف ہو کر لطیف ذات کو دیکھ سکتی ہے۔

وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ط (اور وہ باریک تر چیزوں کی خبر رکھنے والا ہے)

یہ جواب علمی اس لئے دیا کہ سائل حدیث وغیرہ علوم کا عالم تھا اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ایک عالم کو اس کے علم کے مطابق جواب دیا جائے اور بس تو حضرت میاں جیؒ خود اپنا ایک تحقیقی علمی مقام رکھتے تھے۔ آپ کے مرید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت میاں میر صاحبؒ سے سوال کیا کہ نہایت حرزی "میں مذکور ہے کہ ابن شفیق

marfat.com

تابعی نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ سے کہا کہ اگر میں نبی اکرمؐ کو دیکھتا تو ضرور پوچھتا کہ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سوال مَیں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا کہ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

نُورٌ اَنّیٰ اَرَاہُ یعنی مَیں نے اس کو دیکھا ہے وہ نور تھا۔ اور اس کا ایک ترجمہ یہ ہے کہ وہ نور تھا۔ مَیں اُس کو کس طرح دیکھ سکتا؟ اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے۔ تو بہتر ہے کہ حدیث کے ان الفاظ کو تجنیس خطی کہا جاتا ہے (یعنی بیک وقت دو مضامین نکلتے ہیں)"

"نُورٌ اَنّیٰ اَرَاہُ" وہ نور تھا میں اسے کس طرح دیکھتا (۲) اقرار وہ نور تھا۔ مَیں نے اس کو دیکھا تھا۔ اس لحاظ سے دوسرا معنی نہایت مناسب ہے اور زیادہ درست ہے اور اس عبارت سے دو معنی پیدا ہوں۔ تو ایک ہی معنی کو قبول کیا جائے گا اور نفی کے مقابلہ پر اثبات کا معنی لینا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

حضرت میاں میر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اگر پہلا معنی لیا جائے۔ تو محض نور ذات ہے۔ بحث کو دیکھنا مقصود ہے۔ تو یہ محال امر ہے۔ ذات بحث کو اس کو وحدت کی وجہ سے انبیاء کے دیکھنا بھی محال ہے اور حدیث مبارک میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

لَوْ كَشَفَ سَحَائِبَ وَجْهِهٖ لَاَحْرَقَ كُلَّ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ

ترجمہ:۔ اگر اللہ کریم کی ذات سے حجاب دور ہو جائیں۔ تو جہاں تک نظر پڑے گی، ہر چیز کو جلا ڈالے گی۔ یعنی جو چیز مقابل ذات آ جائے گی۔ اور بوجہ نور ذاتی کے ؎

تو معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی دیدار حاصل کرنا ناممکن ہے اور اسی بنا پر جناب موسیٰ کلیم اللہ نے سوال فرمایا اور عرض کیا۔ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ

ترجمہ:۔ تو عرض کی اے میرے پروردگار مجھے اپنی ذات دکھا دے اور دیدار

marfat.com

پاک کی دولت بے حجاب عنایت فرما دے)

یعنی اے میرے رب پروردگار مجرد اپنی ذات مجھے دکھا دے۔ اللہ کریم رب رحیم نے جواب دیا۔

لَنْ تَرَانِیْ۔ (سنو موسیٰ تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے)

تراتا کوہ ہستی پیش باقی است
جواب رب ارنی لن ترانی است

(اور جب تک ہستی کا پہاڑ سامنے ہے۔ رب ارنی کا جواب لن ترانی ہی آتا رہے گا)

اب دوسری جانب وہ دلائل ہیں۔ جن سے دیدار مقدس ثابت ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو ذات اپنی تمام صفات کے ساتھ تنزل فرماتے اور صفات کا لباس اوڑھ لے تو ایسی صورت میں دیدار الہٰی کا حاصل ہو جانا عین ممکن ہے اور جن انبیاء کرام اور اولیاء عظام نے اللہ کریم کو دیکھا ہے اور دیکھنے کا دعویٰ کیا ہے۔ تو اس دیدار سے یہی صورت صفاتی کا دیدار مقصود ہے۔ یعنی اس عالم میں تنزل کی شکل پر دیدار ممکن ہے تو اس دیدار سے یہی دیدار صورت صفائی کا دیدار مقصود ہی ہے۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدار حق کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

وَرَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَتٍ ط میں نے اپنے رب کو نہایت اعلیٰ صورت میں دیکھا ہے۔ اور دوسری حدیث شریف میں ہے۔

"وَرَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ صُوْرَتِ شَابٍ اَمْرَدٍ قَطَطٍ"

(یعنی میں اپنے پروردگار کو نوجوان صورت میں دیکھا ہے۔ جس کی ڈاڑھی نہیں ہے)

بے پردہ آب وگل مارا بنمائے رو
خورشید درخشاں را تا کے بگل اندازی

فقیر کو ان لوگوں کی حالت پر تعجب ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا سوال برائے دیدار

marfat.com

اور اللہ کریم کی جناب سے انکار دیدار کو تو مانتے ہیں۔ کہ اللہ کریم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان دیدار بے حجاب کے موضوع پر کلام موجود ہے اور اس بات کا انکار کر دیا کہ دنیا میں دیدار الٰہی ناممکن ہے اور جب ان حضرات کو دنیا میں دیدار کی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ بوجہ بے بصیرت ہونے کے تو بدقسمتی سے آخرت کے دیدار کے منکر ہو گئے۔ جس طرح کہ دنیا کے اندھے آخرت میں اندھے ہوں گے۔ جیسا کہ مولیٰ کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ط وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ط

ترجمہ :- جو شخص حق تعالیٰ کو اس جہان میں نہ دیکھے۔ وہ اس اگلے جہان (آخرت) میں بھی نہ دیکھ سکے گا۔ اور اضلّ سبیلا کا یہی معنی ہے۔ کہ وہ شخص جس کو آخرت کے عالم میں دیدار کی امید نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایک تو یہ عالم دنیا ہے۔ اور استعداد اسی عالم میں اپنا کام کرتی ہے۔ یہ جہاں جب نہ ہو گا۔ تو استعداد ختم ہو جاتی ہے اور ایک رباعی اس مسئلہ پر سُنیں۔

آنانکہ خدا در آں زماں می بیند ۔۔۔ اول تو بدان دریں جہاں می بیند
دیدار خدا دریں و آں یکساں است ۔۔۔ ہر لحظہ بظاہر و نہاں می بیند

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ میں اس خدا کی عبادت نہیں کر سکتا جس خدا کو میں نہ دیکھ سکوں۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کا دوسرا ارشاد یہ ہے کہ لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ يَقِيْنًا ط یعنی اگر جہاں کے پردے ہٹا دیئے جائیں۔ تو میرے یقین میں اضافہ نہیں ہو گا۔ اور پردہ اٹھانے کی نسبت دوسروں کی طرف کر دی۔ جو عارف نہیں ہیں اور عارف کے لئے تو پردہ اس دن اٹھ جاتا ہے۔ جس دن عارف کو یقین کی لازوال نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یقین اس قدر محکم ہوتا ہے۔ کہ حجاب کے دور ہونے کی صورت میں یقین کو کچھ زیادتی حاصل نہیں کی جاتی اور شیخ عبداللہ بلیانی فرماتے ہیں۔

marfat.com

تاحق بدو چشم سر نہ بینم ہردم — از پائے طلب می نشینم ہردم
گو مُنذ خدا را بچشم سر نتواں دید — آں ایشانند من چنینم ہردم

یعنی طلب حق میں جب تک سر کی آنکھیں اپنے خالق کا دیدار نہ کرلیں۔ تو میرا قدم کس طرح رُوک سکتا ہے۔ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اللہ کو چشم ظاہری سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ ان کو واقعی نظر نہیں آتا۔ لیکن ہم تو اس طرح کے ہیں کہ ہمیں حق نظر آتا ہے۔

تمام عارف و اولیاء اللہ دیدار الٰہی پر کامل اتفاق اور کامل یقین رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار پاک حق ہے۔ دنیا میں اور آخرت میں یعنی دونوں جہانوں میں ممکن ہے۔ چاہے یہ دیدار بصر سے حاصل ہو یا بصیرت سے حاصل ہو۔ اگر اختلاف پایا جاتا ہے تو وہ صرف الفاظ و عبادت کا اختلاف ہے۔ حقیقت میں دیدار الٰہی پر تمام اہل اللہ ایمان و یقین رکھتے ہیں۔ اور عبادت کا اختلاف صرف اسی قدر ہے کہ بعض تو بصر سے مانتے ہیں اور بعض صرف بصیرت سے مانتے ہیں (اور حقیقت یہ ہے کہ بصر و بصیرت دونوں سے دیدار ممکن ہے) جناب غوث پاک نے ایک مرید کو بلا کر پُوچھا۔ کہ کیا واقعی آپ نے کہا ہے کہ مجھے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد یہ بات کسی کو نہ کہنا۔ اور لوگوں کو نہ بتانا کہ یہ انکشاف ہوا ہے۔ حاضرین نے عرض کی۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ جب یہ شخص سچا ہے۔ تو بیان کیوں نہ کرے۔ فرمایا ہاں یہ سچا بھی ہے۔ لیکن اس روایت کی حقیقت سے یہ مرید ناواقف ہے۔ حقیقت یہ کہ دیدار الٰہی اس کو دل سے حاصل ہوا ہے اور ظاہری آنکھیں دل کے نور کو دیکھ کر یہ وہم کرنے لگیں کہ اللہ کو چشم سر سے دیکھا ہے اور شیخ حسن بصری علیہ السلام نے قسم کھا کر کہا۔

وَاللّٰہِ لَقَدْ رَاٰی مُحَمَّدٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَبَّہٗ ط

(اللہ کی قسم ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے)

اور ابن عباس یہ تفسیر فرماتے ہیں کہ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی ط اس کا معنی

یہ ہیں کہ اللہ کریم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ دیکھا، اور دوسری بات یہ ہے کہ شب معراج نمازوں کو کم کرانے کے لئے حضور علیہ السلام کو کئی بار اللہ کریم کی طرف اترنا اور چڑھنا پڑا۔ (عروج و نزول) اس حالت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نزول پر اللہ کے دیدار سے مشرف کیا گیا ہوگا۔ اور مشائخ عظام نے کتابوں کے ظاہری علم اور معتبر روایتوں کے ساتھ تحقیق و تفتیش کے بعد دیدار الہٰی، سے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے۔ اس کو یہاں لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ ایمان کو مزید نور ثابت حاصل ہو۔

قطب الواصلین سید العارفین غوث الاعظم امام کونین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے اور آپ کے فیض سے سارے جہان فیض یاب ہوں۔ غنیتہ الطالبین میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ معراج کی رات کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار دل سے اور ظاہری آنکھوں سے ہوا اور یہ دیدار پاک بیداری میں حاصل ہوا ہے۔ آپ کے دیدار پاک کرنے پر صحیح حدیثیں، موجود ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں نَزْلَةً اُلْاُخْرٰی، آیت کے متعلق تفسیر کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم کو کہتے سنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و سلم فرماتے تھے کہ میں نے اللہ کریم کو بلا حجاب ظاہرا اور باہر آمنے سامنے بے شک اور بے شبہ دیکھا ہے اور میں اس وقت سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى پر تھا۔

اور ابن عباس رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا اور یہ عبارت لکھ کر یہ شرح کی۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِىْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ط

ترجمہ:۔ (اور نہیں کیا ہم نے اس چیز کو جو آپ نے دیکھی۔ لیکن ایک آزمائش لوگوں کے لئے ہے۔)

اس آیت شریف میں الرّوٴیا (دیکھنا) سے مراد معراج پاک کی رات اللہ کا دیکھنا مراد ہے۔ خلّت (دوستی) کی فضیلت ابراہیم علیہ السلام کو ملی۔ تکلّم کی فضیلت (اللہ سے کلام) موسیٰ علیہ السلام کو ملی۔ اور روٴیت (دیدار خدا) کی فضیلت حضرت

marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی۔

باقی رہا حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین کا اعتراض کرنا۔ کہ اکثر انہوں نے روایت کا انکار کیا ہے اور یہ انکار ان روایات کا نہیں ہو سکتا۔ جن روایات میں ثبوت دیدار پایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ کسی چیز کا ثبوت مقدم ہوتا ہے۔ لہذا اثبات نفی پر مقدم ہے۔

ابو بکر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب معراج رسول کریم کو گیارہ دفعہ اللہ کریم کا دیدار حاصل ہوا۔ دو بار کے دیدار کو قرآن حکیم نے سورت نجم میں بیان کیا ہے اور نو بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث میں ثابت ہے اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ نماز کی رکعات کو کم کرانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر واپس جاتے رہے۔ تو اس طرح نزول موسیٰ علیہ السلام تک ہوتا تھا اور عروج اللہ تعالیٰ تک اور حضور جتنی بار حرم مقدس میں گئے۔ اتنی بار اللہ کریم کا دیدار حاصل ہوتا رہا۔

قدوۃ الکاملین حکیم ابو القاسم سمرقندی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے کہ واسطی نے مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ شب معراج، اللہ کریم کی حکمت نے حضرت محمد صلعم کو آنحضرت کے نفس سے واپس لے لیا۔ حضرت سہل فرماتے ہیں۔ رسول کریم کو دیدار ان کے نور چشم اور بصیرت کل۔

حضرت ابن عطا فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کریم کو اس طریقہ پر دیکھا آپ کو اعتدال قلبی حاصل تھا۔ اور کسی طرح کی طغیانی مزاج میں موجود نہیں ہوتی تھی۔

اور بحر الحقائق کے مصنف مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب دیدار کی دولت سامنے آ گئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہلکی اور ملکوتی دونوں بصارتوں کو جمع کر دیا گیا اور ہلکی بصارت سے تو اللہ تعالیٰ کو ظاہر

marfat.com

میں دیکھا۔ اور ملکوتی بصارت سے اللہ کے باطن کو دیکھا اور علماء کرام بیان فرماتے ہیں کہ توریت کی الواح پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی مفصل کیفیت لکھی تھی اور آپ کی اُمت کی مخصوص افضلیت یہ لکھی تھی کہ خواص افراد امت کو اسی عالم دنیا میں دیدار الٰہی سے مشرف کیا جائے گا اور یہ شرف بزرگی اس امت کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔

تفسیر سلمٰی میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اللہ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا ہے اور انہیں آنکھ سے مشرف بہ زیارت کیا اور دیدار ذات سے ہے۔ سرکار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی زیارت حاصل ہوسکے۔ اب دولت دیدار سے مشرف کیا۔ اور نور ذاتی اور تجلیات صفاتی کی جس قدر ضرورت تھی وہ دے کر آنکھیں اور دل دونوں کو قوت عنایت فرمادی اور جب آنکھوں کو خاص قوت حاصل ہو جائے اور دل کو خاص بصیرت مل جائے تو اس صورت میں ہم یہ نہیں کہیں گے۔ کہ اس نے آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یا آنکھوں سے نہیں دل سے دیکھا ہے۔ اب تو صرف حکم جاری ہوگا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے۔ ہاں اس کو رویت عینی کہا جائے گا۔ یا رویت قلبی کہا جائے گا۔ تو اس کے لئے پہلے اس بات پر غور کرنا ہوگا کہ حدیث مسلم شریف میں موجود ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

ایت ربی بعینی وقلبی میں نے اپنے رب کو آنکھوں اور دل سے دیکھا۔

تفسیر عرائس کے مصنف نے "سبحان الذی اسرای" کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو افعال اور آیات کی رویت سے صفات کی رویت میں اور صفات کی رویت سے ذات کی رویت میں لے گیا۔ لہذا دیدار خداوندی، خدا کے صفات کے ساتھ کیا ہے کہ اس لئے کہ وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم وجود عین ذات الٰہی ہو گیا تھا۔ یعنی رسول اکرمؐ کا تمام وجود انوار الٰہی کے جذب سے ایک آنکھ کا حکم پا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انکار لن ترانی

marfat.com

کا مقصد یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا سوال صرف ظاہری آنکھ سے دیدار کرنے کا تھا۔ اور جواب سوال کے مطابق ہوتا ہے۔ جب دل اور آنکھ میں حجاب موجود تھا تو لازماً آپ کو دیدار پاک سے حجاب میں رہنا پڑا اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دل آن جناب کی آنکھ میں تھا۔ اس لئے حجاب دور ہو کر آپ کو خود ہی رب العزت نے دیدار سے سرفراز فرمایا۔

تفسیر مبشری میں وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سرکار یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حالانکہ آپ ان صفات کو رکھتے تھے۔ جو دیدار سے پہلے آپ کو حاصل نہیں۔ تفسیر عرائس میں زیر آیت وَلَمَّا جَاءَ مُوْسٰی لِمِيْقَاتِنَا" کہا ہے کہ بوجہ اس میقات کے جناب موسیٰ علیہ السلام پر حجاب باقی رہا اور محمد علیہ السلام جب آئے تو میقات کے بغیر آئے تو وصل کا مقام حاصل ہو گیا اور فرماتے ہیں کہ اللہ کے کچھ بندے اس طرح کے ہیں کہ ان کے دلوں کو جمال الہٰی کے لباس پہنا دیئے گئے ہیں اور ان کی آنکھیں جبروت و ملکوت کے نور سے منور کر دی گئی ہیں اور ان کے دل ان کی آنکھوں میں رکھے ہیں اور بے شک ان کی آنکھیں عرش بریں سے لے کر تحت الثریٰ تک ہر چیز کو جمال الہٰی کے نور سے دیکھتی ہیں۔ چنانچہ بعض اہل بصیرت نے کہا ہے۔

مَا نَظَرْتُ اِلٰی شَیْءٍ اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰهَ فِیْهِ ط

جس چیز کو میں نے دیکھا اس میں مجھے اللہ تعالیٰ دیا۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ کروبی فرشتوں کا ایک گروہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ اس حالت میں کہ آپ کوہ طور پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ فرشتے آپ کو بے ہوش دیکھ کر کہنے لگے۔ اے موسیٰ علیہ السلام حائضہ کی اولاد۔ تو نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی طمع اور لالچ کیا اور سوال کر دیا اور یہ پتہ تھا کہ قرب کا سوال یوں کرنا ممنوع ہے اور فرشتوں کو یہ علم نہ تھا کہ کبھی کبھی صادق عاشقوں پر اس طرح کے واقعات رونما ہو جاتے ہیں اور یہ بات کوئی ممکن نہیں۔ اور حالت

marfat.com

موسیٰ علیہ السلام پر وارد ہوئی تھی۔ اور اگر فرشتوں کو عشق کے حالات کا علم ہو جاتا اور موسیٰ علیہ السلام کے مقام پر آجائے تو یہ فرشتے خود بے ہوش ہو کر جل جاتے تمام طرح کی تعریف کا اللہ کریم مستحق ہے کہ جس نے انسان کو عجیب وغریب فطرت پر پیدا کیا ہے کہ فرشتوں کو اس طرح کی فطرت کی تمنا ہی نہیں۔

فصل الخطاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ جناب بایزید بسطامی سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی عمر اس وقت کتنی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری عمر چار سال کی ہے۔ عرض کی کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ستر سال تک دنیا کے حجاب میں رہا۔ اور چار سال ہوئے۔ کہ مجھے اللہ کریم کے دیدار کا شرف حاصل ہونے لگا ہے۔ لہذا حجاب (پردہ) کا زمانہ تو میں اپنی زندگی کا کوئی زمانہ خیال نہیں کرتا (زندگی کا زمانہ تو وہی ہے۔ جس میں اللہ کا دیدار حاصل ہوا (ایک بزرگ تھے۔ ان کو کہا گیا کہ آپ اللہ کو دیکھتے ہیں کہنے لگے نہیں اور کہا۔ آپ دیکھنا چاہتے ہیں کہا کہ نہیں تو لوگوں نے عرض کی دیدار الٰہی کا انکار آپ نے کس لئے کہا ہے ارشاد فرمایا کہ انکار اس لئے کر دیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے دیدار کو مانگا۔ تو انکار ہو گیا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدار کا کبھی سوال نہ کیا۔ آپ کو دیدار خداوندی حاصل ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ ہماری خواہش بذات خود ایک زبردست حجاب ہیں۔ دوستی میں دوست کے لئے ارادہ کرنا رکاوٹ ہے۔ اس لئے کہ اپنا ارادہ کرنا مخالفت ہے اور مخالفت بجائے خود حجاب ہے۔ جب دنیا کی خواہش ختم ہو جاتے تو مشاہدہ شروع ہوتا ہے۔ اور جب مشاہدہ حاصل ہو جاتے تو دنیاوی اور اُخروی مشاہدہ یکساں ہے۔

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مصر کے بازار میں گیا ہوا تھا میں نے دیکھا۔ کہ بازار کے بچے ایک نوجوان کو پتھر مار رہے ہیں۔ میں نے کہا تم نوجوان کو پتھر کیوں اور کس لئے مار رہے ہو۔ تو بچوں نے جواب دیا کہ یہ دیوانہ اور پاگل ہے۔ اس لئے مارتے ہیں۔ پوچھا۔ اس میں پاگل ہونے کی علامت کیا ہے۔ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ جوان کہتا ہے کہ میں نے اللہ کو دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس جوان کے

marfat.com

پاس گیا۔ میں نے پوچھا کہ اے جوان کیا تو نے یہ کہا ہے کہ میں نے اللہ کو دیکھا ہے اور کیا یہ لوگ بلا وجہ تجھے الزام لگاتے ہیں۔ وہ جوان کہنے لگا۔ نہیں الزام نہیں۔ میں نے کہا ہے کہ میں نے اللہ کو دیکھا ہے اور دیکھتا ہوں۔ اگر ایک لمحہ کے لئے اللہ کریم سے پردہ میں آجاؤں تو میں سمجھ لوں گا کہ میں نے نافرمانی کی ہے۔

محمد بن واسع رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

مَا رَاَیْتُ شَیْئاً وَّرَاَیْتُ اللہِ فِیْہِ ؕ (میں ہر چیز میں اللہ کو دیکھتا ہوں)

اور حضرت شبلی فرماتے ہیں:۔

مَا رَاَیْتُ شَیْئاً وَّرَاَیْتَ اللہُ عزّ وجلّ ط (جب کوئی چیز دیکھتا ہوں تو اللہ عزت و جلال کا مالک نظر آتا ہے)

اور فصل الخطاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ میں نے اللہ جل شانہ کو دیکھا اب یہ بات یاد رکھیں کہ جن روایتوں میں یہ بیان فرمایا گیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے تو اس سے مراد یہ ظاہری آنکھ ہے۔ ہر شخص کے عقل کے مطابق گفتگو فرمائی ہے اور ہر بات کا ایک خاص موضوع ہوتا ہے اور موضوع پر بھی کلام ہوتی ہے اور شیخ نظام الدین اولیاؒ نے کیا عجب بات کہی ہے۔

دید محمد نہ بچشم دگر!

بلکہ ہمیں چشم کزیں چشم سر

اور بحر الحقائق میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ زیر آیت صفحہ نمبر ۸۴ وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (اے اللہ تو دنیا اور آخرت میں ہمارے لئے اچھائی لکھ دے) اور اس آیت شریفہ میں الحسنۃ سے مراد ہے۔ دیدار الٰہی یہ نعمت دیدار عنایت فرمایہ دیدار اللہ کریم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی امت کے کامل افراد کو دیا ہے۔ اور یہ حسنہ (دیدار) دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں عطا فرمایا ہے اس نعمت عظیمہ سے آخرت میں تکریم و معظم کرنے کا وعدہ فرمایا اور ہم اللہ کی طرف واپس لوٹنے والے ہیں۔

marfat.com

باب سوم

شریعت، طریقت اور حقیقت

حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب کوئی سالک راہ سلوک پر چلے تو پہلا مرتبہ شریعت کی پابندی ہے۔ طالب صادق کا یہ حق ہے کہ مراتب شریعت کو پورا کرے۔ جب شریعت کو پورا کرے گا۔ تو شریعت کی پابندی سے باطن میں نور پیدا ہو جائے گا اور نور کی برکت سے دل کا آئینہ نہایت صاف روشن اور نورانی ہو جائے گا۔ جب دل مجلّٰی نورانی ہو جائے۔ تو یہ مرتبہ طریقت، حاصل ہو گیا۔ جس طرح شریعت کے حقوق تھے اور ان کو پورا کرنے سے معرفت کا مرتبہ حاصل ہو جائے گا اور اس مرتبہ پر دل کی آنکھیں کھل جائیں گی اور دل میں معرفت کی روح داخل ہو جائے گی اور تمام چیزیں اس کو کشف میں معلوم ہو گی اور حقیقت کا راز عارف پر واضح ہو جائے گا۔ باطن کھل جائے گا اور حقیقت کا تعلق روح کے ساتھ اختیار کرے گا۔

شریعت:۔ معاملات کی حفاظت کا نام ہے اور مرتبہ طریقت کے حصول کا سبب ہے۔

طریقت:۔ بُری خصلتوں سے باطن کو صاف ستھرا کرنے کا نام ہے اور مرتبہ حقیقت کے حصول کا سبب ہے۔

حقیقت:۔ جسم کو ماسوائے اللہ سے خالی کرنے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کرنے اور

marfat.com

اور قرب الٰہی کے مرتبہ کے حصول کا ذریعہ ہے۔ خوب یاد رکھو کہ انسان تین چیزوں کے اجتماع کا نام ہے۔ نفس۔ دل اور روح ان تینوں چیزوں کا اصلاحی نظام الگ الگ ہے نفس کی اصلاح سلوک کے لحاظ سے شریعت کرے گی۔ اور دل کی اصلاح طریقت کو حاصل کرنے اور حقوق طریقت کے ادا کرنے سے ہوگی اور روح کی اصلاح مراتب شریعت و طریقت کی حفاظت سے ہوگی اور یہ مرتبہ حقیقت ہے۔

دُعا کی قبولیّت

حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے سوال کیا ادعونی استجب لکم (تم دعا کرو میں قبول کرتا ہوں) مطلب ارشاد فرمائیں۔ تو سوال یہ تھا کہ آیت تو مطلق ہے کہ جو دعا جب اور جس وقت کرو گے۔ قبول ہو جائے گی۔ تو قبول کرنے کا وعدہ بلا کسی شرط کے فرمایا جا رہا ہے لیکن بہت سی دعائیں گڑگڑا کر مانگی جاتی ہیں۔ لیکن قبول ہونہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "ادعونی" مجھے پکارو۔ اس میں بھی فرمایا گیا ہے کہ خالص مجھے پکارو۔ کہ کوئی دوسرا وہم وخیال میں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اس وقت ماسوا اللہ سے دل خالی کر کے حق تعالیٰ کو پکارے اور اس حالت میں کوئی خاص بات اللہ سے مانگے تو ضرور یہ دعا قبول ہوگی اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ وہم وخیال اور غیر اللہ کا اثر دل پر قابض ہو۔ تو یقین جانو کہ اس دعا کی قبولیت کا کوئی وعدہ نہیں کیا گیا ہے۔ اور نہ اس طرح کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ ادعونی کا لفظ جس حقیقت کو واضح کر رہا ہے۔ وہ حقیقت ان دعاؤں میں شامل نہیں ہوتی اور اس بات کو مولانا روم نے مثنوی میں بیان فرمایا ہے۔

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر — ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

ترجمہ:۔ جب دل میں دنیا کا خیال ہو اور زبان دعا پر لگی ہو۔ تو یہ دعا کس طرح اپنا اثر دکھا سکتی ہے۔

اور فرمایا کہ قرآن کریم کی اس آیت میں بھی اشارہ ہے۔

marfat.com

"واذکر ربک اذا نسیت ط"

ترجمہ :- (یاد کر اپنے رب کو جب تو بھول جائے)

اس آیت مبارکہ میں اسی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ کو اسی طرح یاد کہ جب اپنی ذات اور غیر کی ذات کو فراموش کر دے۔ صرف ذات رب العزت یاد رہے۔ اور یہ شرط اس لئے ہے کہ اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں اور کسی غیر اللہ کا ذکر اس کے ساتھ شرک ہے۔

اللہ اسم اعظم ہے

شیخ نجم الدین رازیؒ اسم اعظم کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ بعد از تحقیق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اسم اعظم اللہ ہے کہ یہ اسم ذات ہے۔ اور اکثر علماء نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ اسم اعظم اسم اللہ ہے۔ اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی جائے تو جلدی قبول ہوتی ہے۔ لیکن میں نے اسم اعظم اللہ کہہ کر بار بار دعائیں مانگی ہیں۔ جو قبول نہیں ہوئیں۔ یہ اسم اعظم کی شان کے خلاف ہے۔ اس سوال کا جواب بھی سنو۔

جس طرح نماز مطلق ایک عبادت ہے۔ لیکن نماز ادا کرنے کی ایک خاص صورت شریعت نے ارکان کے ساتھ مقرر کر دی ہے اور بلا ارکان نماز قابل قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح دعا کے ارکان کو جمع کر کے دعا کرو۔ پھر دیکھو کہ کس طرح قبول نہیں ہوتی۔

دعا کے ارکان

دعا کا پہلا رکن حلال غذا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ قبولیت کی کنجی ہے دعا کی قبولیت کے لئے حلال لقمہ ضروری ہے۔ اس کنجی کا دندانہ رزق حلال ہے۔ دوسرا رکن خلوص اور تیسرا رکن حضور دل ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں بیان فرمایا ہے۔

"فادعوہ اللہ مخلصین لہ الدین ط"

marfat.com

(اللہ کو خالص ہو کر پکارو) اور صرف زبان سے دعا کرتے رہنا تو اسی طرح ہے جس طرح کہ کوئی آدمی کسی بات کا شور و غوغا کرتا رہے اور کبھی مکان کے اندر شور مچائے اور کبھی مکان کے باہر جا کر آوازیں نکالے اور دعا کے قبول ہونے کے لئے چونکہ ارکان عام اعمال کا نیک ہونا تو تاکہ دعا قبول ہو۔ جس طرح کہ اللہ کریم کا ارشاد پاک ہے۔

یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ ط

(پاکیزہ کلمات اوپر جاتے ہیں۔ اور عمل صالح انہیں اوپر آسمان کی طرف اٹھاتے جاتے ہیں)

عمل صالح یہ ہے کہ اللہ کے ذکر کو اپنی کسی نفسانی خواہش کی بنا پر نہ کرے اور ذکر میں حصہ اپنا کوئی نہ رکھے۔ بلکہ جس کو یاد کر رہا ہے۔ وہ پوری طرح ذہن میں موجود ہو۔ ذکر وہی ذکر ہے۔ جو مذکور کے ساتھ کیا جائے۔ اور اسم اللہ جل جلالہ، اسم اعظم ہونے میں فقیر (دارا شکوہ) کے دل میں جو دلیل آئی ہے۔ اس کو بیان کر دیتا ہوں۔ وہ دلیل یہ ہے۔

وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑا ہے۔ اس آیت میں اللہ کا ذکر اکبر ہے اور اکبر اعظم کے معنی میں ہے۔ لہذا یہ اسم اعظم ہے اور یہ نہیں فرمایا۔ وَالذِّکْرُ الرَّحْمٰنِ اَکْبَرُ، رحمٰن کو اکبر نہیں کہا۔ اللہ کو ہی اعظم کہا گیا اور سورت اخلاص میں ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ط ہو اسم اشارہ ہے اور احد اس کی صفت اشارہ اور صفت کے درمیان اللہ ہی ہے، اور اللہ ہی کا اسم آیا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اسم اعظم اللہ ہی ہے اور وہ اللہ کا اسم ہے۔ لہذا اسم اعظم کی تحقیق بھی یہی ہے۔ کہ اللہ اسم اعظم ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:۔ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ ط

(میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ میرے اور اللہ کے سوا کوئی تیسرا نہیں ہوتا۔ نہ کوئی فرشتہ اور نہ کوئی نبی)

marfat.com

حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ملک مقرب سے مراد خود حضور کی روح مبارک ہے۔ اور روح سر اور دل کے درمیان واسطہ ہے اور نبی مرسل سے مراد خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل دل ہے۔ اور حضور کے دل پر وحی کا اتفاء ہوتا تھا۔ تو اس وحی کی ذمہ داری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت کے لئے ایک وقت کا اجراء ہوا۔ دوسرا وہ وقت جو اللہ کے خاص وقت میں داخل ہو۔ اور قلب نبوت کو خاص مقام میں قرب حاصل ہو کہ امت کے مالک ہوں۔ لیکن اس مرتبہ خاص میں دل کو جو بیگانہ کر دیا اور واقعی کہا جاتا تھا۔ جس کو ان الفاظ بیان فرمایا ہے۔

"لی مَعَ اللہ وقت" ط

ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر استغراق کا عالم طاری ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حجرہ کی اندر سے کنڈی لگا دی۔ حضرت عائشہ تشریف لائیں۔ اور دستک دی۔ اور اندر سے حضور نے دریافت فرمایا کہ کون ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں عائشہ ہوں فرمایا کہ کون عائشہ ہے عرض کیا وہ عائشہ جو ابو بکر کی بیٹی ہے۔ فرمایا ابو بکر کون؟ عرض کیا وہ آپ کے صحابی ابو بکر ابو قحافہ کے بیٹے فرمایا وہ ابو قحافہ کون ہیں؟ اب حضرت عائشہ رونے لگیں۔ کہ حضور کی یہ حالت کیا ہو گئی ہے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آ کر بتایا کہ میں حضور کے پاس گئی۔ تو حضور کی یہ حالت ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے ارشاد فرمایا۔ اے ام المومنین جب دیکھا کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کی حالت میں ہیں۔ تو بلانے کی ضد نہ کیا کرو۔ اور باادب رہا کرو۔ حضرت عائشہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے واپس آئیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ عائشہ منہ بنا کر حاضر ہوئیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ عرض کرنے لگیں۔ اب تو آپ میرا حال پوچھتے ہیں کہ کیا ہے۔ لیکن جب میں آپ کے پاس حاضر ہوئی۔ تو ہوبا[illegible] آپ نے مجھے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اور اب آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ یہ کہہ کر سارا ماجرا سنایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سنو عائشہ "لی مع اللہ وقت

لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ ط

رسد چوں نقطہ آخر با ول ! در آنجا نے ملک گنجد نہ مرسل

در آں موضع کہ نور حق دلیل است ! چہ جائے گفتگوئے جبرئیل است

فرشتہ گرچہ دارو قرب درگاہ
نگنجد در مقامے " لی مع اللہ "

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

اِنَّ اَشَدَّ الْبَلَاءِ عَلَی الْاَنْبِیَا ثُمَّ عَلَی الْاَوْلِیَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ ط

(بے شک سخت مصیبتیں بھی انبیاء کرام پر آتی ہیں۔ پھر اولیاء اللہ پر پھر جو لوگ ان کی مثل ہیں۔ ان پر آتی رہتی ہیں)

یعنی تمام مصیبتیں انبیاء پر آتی ہیں۔ ان کے بعد اولیاء کرام پر نازل ہوتی ہیں۔ ان کے بعد جو لوگ ان سے مشابہت رکھتے ہیں اور یہ مصیبتیں کوئی برص وغیرہ کی مرض میں نہیں آتیں کہ بیماریاں ہوں۔ بلکہ انبیاء کرام کو کبھی اس طرح کی بیماریاں نہیں آتیں کہ برص۔ جزام کوڑھ وغیرہ ہو جائے۔ بلکہ بلاء سے مراد وہ دشواریاں ہیں۔ جو نبوت ولایت کے لئے در پیش ہوتی ہیں۔ نبوت کا خاصہ تفرقہ ہے۔

اور ولایت کا خاصہ جمع ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ نبی کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ احکامات شرعی لوگوں تک پہنچاتے اور اپنی جماعت پیدا کرے اور اپنی جماعت کو اکٹھا رکھے اور کفار کا ہر لحاظ سے مقابلہ کرے۔ جنگ کی صورت میں جنگ کرے۔ اور ولایت میں مخلوق سے تعلقات ختم کر کے خالص اللہ کے ساتھ باقی ہو کر ہر چیز کو ختم کرنا ہوتا ہے۔ یعنی مخلوق خدا کے ساتھ تعلقات اس طرح رکھے کو ولایت برقرار رہے۔ اور ہدایت ذاتی میں استغراق ایک اہم کام ہے اور نبی کی ذات ولایت و نبوت کی جامع ہوتی ہے اور بیک وقت نبوت و ولایت کے حقوق کو پورا کرنا سخت مشکل کام ہے۔ لہذا یہی بات نبی کے لئے سخت ترین مصیبت ہوتی ہے

marfat.com

اور ولی کے اس طرح مصیبت ہے کہ ایک لمحہ کے لئے ذات مقدس کا تعلق برقرار نہ رہنا سخت ترین مصیبت ہے اور اسی طرح تجلیات کا نہ ہونا ایک بڑی مصیبت ہو جاتی ہے نبی کی طرح ولی کو مریدوں کی تربیت ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تربیت کرنا اپنے ولایت کے شغل تربیت اور ان کی ہدایت کی کوشش کرنا اپنے ذکر و فکر کے شغل قائم رکھنا مخالفوں سے مقابلہ اور ان کے اعتراضات کا جواب دینا اور شریعت کی پوری طرح سے حفاظت کرنا اور باقی امور کو سرانجام دینا مصیبت ہے اور ہر ولی اپنی قوم میں اسی طرح ہے۔ جس طرح کہ نبی اپنی قوم میں ہوتا ہے۔ ابوبکر دلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"العَافِيَۃ و التَّصوف لایجتمعان"

(اگر آپ یہ چاہیں کہ صوفی عافیت میں رہے۔ تو یہ ناممکن ہے عافیت اور تصوف دونوں ایک مقام پر جمع نہیں ہو سکتے۔

مَا لِلصُّوفِی وَ العَافِیَۃ ط (صوفی کو خیر و عافیت سے کیا تعلق ہے) اور اولیائے کرام کی طرح عابدوں اور زاہدوں کو مصیبتیں برداشت کرنا ہوتی ہیں اور دوسری جانب عوام کی طرح حقوق اللہ کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کاروباری معاملات اور اسی طرح کے دوسرے تمام سلسلوں کو بھی اپنی اپنی جگہ پورا کرنا ہوتا ہے۔ یہ تمام باتیں انبیاء کرام اور اولیائے عظام کے لئے مصائب ہوتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :-

"انی لاَستغفرُ اللّٰہ کُل یوم سَبعِین مَرّۃ ط (بے شک میں ہر روز ستر بار اللہ سے معافی مانگتا ہوں۔ حدیث ظاہر کے معنے تو صرف اتنے ہی ہیں کہ میں ہر روز ستر دفعہ بخشش مانگتا ہوں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا فعل ہے۔ جو ہر روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہوتا تھا۔ جس پر ہر روز ستر دفعہ معافی مانگنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ حضرت میاں میر جی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارک کی اس طرح شرح کرتے ہیں۔ تجلیات الٰہی کی کوئی حد نہیں اور

marfat.com

اللہ کریم کی تجلیات کثرت کے ساتھ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتی نہیں۔ اور تجلی بار بار نازل نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر بار نئی تجلی پہلے سے زیادہ پُر معنی نازل ہوتی رہی۔ اب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک تجلی کا نزول ہوا۔ تو اس کے حاصل ہونے سے اس قدر ذوق حاصل ہوا کہ آپ نے گمان کر لیا۔ کہ اب اس سے بہتر کوئی تجلی نازل نہیں ہو گی۔ لیکن جب نئی تجلی اس تجلی کے مقابلہ سے کئی حصہ زیادہ پُر لطف نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خیال پر جو پہلی تجلی کے متعلق فرما چکے تھے۔ بے نیاز ہو جاتے اور دوسری تجلی کے لطف میں مشغول ہو جاتے۔ جب یہ خیال آتا کہ اللہ کریم نے اب جو تجلی نازل فرمائی ہے۔ وہ پہلی کی نسبت زیادہ عالی ہے تو آپ استغفار کرتے اور دوسری حدیث مبارک اس حدیث کی تشریح کے لئے زیادہ کافی ہوگی۔ فرمایا ہے۔

اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِىْ وَاِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ ط۔

یغان کے معنی ہیں پوشیدہ ہونا وہ بات ذہن پر آتی ہے۔ یعنی تجلی خیال اول کا مقابلہ تجلی ثانی کے جب آتا تو اور حضور استفادہ فرماتے تھے۔ فقیر (داراشکوہ) کے دل میں یہ بات آرہی ہے کہ اس طرح کا ایک قول جناب جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ ساٹھ سال سے مجھے ایمان کی طرف لایا جا رہا ہے۔ اسی القاء تجلیات کی طرف اشارہ ہے۔

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:۔

یَا فَاطِمَةُ لَا تَتَّكِلِىْ عَلٰى اِنَّكِ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اعْمَلِىْ اعْمَلِىْ اعْمَلِىْ

(اے فاطمہ نیک کام کرنے میں سستی نہ کرنا۔ اور اس فخر کی وجہ سے تجھے حاصل ہے، کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے۔ نیک کام کر، نیک کام کر، نیک کام کر۔

حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث پڑھ کر سناتے ہیں کہ وہ

marfat.com

کون سا اچھا عمل ہے جو سیدۃ النساء سے نہیں ہوا۔ جناب سیدہؓ عابدہ زاہدہ تھیں۔ اور معرفت الٰہی میں ریاضت کرتی تھیں اور اس پر یہ حکم ملا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہونے پر تکبر نہ کر لینا۔ بلکہ عمل عمل عمل کرتی رہنا۔ تو اس حکم کے معنی یہ ہوں گے کہ حضور نے لخت جگر کو دل کی اصلاح کا حکم فرمایا کہ بیٹی دل کی اصلاح کا عمل کرتی رہنا۔ یہ خیال نہ کر لینا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہوں۔ بلکہ دل کی صفائی اس قدر کرنا کہ دل خود ہی تیرے ساتھ کلام حق کرنے لگ جائے اور تیرا دل تیرا راز دار ہو جائے اور صرف میری گفتگو پر اعتماد کر کے دل کی اصلاح حاصل کر لے اور ابتدا میں ہر مرید کو شیخ کے حکم پر چلنا ہوتا ہے۔ لیکن ایک خاص حد کے بعد مرید کا دل عمل کرنے لگ جاتا ہے اور حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو حکم فرماتے۔ کہ خود عمل کرو اور متقدین مشائخ کی کتابیں پڑھنے سے منع فرماتے۔ اس خیال پر کہ شاید مرید بوجہ ناقص خیالی کے کہیں مغالطہ نہ کھا جائے۔ یا کتب گذشتہ کے مطالعہ میں لگ کر عمل سے نہ رہ جائے اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

کار کن کار بگذر از گفتار
کاندرین راہ کار دارد کار

اگرچہ شیخ طریقت کی گفتگو اور کتابوں کے مطالعہ اور ریاضت کرنے سے مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن جس قدر اسرار و نکات درویش خود حل کریں گے۔ اسی قدر دل کو خوشی اور تسکین زیادہ ہوگا۔ دل میں جو علم پیدا ہوگا۔ یہ اطمینان قلبی کے لئے نہایت کافی ہوگا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ علم قلبی بذات خود شیخ کی برکت سے ہی ملا کرتا ہے۔

وجد اور شعور

میاں حاجی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک صوفی عالم حضرت میاں میر صاحبؒ

marfat.com

کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا۔ کہ حضور اس فقیر کے سوال پر نظر عنایت فرمائیں۔ تو ذرّہ نوازی ہوگی۔ اور سوال یہ ہے کہ اہل تصوف کے نزدیک اگر کسی کو وجد حاصل ہو تو حالت وجد میں صوفی اتنا ہوشیار رہے کہ اگر ایک چپاتی ہاتھ سے گر جائے۔ تو اس کا علم نہ ہو کہ اس کا بولنا کیا تھا۔ تو ایک حالت وجد میں صوفی باشعور ہوا اور اسی حالت وجد میں ہے حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا۔ کہ اگر صوفی کو حقیقی وجد حاصل ہو تو وہ اپنی ہستی میں فانی ہو جاتا ہے اور اسی حالت وجد و ذوق میں باقی بحق ہو جاتا ہے اور جب صوفی باقی بحق ہو جائے گا۔ اور جو چیز حق کی ذات سے کم تر ہوگی۔ اس سے باخبر رہتا ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ صوفی کامل پر ایک حالت ایسی ہوتی ہے کہ تمام آسمان اور تمام زمین کے ذرّے ذرّے اس طرح روشن ہوتے ہیں کہ جس طرح ناخن پر کسی چیز کو رکھ کر دیکھا جائے۔

حضرت میاں جی صاحب شیخ سعدیؒ کے ایک شعر کے معنے بیان کرتے ہیں وہ شعر یہ ہے ؎

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست
نہ رود جز بوقت مرگ از دست

فرماتے ہیں کہ مرگ سے مراد طبعی موت نہیں۔ اس لئے کہ لاتعداد بدرگ ایسے گزرے ہیں۔ جو پہلے چور ڈاکو اور بڑے بڑے گنہگار تھے اور سچی توبہ کے بعد اولیاء اللہ ہو گئے۔ اور یہ قانون شیخ سعدی کا تو صحیح نہ رہا کہ میری عادت مرنے تک ساتھ رہتی ہے اور اس غلط خیال سے اللہ کی پناہ۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر مرگ از دست سے مراد نفس کی موت ہے یعنی نفس کی خواہشات اور شہوانی خیالات کو جب تک موت نہ آجائے اس وقت تک اچھی عادت کا پیدا ہونا مشکل ہے اور حدیث مبارک میں اس مضمون کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُوتُوا قَبْلَ اَنْ

marfat.com

تمُوتوُا ط (کہ موت سے پہلے مر جاؤ) سالک جب تک اپنی خواہشات اور نفسِ امارہ کو ہلاک نہ کر دے رازِ الٰہی کو نہیں پا سکتا۔ اس لئے کہ برائی کا جب تک وجود ہو گا معرفت کا بیج کسی طرح پیدا نہیں ہو سکے گا۔

اولیاء کی زندگی

پورے یقین سے اس بات کو یاد رکھو کہ اولیاء اللہ کی موت صرف نفس کی موت ہوتی ہے جب نفس ہلاک ہو جاتا ہے تو ولی اللہ کو ابدی و ازلی یعنی ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لئے حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"اَلْمُؤمِنُ حَیٌّ فِی الدَّارَیْنِ ط" مومن دونوں جہانوں میں زندہ ہوتا ہے)

ہرگز نہ مُرد آن کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما !

اور میرے پیر طریقت ارشاد فرماتے تھے ؎

مرگ است کہ عادم ہمہ عشوہ کنُند !
مرگ است کہ او دشمن وجان است
مرگ است کہ در کارِ ہمہ عشوہ کنُند
در کارِ مرگ عشوہ عرفان است

اور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوتُونَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ ط

(خبردار ہو جائیے کہ اولیاء کرام نہیں مرتے۔ بلکہ صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلے جاتے ہیں)

اور میں نے اپنے پیر طریقت صاحب سے سُنا ہے کہ وہ فرماتے تھے۔ مجھے ایک ذرّہ برابر بھی مرنے کا خوف نہیں آتا۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس وقت یہاں بیٹھا ہوں موت کی کیفیت کے بعد وہاں جا کر بیٹھ جاؤں گا۔ اس زندگی اور اس زندگی کا صرف اتنا فرق ہے کہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلے جائیں۔ قسم اللہ کی۔ کہ جب بدن روح

marfat.com

کی طرح لطیف ہو جاتے۔ تو اس کے لئے موت کا آنا یا موت کا نہ آنا دونوں باتیں برابر ہیں۔ اور یہ رباعی پڑھی۔

داماں بقاء فناء در دست ما
از دامن ما خلاص شد دست ما
ما نیز یکے جوان جاو دید شدم
پیری نرسد نزد ما مرگ کجا

نبی اکرمؐ نور مجسم تھے۔ اور آپ کا سایہ نہ تھا۔ ایک دن حضرت میاں میر جیؒ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ کہ بوجہ لطافت کے آپ کی روح لطیف تھی اور بدن مبارک پر لطافت اس قدر زیادہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک بھی لطیف ہو جاتا تھا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور مجسم کا بدن نورانی تھا۔ اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ سایہ کثیف چیز کا وصف ہے جب کثافت بشری مٹ گئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کا نورانی لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا۔

میاں حاجی محمد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت میاں میر صاحبؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اولیاء کرام کی کرامتیں اور تصرفات زندگی میں جس طرح ہوتے ہیں۔ وفات کے بعد اسی طرح جاری رہتے ہیں بلکہ وفات کے بعد تصرفات اور توجہات زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ دنیاوی زندگی میں حجاب جسمانی اور حالات روحانی پر پردے باقی ہوتے ہیں۔ اس لئے تصرفات و کرامات کا سلسلہ قدرے مشکل ہوتا ہے اور موت کے بعد بدن کے اور احوال دنیاوی کے تمام پردے دور ہو جاتے ہیں بلکہ اس مثال تلوار کے ساتھ سمجھیں کہ تلوار نیام میں تلوار ہی ہے اور نیام سے باہر بھی تلوار رہی ہے۔ لیکن تلوار جب غلاف سے باہر نکالی جائے تو جلدی استعمال ہو سکتی ہے۔ اسی طرح یقین کریں کہ اولیاء کرام کے کمالات پر حجاب ہوتا ہے۔ جو موت کے بعد باقی نہیں رہتا۔

marfat.com

رُباعی

ہر کار کہ مشکل است درویش کند
مرہم بدمی نہد کہ ریش کند
چوں واصل شود تصرفش افزا ید
شمشیر برہنہ کار را بیش کند

مشکل کام درویشوں کی برکت سے آسان ہو جاتے ہیں اور اولیائے کرام فوت ہونے کے بعد تصرف زیادہ کرتے ہیں۔ جس طرح تلوار بے نیام اپنا کام کر سکتی ہے)

دراسکوہ اور روحانی مشاہدہ

میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ موت کے بعد روح بدن سے جدا ہو کر ان باتوں کو حاصل کر سکتی ہے۔ جن میں ذوق وشوق وغیرہ موجود ہو۔ میں نے اس خیال کے بعد دیکھا ہے کہ میری اپنی روح میرے بدن سے جدا ہو گئی ہے اور وجد ذوق اور باقی شغل میری روح نے شروع کر دیئے ہیں اور میری روح ہوا میں پوری طرح خوش وخرم ہے اور میرا بدن قبر کی طرح علیحدہ ہے بلکہ بدن میں جب روح تھی تو ذوق د شوق اس قدر نہ تھا۔ جیسا کہ اب روح مجرد کی حالت میں ذوق ہوا اور عقل وشعور اس طریقہ پر تھا۔ بلکہ بہت زیادہ بہتر لذت زیادہ حاصل ہوئی اور روح کو نہایت لطافت حاصل ہوئی اور اصل حالت بدن میں وہ کیفیت ہرگز نہ ملی تھی۔ جو روح کو بدن سے جدا ہونے کی حالت میں حاصل ہو رہی تھی۔ اس تمام نظارے کے بعد میں نے دیکھا کہ میری روح دوبارہ میرے بدن میں واپس آکر داخل ہو گئی ہے۔ اب پہلی حالت سے دل میں اطمینان تھا۔ اور میرے علم میں یہ بات آگئی ہے کہ جو لطف مجرد روح کی حالت میں حاصل ہو رہا ہے وہ بدن کے حجاب میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ روح کی حالت کو اس حالت بدنی کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے۔ اولیاء کرام کو موت کے

marfat.com

بعد از بلند مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور ترقی روحانی مل جاتی ہے۔ اور کیوں ایسا نہ ہو۔ حق تعالیٰ نے اولیاء کرام کی زندگی بعد از موت کو خود ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ط بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۝

جو لوگ اللہ کی معرفت میں عشق الٰہی کی تلوار سے قتل ہو گئے ہیں۔ ان کو مردہ نہ کہو۔ بلکہ ان کو زندہ جانو۔ ان کی زندگی ابدی اور وجود مطلق باقی ہو گیا ہے۔ صرف تمہارا شعور ناقص ہے اور وہ اس لئے نہیں سمجھتا ہے۔

داراشکوہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو اولیاء کرام کے اس مرتبہ پر جو فیضان حاصل ہوا۔ یہ روح مجرد کا مرتبہ ہے۔ روح کامل ہو کر بدن پر تصرف حاصل کر جاتی ہے۔

حضرت میاں میر صاحبؒ کو مقام حضور حاصل تھا۔ اور ترک دنیا فرما کر مجرد تارک الدنیا کی زندگی کو حاصل کئے ہوتے تھے اور تمام طرح کے دنیاوی تعلقات سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا ہوا تھا۔ اور آپ پر تجرید و تفرید کا غالب اثر تھا۔ جس طرح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا طریقہ تھا ؎

ہست مراد ہر کسے چیز دیگر دریں جہان
نیست مراد غیر تو جائے می نامراد را

اور لڑکپن کے زمانہ سے ہی آں جناب کو تجرید و تفرید کی فضیلت حاصل تھی۔ شیخ داؤدؒ نے مجھے بتایا کہ میں برابر حضرت میاں میر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ اور وہ مجھ پر خاص توجہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن شیخ حامد گوجر کی بیوی حاضر ہوئی یہ شخص لاہور کے جید عالم تھے اور ذکر و فکر میں مشغول رہا کرتے تھے۔

مجھے بلا کر کہنے لگی کہ شیخ داؤد خدا کے واسطے اتنی تکلیف کرو کہ حضرت میاں جی صاحبؒ کے پاس حاضر ہو کر عرض کرو کہ آپ نے میرے شوہر کی ہی زندگی میں ہی مجھے بیوہ بنا دیا ہے۔ میرے بچے پریشان ہو گئے اور میرا گھر اجڑ گیا۔ اور میرا خاوند میری کوئی

marfat.com

پرواہ نہیں کرتا۔

راوی نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت قبلہ میاں میر صاحبؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تاکہ ملّا حامد کی بیوی کا قصہ بیان کروں اور پیغام پہنچا دوں۔ مفتی میاں محمد مراد بھی میرے ساتھ تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت میاں میر صاحبؒ اپنے مکان میں لیٹے ہوئے ہیں اور دستار کو تکیہ کی طرح نیچے رکھے ہیں۔ اور ہوا نہایت گرم چل رہی ہے۔ جسم پر پھوڑے پھنسیاں نکلے ہوئے ہیں۔ اور لاتعداد مکھیاں زخموں پر بیٹھی ہوئی ہیں اور کوئی خادم بھی پاس نہیں۔ جو ان مکھیوں کو دور کرے۔ اور آپ کے سینہ مبارک سے آواز آ رہی تھی۔ جب میں نے حضرت کو اس حالت میں دیکھا تو مجھے اس قدر رونا آیا کہ روتے روتے میں ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ آپ نے میری طرف منہ فرما کر آنکھیں کھولیں اور دیکھ کر کہا کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں شیخ داؤد ہوں محمد مراد مفتی ہوں۔ محمد مراد مفتی میرے ساتھ تھے۔ ہم نے آں جناب کے قریب بیٹھ کر ملّا حامد کی بیوی کا قصہ سنایا۔ تو حضرت خود اٹھ کر بیٹھ گئے اور ہم کو بھی نزدیک بیٹھنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ ملّا حامد کی بیوی سے کہہ دو۔ کہ جو چیز وہ چاہتی ہے ملّا حامد کے پاس وہ چیز نہیں رہی۔ اور ہمارے طریقہ کا یہ خاصہ ہے کہ صاحب شغل اپنے سوائے اللہ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ شیخ داؤد فرماتے ہیں کہ میں رونے لگا اور عرض کی کہ میرے آقا یہ کیا حالت ہے کہ آپ نے وجود مبارک کی کوئی پرواہ نہیں کہ یہ وجود کتنا مبارک ہے۔ لیکن کوئی خادم پاس نہیں جو کم از کم مکھیوں کو دور کرتا رہے۔ ارشاد فرمایا کہ داؤد مجھے ہرگز کوئی خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اگر تم ایک تیز چھری لے کر میرے بدن کا ایک ایک عضو کاٹ دو تو بھی مجھے کوئی خبر نہ ہوگی۔

اہلِ شریعت کے علماء کے نزدیک کافر تو صرف کلمہ طیبہ کے پڑھ لینے سے مومن ہو جائے گا۔ لیکن اہلِ حقیقت کے نزدیک غفلت کا کوئی علاج نہیں ہے۔ محض لفظی کلمہ ہی کافی نہیں بلکہ ہمیشہ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔

---

marfat.com

آپ کی تحریر

حضرت قبلہ میاں جی رحمۃ اللہ علیہ کا خط نستعلیق مائل بہ شکستہ تھا۔ یعنی نستعلیق خط میں لکھا کرتے تھے اور تصوف وطریقت اور وعظ و نصیحت کے اشعار اکثر آپ لکھا کرتے تھے اور کبھی کبھی کسی محتاج کی گزارش پر کوئی خاص سفارش یا رقعہ کسی معتقد وغیرہ کی جانب لکھا کرتے۔ تو خود لکھتے۔ لیکن جناب قبلہ نے کوئی رقعہ کسی دنیا دار کو نہیں لکھا۔

وفات کی کیفیت

جب لاہور شہر میں رہتے ہوئے آپ کو ساٹھ سال ہو گئے تو اسہال کی تکلیف کی شدت سے شروع ہو گئی اور صحیح حدیث موجود ہے کہ المبطون شھید یعنی پیٹ کی مرض سے ہلاک ہونے والا شہید ہے۔ یہ تکلیف آپ کو پانچ دن تک برابر رہی۔ پانچویں دن ۱۷ ربیع الاوّل منگل کا دن اور ۱۰۴۵ھ سن تھا کہ محلہ حوالی پورہ آبادی میاں میر کے جس حجرہ مبارک میں آپ کی سکونت تھی۔ آپ کی روح مقدس نے جسم ناسوتی کی قید سے آزادی حاصل کر لی اور عالم مطلق لاہوتی کی جانب جو آپ کا اصلی مقام تھا تشریف لے گئی۔ اور قطرہ سمندر میں جا گرا۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ)

شیخ الاسلام عبداللہ انصاری قدس سرہٗ بیان فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اس کے سوا۔ کوئی معبود نہیں کہ نیک بندہ اس دن بہت خوش ہوتا ہے۔ جس دن عزرائیل فرشتہ اس کی روح کو قبض کرنے کو حاضر ہوتا ہے اور بندہ مومن مرد عارف نیک اخلاق سے کہتا ہے کہ اے بندہ خدا آج خوش ہو جائیں۔ نہیں رحمٰن الرحیم کی بارگاہ میں حاضر کرنے کو آیا ہوں۔ اور طویل زمانہ دنیا میں گزار کہ اب اپنے اصلی وطن کو واپس چلو گے اور اے دوست یہ دنیا ایک منزل ہے۔ اور مومن

marfat.com

کے لئے دنیا ایک قید خانہ ہے۔ "اَلدُّنیَا سِجنُ الْمُؤمِن"، اور مومن اس عالم میں عارضی رہائش رکھتا ہے۔ مرد کامل وہی ہے جو کہ اس دنیا کے بوجھ کو اتار دے اور ابدی زندگی کا حاصل کرے۔

"مَوتُ التَقِی حَیَاتُ لاَ انقِطَاعَ لَھَا۔ قَد مَاتَ قَومُ وَلَھُم فِی النَاسِ اَحیَاء

(موت تو متقی کو نئی زندگی دینے آتی ہے اور کتنے لوگ پہلے مرگئے۔ لیکن لوگوں میں وہ زندہ ہیں اور موت سے ان کی زندگی منقطع نہیں ہوسکتی)

شیخ ابوبکر سلو کی فرماتے ہیں کہ عاشق بارگاہ موت کے دروازہ پر جاکر ایک لذت محسوس کرتا ہے۔ جس طرح پیاسا شہد کے شربت کی لذت کو حاصل کرتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی موت ایک سفر کی طرح ہے اور ان کا اصلی عالم لا مکان ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیمَانَ ط اپنے وطن کی محبت ایمان ہے اور یہ بات کسی اہل معرفت سے پوشیدہ نہیں، کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلْمَوتُ جِسرٌ یُوصِلَ الْحَبِیبُ اِلَی الْحَبِیب ط موت ایک پل ہے۔ جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملا دیتی ہے)

اور یہ ایک ایسی حقیقت ظاہر ہے کہ محتاج بیان نہیں۔

خوب تر اندر جہاں زیں چہ بود کار | دوست بہ دوست رفت یار بہ یار
آں ہمہ اندوہ بود ایں ہمہ شادی | آں ہمہ گفتار بود ایں ہمہ کردار

یہ بات تحقیق طلب ہے کہ آپ کی کل زندگی دنیاوی کتنی تھی۔ بعض لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی عمر ایک سو سات برس تھی۔ بعض کہتے ہیں، کہ عمر ستانوے سال ایک اور روایت کے مطابق ستر سال تھی۔ ستر سال کی روایت حضرت میاں میر صاحب کے بھتیجا محمد آمین بیان کرتا ہے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ عمر کی یہ تحقیق سیوستان سے حاصل کر کے لایا ہوں۔ آپ کی پیدائش ۹۷۵ھ میں ہوئی ہے۔ اگر آپ کی ولادت ۹۷۵ھ

marfat.com

ہیں مان لی جاتے۔ تو آپ کی عمر ستر برس ہوتی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ پیدائش کے سن میں اختلاف ہے۔ لیکن وفات کے سن میں کوئی اختلاف نہیں اور اس فقیر نے سن وفات کو ان حضرات سے روایت کیا ہے۔ جو خود آپ کے جنازہ کے ساتھ موجود تھے۔ ان حضرات کے نام یہ ہیں۔

۱۔ خواجہ بہاریؒ (۲) شیخ محمد لاہوریؒ (۳) میاں حاجی محمد بنیانیؒ (۴) نور محمد۔ اور نور محمد آپ کی بیماری کے دنوں آپ کے آگے پیچھے آپ کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا۔ اور نہایت خدمت گزار تھا۔ دن رات آپ کے پاس رہا کرتا۔ اور نور محمد کہتے ہیں کہ لاہور شہر کا حاکم وزیر خان آپ کی عیادت کے لئے آیا تو حجرہ کے باہر کھڑا ہو گیا اور اپنے آنے کی اطلاع حجرہ میں پہنچی۔ تاکہ اندر آنے کی اجازت حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا کہ واپس جائیے۔ دوبارہ عرض کی کہ عیادت کی غرض لے کر آیا ہوں فرمایا اچھا اندر بلا لاؤ۔ لیکن بیٹھے نہیں۔ بس عیادت اس قدر کافی ہے وزیر خاں اندر حجرہ میں داخل ہوتے۔ عرض کی آں جناب کے علاج کے لئے ایک ماہر معالج حکیم ساتھ لایا ہوں تاکہ آپ کا علاج بہتر طریقہ پر ہو سکے۔ ارشاد فرمایا۔ حکیم مطلق "اللہ کریم" کافی ہے۔ وزیر خاں کو رخصت فرمایا۔ آں جناب پر بے قراری کی حالت طاری ہو گئی۔ ہم نے کہا یہ بے قراری کس لئے ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو میں نے پوری زندگی یاد کیا ہے اور بیہودہ یاد نہیں کیا اگر میری ذات میں بے قراری ہے تو کس کی وجہ سے ہے۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح کی بے قراری کا تعلق قلب کے ساتھ نہیں۔ روح اور دل اپنی جگہ بے قرار ہیں۔ بلکہ ذکر الٰہی میں مشغول ہیں اور یہ بیقراری انتہائے شوق کی علامت ہے اور لوگ اس حقیقت سے غافل ہیں۔

ایک دن حضرت میاں میر صاحبؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تمام انبیاء الٰہی کو سکرات موت کی بے قراری ہوتی ہے اور عظمت دل اور روح اس دن پتہ چلے گی۔ جب کہ اپنی ذات پر یہ حالت طاری ہو گی۔

marfat.com

میرے ایک دوست تھے۔ جن کی موت کا وقت قریب آگیا۔ اور یہ صاحب حال تھے پیر مار رہے تھے اور تڑپ رہے تھے۔ میں نے کہا کہ آپ کو سکون قلبی حاصل ہے۔ وہ جمعیت جو تجھ میں تھی۔ اب کہاں ہے؟ فرمایا؟ فرمایا جمعیت طبعی پہلے سے زیادہ حاصل ہے اور حالت میرے تڑپنے کی مجھے معلوم نہیں کہ کس لئے ہے۔ میں نے یہ سمجھ لیا ہے، کہ دوستوں کے دل اپنی جگہ ہوتے ہیں اور سکرات موت کی بے قراری کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ جب آپ کی وفات ہوگئی اور لاہور کو خبر ہوگئی تو حاکم لاہور شہر نے امراء اور علماء فضلاء کو جمع کیا اور آپ کے مکان پر تشریف لائے۔ مرید و خادم آپ کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوگئے۔ جب اس کام سے فارغ ہوئے تو تمام لاہور کے حاکم اعلیٰ اور ادنیٰ چھوٹے بڑے جمع ہوگئے اور نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ سے فارغ ہوکر آپ کے جسم مبارک کو اٹھا لیا اور قبر کی طرف لے چلے اور حاکم شہر اور علماء و فضلاء۔ لاتعداد دوسرے افراد نے اس موقعہ پر جنازہ کے ساتھ چلنے کو اپنے لئے باعث شرف و بزرگی سمجھا اور یہ حقیقت ہے۔ جسم شریف کے ساتھ تمام طرح کی شرافت تھی۔ قبر کی جانب لے چلے اور آپ نے قبر کی جگہ پہلے خود ہی متعین کر دی تھی اور یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں آپ کے کچھ دوست دفن تھے۔

آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے میرے دوستوں کے درمیان دفن کرنا۔ یہ جگہ ہے۔ جہاں میاں صاحب تھا اور حاجی سلیمان اور شیخ ابوالمکارم اور حاجی مصطفیٰ کلاں اور بعض دوسرے حضرات کو دفن کیا ہوا تھا۔ اس قیمتی موتی اجنت کی امانت کو زمین کے سپرد کر دیا۔ یہ جگہ لاہور کے شہر سے نصف کوس پر واقع ہے اور اس جگہ کو دارا پور یا ہاشم پور کہتے ہیں۔ عوام و خواص اور شہر و اطراف کے تمام مومنوں نے غم و اندوہ کے ساتھ آپ کو سپرد خاک کر دیا اور آپ کی وفات کا دن مسلمانوں پر قیامت کا دن تھا اور ان جذبات کا اظہار کر رہے تھے۔

دردا کہ پاک باز جہاں از جہاں برفت	پاک آنچنانکہ آمدہ بود آں چناں برفت
غم شد محیط مرکز عالم زہر کران	کاں دُرِ محیط بحر کرم از میاں بوفت

marfat.com

جانشین کہ شاہباز معارف شکار راد — آواز طبل شاہ شنید مرداں برفت
دل ہائے پُرغمیں کہ ازیں زیں نماند — جانہا زتن فغاں کہ امانِ زماں برفت

اور اس کے علاوہ ملا فتح اللہ نے یہ شعر بطور تاریخ لکھے ہیں ؎

میاں میر سر دفتر عارفاں — کہ خاک درش رشک اکسیر شد
سفر جانب شہر جاوید کرد — چوں زیں محنت آباد دل گیر شد
خرد بہر سال وصالش نوشت
بفردوس والا میاں میر شد

۱۰۴۵ھ

جمعرات اور جمعۃ المبارک کو مخلوق کا ایک ہجوم آپ کی قبر کی زیارت کو حاضر ہوتا ہے اور اکثر لوگ قبر کا طواف کرتے ہیں۔ اس لئے کہ آں جناب کی قبر پر انوار سے فیض عام حاصل ہوتا ہے اور حضرت میاں جیؒ کے مرید اور دوستوں نے اپنے لئے یہ فرض کر رکھا ہے کہ جمعرات کو قبر انور کا طواف کریں اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کی قبر انور مقصود اور قبلہ حاجات ہے اور ہر شخص کی حاجت اور دل کی مراد آپ کی قبر انور کی زیارت کرنے اور مرقد مبارک پر حاضری دینے سے پوری ہو جاتی ہے۔ اور بدقسمتی سے یہ فقیر آپ کی وفات کے وقت بارگاہ میں حاضر نہ تھا۔ کہ فقیر ان دنوں اکبر آباد میں قیام پذیر تھا اور میں نے ایک رات دیکھا کہ حضرت میاں جی رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کچھ وعظ نصیحت فرما رہے ہیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ تو ہماری نماز جنازہ ادا کر۔ چونکہ اس فقیر کو کسی طرح کی ظاہری اطلاع نہ تھی کہ آپ بیمار ہیں، اور دل میں نہ ہی کوئی بات تشویش کی تھی۔ اس لئے سخت بیقرار ہو گیا اور جنازہ کے حکم پر عمل نہ کیا۔ لیکن بار بار تاکید کی جاتی ہے کہ میری نماز جنازہ ادا کر۔ اسی فکر و تردد میں دوبارہ آنکھ لگ گئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت پر موت کا واقعہ گزرا ہے اور میں نے نماز جنازہ ادا کی ہے۔ بیقراری اور پریشانی میں آنکھ کھولی اور اپنی ذات پر غم طاری تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری

marfat.com

ہو رہے تھے۔ اور حالتِ خواب میں تمام طرح کا غم اپنی ذات میں پا کر بھی متعجب ہوا۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے۔ کہ اکبر آباد میں یہ خبر آگئی کہ فلاں دن اور فلاں فلاں وقت آپ وفات پا گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ اس وقت جب میں نے یہ واقعہ دیکھا۔ آں جناب کا وصال ہو گیا تھا۔ ؎

ماکاروانِ آخریم از دیارِ عمر　　　او مردِ بود پیشتر از کارواں برفت

چوں مردمانِ دیدہ شدم غرقِ سیلِ اشک　　　از لپس کہ آب از مژہ خونفشاں برفت

گفتم ہرم بشرحِ غمش زندگی بسر!

غم زور کرد قوتِ نطق از زبان برفت

صاحبدلاں کہ پیشتر از مرگ مردہ اند　　　آبِ حیات از قدحِ مرگ خوردہ اند

اول کشیدہ رحمتِ سفرِ منزلِ فنا　　　آنگہ بدارِ ملکِ بقا راہ بردہ اند

جانہا فدائے شان کہ براہِ طلب ہنوز

نہ سپردہ یک دو گام دل وجان سپردہ اند

صالح حضرات میں سے ایک بزرگ نے فرمایا۔ کہ جس دن حضرت آقا و مولا میاں میر جی صاحبؒ کا وصال ہوا ہے۔ تو میں نے خواب میں دیکھا کہ شور و غوغا برپا ہے اور فرشتہ آواز دے رہا ہے کہ آج ایک اللہ کا مقبول بندہ رحمت سے جا ملا ہے۔ جو شخص ان کے جنازہ میں شامل ہو گا۔ اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ جب میں بیدار ہوا تو فکر کرنے لگا کہ وہ کونسا بندہ ہو سکتا ہے۔ جس کا جنازہ پڑھنے کا حکم آسمانوں پر جاری کیا گیا ہے۔ اس حالت میں آواز آئی۔ اور ایک شخص زور زور سے کہہ رہا تھا کہ حضرت میاں میر جیؒ کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں جنازہ میں حاضر ہوا اور نمازِ جنازہ ادا کی۔

رسول اللہ ﷺ کی زیارت

ملّا فتح محمد نے حاجی پراچہ کی زبانی بیان کیا کہ حاجی صاحب نے فرمایا۔ میں میاں جی کی بیماری میں آپ کے پاس تھا۔ حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ وفات سے تھوڑا سا وقت

marfat.com

پہلے حضرت کو اجابت محسوس ہوئی۔ فارغ ہوئے اور چارپائی پر لیٹ گئے۔ پھر چاہا کہ چارپائی سے نیچے اتریں۔ میں بڑھا لیکن آپ نے میرا ہاتھ ہٹا دیا اور فرمایا چھوڑ دو چھوڑ دو۔ یہ کہتے ہوئے جلدی اپنی چارپائی سے نیچے اتر کر اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللّٰہ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللّٰہ کہنے لگے۔ آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ سلام عرض کر کے رخصت ہوئے۔ اب آپ کو سانس لینے میں دقت ہونے لگی۔ اور میں نے دوبارہ چارپائی پر آپ کو لٹا دیا آپ نے اللہ اللہ کہنا شروع فرمایا۔ اور زبان مسلسل اللہ اللہ کہتی رہی۔ چہرہ پر خوشی کے آثار رونما ہوئے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھانے لگے۔ یوں معلوم ہوتا کہ آپ وجد کی حالت میں ہیں اور اسی حالت میں بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو گئے۔

میاں شیخ محمد لاہوری نے فقیر کو بتایا کہ جب حضرت میاں میر صاحبؒ کی وفات کا وقت آیا۔ تو میں حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں حاضر تھا اور حالت نزع میں آپ کے ہونٹ حرکت کرتے تھے۔ میں نے اپنا کان ساتھ لگا لیا کہ سنوں آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ سانس سینہ پر آ چکا ہے اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ میں نے سنا کہ آپ اللہ اللہ کہتے ہیں۔ اضطراب ختم ہوا، اللہ اللہ کا ورد جاری تھا۔ جس کے متعلق ہم یہ خیال کرتے تھے۔ کہ آپ اسم ذات کا لفظی ورد نہیں کرتے لیکن وقت وصال زبان پر اللہ اللہ کا ورد جاری دیکھ کر ہم نے یقین کر لیا کہ آپ اپنی زندگی میں اللہ کا ذکر لفظی کیا کرتے تھے۔ جواب خود بخود آپ کی زبان پر جاری ہو گیا۔ یعنی عادت کے مطابق ذکر شروع ہو گیا اور اسم ذات کے ذکر کے ساتھ آپ رخصت ہو گئے۔

حضرت میاں میرؒ کے کرامات

آپ کے کرامات ہی میں کوئی شک نہیں۔ آپ کے کرامات اور خلاف عادت افعال کا ظاہر ہونا سورج کی طرح ہے۔ یعنی بے اختیار کرامات کا ظہور ہوتا تھا اور

marfat.com

حضرت میاں میر صاحبؒ اس قدر اپنی کرامات کو چھپاتے۔ کہ تصور کرنا مشکل ہے اور کرامات کی تشریح کے متعلق اس مصرعہ کو پڑھا کرتے۔

کرامت اولیا را اضطراب است

اور کرامت کی تشریح فرماتے کہ کرامت دو قسم کی ہے۔ ایک کا نام ہے کرامت اختیاری اور دوسری کا نام کرامت اضطراری۔ کرامت اختیاری وہ کرامت ہے۔ جو کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے رونما ہو۔ جس نے اللہ کریم کے اسماگرامی میں سے کسی اسم کی دعوت حاصل کرلی ہے۔ اور اسم کی برکت سے کرامت دکھا سکتا ہے۔ کرامت میں ولی کا اختیار نہیں ہوتا۔ لیکن کرامت کی طرح اہل دعوت و عامل حضرات اپنی کرامات کا اظہار کرتے ہیں۔ چونکہ یہ اہل کرامت اہل علم ہوتے ہیں۔ اس لئے جب چاہتے ہیں۔ اسم کی دعوت پڑھ کر اپنا کمال دکھا دیتے ہیں۔ یہ لوگ کمالات اختیاری رکھتے ہیں اور ان کرامات کا تعلق ولایت کے ساتھ کوئی نہیں ہوتا۔

کرامت اضطراری وہ کرامتیں ہیں۔ جو کبھی اختیاری کے بغیر ہی والی اللہ کے ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ کرامات خالص اللہ کریم کی جانب سے ظاہر ہوتی ہیں اور حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ جہاں تک ممکن ہو کرامت کو مخفی رکھے۔ اور ان اشعار کو پڑھنے اور کرامات چھپانے کا شدت سے حکم دیتے ؎

اشعار

رہا کن ترہات و شطح و طامات — خیال نور و اسباب کرامات
کرامات تو اندر حق پرستی است — جزیں کبر و ریا و عجب و مستی است
دریں ہر چیز کاں از باب فقر است — ہمہ اسباب استدراج مکر است
زابلیس لعین بے سعادت — شود پیدا ہزاراں خرق عادت
کرامات تو گر در خود نمائی است — تو فرعونی و ایں دعوی خدائی است
کسے کو راست با حق آشنائی — نیاید ہرگز از وے خود نمائی

کرامات کا اظہار اہل فقر کے نزدیک مکر و استدراج ہے۔ اس کا مقصد اپنی مشہوری

marfat.com

ہو تو یہ شخص فرعون ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ فقیر حسین جس کرامات کا طالب سے وہ اللہ کریم کا قرب ہے۔ اور اگر یہ کرامت حاصل نہیں تو سب ریاکاری ہے) اور اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں آپ کی کرامات کا ذکر کرتا۔ تو آپ کو پسند نہ آتا اور یہ شعر پڑھ کر ٹال دیتے۔

ہر کہ اُو از کشف خود گوید سخن
کشف او را کفش کن بر سر بزن

(جو شخص اپنی کرامات و کشف کا ذکر کرتا ہے۔ اس کے کشف پر توجہ نہ دو اور یہ اس کے سر پر جوتی کی طرح مار دو)

اگر میں آپ کے کرامات کو نقل کروں تو وہ لاتعداد اور بہت زیادہ ہیں اور فقیر انہی کرامات کو بیان کرے گا جو آپ کے خاص مریدوں اور صالح لوگوں سے حاصل ہوئی ہیں اور انہیں معتبر کرامات کو یہاں لکھا جاتا ہے۔

---

marfat.com

حضرت میاں میرؒ کی کرامات

سانپ کا طواف

شیخ عبدالواحد سیبانی حضرت میاں میر جی رحمتہ اللہ علیہ کے خاص مریدوں سے ہیں اور اکیس سال تک رات دن آپ کی خدمت میں رہے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرت میاں جی صاحبؒ کی کوئی کرامت بیان کریں۔ تو شیخ عبدالواحدؒ نے فرمایا کہ آپ کی کرامات تو حدو حساب سے باہر ہیں بلکہ حضرت میاں جی جو ایک دفعہ فرما دیتے اسی طرح ہو جاتا۔ ایک دفعہ مرزا کامران کے باغ میں دریائے راوی کے کنارہ اپنے پاؤں دراز فرما کر بیٹھے ہوئے تھے اور میں آپ کا پیر مل رہا ہوں۔ اس لئے کہ آپ کو پیر میں کچھ تکلیف تھی۔ ناگہاں ایک بڑا سانپ سیاہ رنگ کا دوڑتا چلا آرہا تھا تو میں نے عرض کی کہ جناب ایک بڑا سانپ سیاہ رنگ کا آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا آنے دو آتا ہے تو آئے۔ یہ کہہ کر حضور اٹھ کر بیٹھ گئے اور سانپ آپ کے قریب آکر بلند ہو کر بیٹھ گیا اور چند باتیں کیں۔ جن کو میں نے نہ سمجھا۔ آپ نے فرمایا۔ ٹھیک بہتر ہے۔ سانپ نے حضرت میاں جی صاحبؒ کے ارد گرد تین بار چکر لگایا اور واپس چلا گیا۔ شیخ عبدالواحد فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضور جب سانپ سے باتیں

marfat.com

کر رہے تھے۔ تو وہ کہتا تھا اور آپ نے سانپ کیا کہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ سانپ مجھے کہتا تھا، کہ جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کے گرد چکر کاٹوں اگر آپ کی اجازت ہو تو طواف کر لوں میں نے کہا ہاں اجازت ہے۔ طواف کر لو۔ اور آئندہ کے بھی اجازت ہے۔

پیرانِ پیر کی کرامت

اور اسی طرح کا ایک قصہ تکملہ میں حضرت پیرانِ پیر قطب ربانی محبوب سبحانی مشائخ کے بادشاہ غوث الثقلین کی کرامت میں لکھا ہے کہ بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں علماء و مشائخ کی ایک جماعت کے درمیان حضرت غوث الاعظمؒ جلوہ افروز تھے۔ اور قضا و قدر کے مسائل پر بحث ہو رہی تھی۔ کہ اچانک ایک بڑا سانپ مسجد کی چھت سے نیچے گر گیا۔ اور وہ آپ کی گود میں آکر بیٹھ گیا۔ تمام اہل مجلس خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے اور آپ مطمئن بیٹھے رہے اور وہ سانپ آپ کے دامن سے ہو کر آپ کی گردن میں لپٹ گیا اور آپ بلا خوف و خطر اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ آپ نے کوئی بات اس کو کہی وہ سانپ سامنے آکر بیٹھ گیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا اور علماء و مشائخ کی جماعت جو بھاگ کر اِدھر اُدھر کھڑی خوف زدہ ہو کر دیکھ رہی تھی۔ اس راز کو نہ سمجھ سکی۔ جب سانپ واپس چلا گیا تو اس جماعت علماء نے عرض کی کہ سانپ کے بولنے کی آواز آرہی تھی اور آپ بھی کچھ فرما رہے تھے۔ کیا گفتگو ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سانپ نے کہا میں نے اکثر علماء اور فقراء کو آزمایا ہے۔ لیکن آپ کی طرح پختہ اور ثابت قدم میں نے کسی کو نہ پایا۔ اس کے جواب میں میں نے سانپ سے کہا کہ قضاء و قدر درست ہے۔ جب تو آیا تو میں اپنی جگہ پر رہا تا کہ قول و فعل برابر ہو جاتے اور تو تو ایک کیڑا ہے۔ تیرا آنا اور حرکت کرنا قضاء و قدر الٰہی سے باہر نہیں ہے۔

تکملہ میں شیخ عبدالرزاق سے ایک روایت نقل ہے کہ ایک دفعہ میرے

marfat.com

والد حضرت غوث پاکؒ نے فرمایا کہ مسجد حضور میں تھا کہ میری سجدہ گاہ پر ایک سانپ منہ کھول کر بیٹھا ہوا تھا۔ جب میں نے دیکھا تو میں نے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر ایک جانب کر دیا۔ اور جب میں تشہد پڑھنے بیٹھا ہوا تھا تو وہ سانپ میری ران پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور میری گردن میں لپٹ گیا۔ جب نماز سے فارغ ہو گیا تو میں نے اس سانپ کو غور سے دیکھا کہ یہ سانپ بڑا زہریلا ہے۔ اس سانپ کو اصلہ کہتے ہیں۔ یہ سانپ بڑا زہریلا ہوتا ہے۔ مسجد کے ساتھ ایک ویران اور خراب سی جگہ تھی۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے۔ جس کی آنکھ اوپر کی طرف سے پھٹی ہوئی ہے۔ میں نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ جن ہے۔ وہ مجھ سے کہنے لگا کہ آپ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ بعض اولیاء کرام تو ظاہر میں ڈر جاتے ہیں اور بعض باطن میں ڈرتے ہیں۔ اب میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ آپ میری توبہ قبول کریں۔ آئندہ یہ حرکت ہرگز نہیں کروں گا۔

فاختہ پھر زندہ ہو گئی

شیخ عبدالواحد فرماتے ہیں کہ حضرت میاں جی رحمتہ اللہ علیہ ترنجان کے ایک باغ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک فاختہ درخت کی ٹہنی پر بیٹھی ورد کر رہی تھی۔ حضرت میاں جیؒ نے فرمایا۔ اس فاختہ کو دیکھو۔ کس طرح مشغول ہے۔ اتنی دیر میں اچانک ایک شکاری تیر کمان لئے ہوئے آگیا۔ اور اس فاختہ پر نشانہ باندھا۔ فاختہ تیر کھا کر زمین پر آگری اور مر گئی اور شکاری کو فاختہ کی زندگی میں یہ موقعہ حاصل نہ ہوا کہ وہ اس کو ذبح کرتا۔ شکاری اس مردہ فاختہ کو چھوڑ کر چلا گیا۔ حضرت میاں جی صاحب کو رنج ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جا کر اس فاختہ کو اٹھا لا۔ میں اس مردہ فاختہ کو اٹھا لایا اور آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ آپ نے اس فاختہ پر اپنا دست مقدس پھیرا میں نے اپنا ہاتھ اس کے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ وہ فاختہ زندہ ہو کر اڑی اور اسی شاخ پر جا کر بیٹھ گئی اور ورد ہی ذکر کرنے لگی۔ شکاری دوبارہ کمان اٹھائے ہوئے

marfat.com

آگیا، اور اسی فاختہ کو شکار کرنے لگا۔ حضرت میاں جی نے مجھے فرمایا کہ جاؤ اس شکاری کو جا کر کہہ دو، کہ وہ اس فاختہ کا شکار چھوڑ دے۔ میں نے اس شکاری کو منع کیا۔ لیکن اس نے منع کرنے کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور مجھے سخت سست کہنا شروع کر دیا۔ اور فاختہ کا نشانہ باندھ کر زور سے تیر مارا وہ تیر اس کی اپنی انگلی میں لگا۔ شکاری درد کی وجہ سے دو چار چکر کھا کر زمین پر گر پڑا۔ حضرت میاں جی نے فرمایا کہ جاؤ شکاری کو کہہ دو کہ فقیر کی بات تو تم نے قبول نہ کی اور تکلیف اٹھائی اور اگر تو وعدہ کرے، کہ ان پرندوں کو کبھی کچھ نہ کہے گا، تو تیرا درد ابھی دور ہو سکتا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے توبہ کی اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کسی جانور کو کبھی بھی نہیں ستاؤں گا۔ فرمایا بہتر ہے۔ اسی وقت درد موقوف ہو گیا اور شکاری چلا گیا۔

فالج کی پیشگوئی

حاجی پراچہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جس کا نام سغیر الدین تھا آپ کی خدمت میں طلب گار رہا اور بیماری کے دنوں وفات شریف سے ایک دن پہلے آپ کو بشری ضرورت پیش آگئی۔ سغیر الدین نے آگے بڑھ کر آپ کو سنبھالنا چاہا۔ لیکن اس کا ہاتھ کانپنے لگا اور آپ کی خدمت نہ کر سکا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا چہرہ ٹیڑھا ہے اور اس کا ہاتھ بھی ٹیڑھا ہے۔ یہ سنتے ہی میں آگے چلا گیا اور یہ خدمت بجا لایا۔ آپ کی وفات کے بعد سغیر الدین پر فالج گر گیا اور ہاتھ ٹیڑھا ہو گیا اور چہرہ بھی ٹیڑھا ہو گیا۔ اور اسی حالت میں وہ فوت ہو گیا۔

جنگ کی پیشگوئی

فرماتے ہیں کہ حضرت میاں میر جی رحمتہ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ لوگ جب آپ سے آکر کوئی بات انکشافِ حال کر پوچھتے تو آپ بالکل صحیح کشف سے بیان کرتے اس طرح لوگ ملک کی جنگیں اور فتح و شکست کے حالات دریافت فرماتے آپ بیان

marfat.com

کر دیتے۔ ایک دن ایک شخص نے عرض کیا کہ ازبک قبیلہ کے لوگوں نے کابل کے قلعہ کا پوری طرح محاصرہ کر لیا ہے اور قلعہ والے تنگ ہو رہے ہیں اور تمام شہروں پر اور پورے ملک پر ازبکیوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ خدا جانے وہ قلعہ والوں کے ساتھ کیا سلوک کریں آپ کی زبان سے نکلا (ازبکی بگریختہ) کہ ازبکی لوگ بھاگ گئے ہیں اور ان کو شکست ہو گئی ہے۔ وہ سائل بڑے گھمنڈ رکھنے لگا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے وہ تو تمام ملک پر قابض ہیں اور پورا عمل دخل حاصل کر چکے ہیں اور خیال یہ ہے کہ ان دنوں میں انہوں نے قلعہ کو فتح کر لیا ہو گا۔ لیکن اللہ نے جو الفاظ آپ کی زبان سے کہلوا دیئے تھے وہ پورے ہو گئے اور ایک ہفتہ کے بعد صحیح خبر آگئی کہ ازبک قوم بھاگ گئی ہے اور ملک آزاد ہے۔

سفر نہ کرنے کی ہدایت

ایک شخص حاضر ہوا۔ عرض کیا۔ جناب میں خراسان جانا چاہتا ہوں۔ اجازت چاہتا ہوں۔ اجازت ہو تو جاؤں آپ نے فرمایا کہ اس سال راستہ بند ہے تو خراسان نہ جا اور قافلے آتے جاتے تھے کوئی کسی قسم کی رکاوٹ نہ تھی۔ جب کچھ وقت گزرا تو پتہ چلا کہ قندھار کا بادشاہ اور حاکم خراسان آپس میں اُلجھ پڑے ہیں اور راستے بند ہو گئے ہیں۔ وہی بات ہوئی۔ جو آپ کی زبان پر جاری ہو گئی تھی (کہ راستہ بند ہے) قندھار کا راستہ بند ہو گیا تھا۔

دنیا میں جنت کے پھل

حاجی میاں محمد بنسیاتی فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت میاں میر جی صاحبؒ نے خود ایک کرامت ارشاد فرمائی کہ ایک دفعہ چار فقیر آپ میں مل کر پہاڑ کی جانب چلے گئے اور یہ سیوستان کے پہاڑوں کا واقعہ ہے۔ تین دن تک ان کو کوئی کھانا پینا نصیب نہ ہوا۔ آپس میں ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ کوشش کرو تا کہ کھانے کو کچھ حاصل ہو۔

marfat.com

ہو جائے۔ ایک فقیر نے باقی فقیروں سے کہا کہ آپ لوگ تشریف لائیں۔ اور میں آگے جا کر کوئی چیز کھانے پینے کی تلاش کرتا ہوں۔ یہ ایک فقیر ان سے آگے آگے دور ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ ایک میٹھے پانی کی نہر دیکھی اور نہر کے کنارہ پر ایک پھل دار درخت پایا۔ جس کی ٹہنیاں پھل کی وجہ سے زمین کی طرف بہت جھکی ہوئی ہیں۔ یہ فقیر نشان ڈہی کر کے چلے گئے۔ باقی فقیر جب پیچھے آئے تو یہ پھل دار درخت دیکھ کر اپنی خواہش کے مطابق کھایا اور پیا اور اپنے پہلے ساتھی کے لئے کچھ پھل ساتھ لے لیا اور کہا کہ اس پھل کی لذت تو دنیا کے پھل کی لذت کی طرح معلوم نہیں ہوتی کہ یہ جنت کا پھل ہے اپنے ساتھی کا خیال کر کے اس کے کھانے کے لئے پھل اٹھا کر یہ فقیر واپس آیا اور دوسرے فقیروں کو کہا کہ افسوس ہے تو نے یہ پھل نہیں کھایا۔ چشمہ جاری تھا۔ درخت پھل سے بھرا ہوا تھا جو کہ ساتھ ہی لگا تھا۔ لذت جنت کی آرہی تھی۔ یہ پھل تیرے لئے لائے ہیں یہ کھالے۔ وہ فقیر کہنے لگا۔ مجھے اس پھل کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے حضرت میاں جی صاحبؒ نے فرمایا۔ بابا وہ درخت اور وہ میوہ اس کا پھل اور وہ چشمہ کا پانی تو فقیر خود تھا۔ وہ تو تمہاری بھوک کو مٹانے کے لئے غائب ہو گیا تھا اور میاں جی حاجی محمد نے کہا کہ فقیر حضرت قبلہ میاں جی صاحب خود تھے۔ اور اسی طرح کرامات بے حساب آپ سے واقع ہوتے ہیں۔

بلوچ عورت کی امداد

حاجی محمد کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت میاں حاجی محمد نے ایک دن فقیر کو یہ واقعہ سنایا کہ حضرت میاں جی صاحبؒ نے فرمایا۔ ایک درویش تھا۔ جو بھکر کے علاقہ میں تھا سیوستان اور بھکر کے علاقہ میں ایک خاص رسم بلوچوں کی مشہور ہے اور وہ رسم یہ ہے کہ کسی غریب بلوچ سے جس کے پاس مویشیوں کا گلہ یا مال کا ریوڑ نہ ہو، کی لڑکی سے کوئی باعزت شخص نکاح نہیں کرتا۔ ایک بلوچ کی بیٹی جوان تھی۔ لیکن ترک درد اور فقیر تھا۔ بیٹی جوان ہو گئی اور کسی نے اس غریب کی بیٹی کے لئے پیغام نکاح نہ

marfat.com

نہ دیا۔ اور ایک فقیر ہر روز ادھر سے گزرتا تھا۔ اور لڑکی اس فقیر کے راہ میں کھڑی ہو کر فقیر کو دیکھتی ایک دن وہ لڑکی اپنی ماں سے کہنے لگی کہ اماں ایک فقیر روزانہ یہاں سے گزرتا ہے اور میری نگاہ میں فقیر مرد خدا ہے۔ اس کو اگر تو کہہ دے تو شاید میری مشکل آسان ہو جائے اور ہماری مالی حالت اور دنیاوی پریشانی دور ہو سکے۔ بلوچ عورت ایک دن راہ میں کھڑی ہو کر انتظار کرنے لگی کہ فقیر تشریف لائیں تو ان کو عرض کروں، فقیر آگئے وہ عورت کہنے لگی۔ کہ آپ کو روزانہ ہم ادھر سے گزرتے دیکھتے ہیں۔ آپ بھی دیکھ کر چلے جاتے ہیں۔ آپ کی نظر کرم نے ہمارا حال درست نہیں کیا وہی پریشانی اب بھی ہے۔ فقیر نے فرمایا تو کیا چاہتی ہے۔ عرض کیا، کہ ایک ہی بیٹی ہے اور وہ جوان ہے کوئی رشتہ نہیں مانگتا۔ کیوں کہ میرے گھر میں رزق کی سخت تنگی ہے۔ اگر نظر کرم کر دیں تو آپ کی برکت سے ہماری حالت درست ہو جائے اور مفلسی سے ہماری نجات ہو جائے۔ فقیر نے اس کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میرے ساتھ آجاؤ۔ شہر سے باہر لے گیا۔ ایک دکان تھی۔ جس پر دکاندار بیٹھا تھا۔ فقیر نے کہا۔ اس دکان دار سے جو بھی تو سامان چاہے میرے نام پر لے جا۔ گھوڑے، اونٹ، کپڑے، برتن اور غلہ ہر حال جو جو ضرورت ہو۔ جس طرح ضرورت پیش آتی رہے۔ اس دکان پر آکر سامان لے جایا کر لیکن اپنے لئے کوئی ذخیرہ نہ کرنا۔ اپنی بیٹی کی شادی اچھی طرح کرلے۔ مفت کا سامان فقیر نے دلوا دیا تھا۔ اس عورت نے ہر چیز ڈھیروں کے حساب پر لی اور بڑے مختصر وقت میں بڑی شان و شوکت سے شادی کر دی۔ تمام شہر کے لوگ حیران تھے کہ اتنی ٹھاٹھ کے ساتھ آج تک کسی کی شادی اس شہر میں نہیں ہوئی تھی۔ یعنی اس قدر سامان اور غلہ دیا کہ لوگوں کو حیرت ہو گئی۔ ایک دن اس عورت نے دل میں سوچا کہ ایک سال کا غلہ اپنے گھر لا کر رکھ لوں۔ اس دکان دار کے پاس جا کر ایک سال کا غلہ لے آئی اور جب دوسرے دن کوئی چیز لینے کے لئے گئی تو وہاں نہ دکان تھی اور نہ کوئی دکاندار تھا۔ بڑی پریشانی اٹھا کر یہ عورت واپس آگئی اور اب حیران تھی کہ یہ کیا راز ہے۔

marfat.com

اور اب متفکر تھی۔ ایک دن وہ فقیر ادھر سے گزرا۔ تو وہ عورت قدموں پر گر گئی اور شکریہ ادا کر کے عرض کیا کہ یہ کیا راز ہے جو دکان غائب ہو گئی۔ فقیر نے کہا کہ تو نے ذخیرہ کر کے دکان کو ضائع کر دیا اور یہ راز پوچھ کر فقیر ضائع کرے گی اور فرمایا اگر تو ضرور ہی سوال کرتی ہے کہ میں یہ راز بتاؤں۔ تو میں خود ہی وہاں دکاندار تھا اور یہاں فقیر، وہ دکان اور وہ دکاندار وہ گھوڑے، اونٹ اور وہ سونا چاندی سب میں خود تھا۔ یہ کہہ کر فقیر غائب ہو گیا۔

حاجی محمد کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقیر آپ کی اپنی ذات مبارک تھی۔ فرمایا جو بھی تھا۔ صاحبِ کمال تھا تو ان باتوں کو لوگوں میں بیان نہ کرنا۔ بعد میں میں نے دوسرے اہل راز سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ کرامت آپ کی ذات سے رونما ہوئی تھی اور اس طرح کی کرامات اکثر بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن اس کرامت میں جو نکات و اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ بہت کم کسی دوسرے فقیر سے رونما ہوتے ہیں۔ غور فرما کر اس راز کو سمجھ لو کہ آں جناب کا مقام کس قدر بلند ہے۔

سیلاب کی پیش گوئی

مہر محمد خان حاجی علی کوسوی سے نقل کرتے ہیں۔ حاجی صاحب بڑی عظمت والے متقی و پرہیزگار اور ارادت صادق رکھنے والے تھے۔ حضرت میاں میر صاحبؒ کے ساتھ نہایت عقیدت و محبت رکھتے تھے اور اکثر حضرت میاں میر صاحبؒ کی خدمت میں رہا کرتے تھے اور معرفت کے مقامات میں بلند مرتبہ تھے۔ اور حضرت میاں جی صاحبؒ سے اس قدر محبت تھی کہ پانچ سال میں صرف ایک دفعہ لاہور سے اپنے گھر جاتے اور جب سفر کے لئے جاتے تو تجارت کا سامان ساتھ لے جاتے۔ ایک دفعہ جب آپ وطن سے واپس آرہے تھے، تو مہر محمد کے والد کے گھر صرف ایک دن مہمان رہے۔ آپ کے والد مہر محمد بیان کرتے ہیں کہ اس سفر میں حضرت جی کی عجیب کرامت کو میں نے دیکھا کہ ایک دن ہمارا قافلہ اصفہان سے

marfat.com

یزد کی طرف آ رہا تھا کہ دن کو ہمارا قافلہ ایک جگہ ٹھہرا۔ جو نشیب تھی۔ اور ہم کھانا پکانے میں مشغول ہو گئے۔ مَیں نے دیکھا کہ دور سے ایک آدمی خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے آرہا ہے۔ اور ہمارے دل میں شوق پیدا ہوا کہ اس آدمی کو دیکھیں۔ مَیں نے دیکھا کہ آنے والا بہت قریب آگیا ہے اور جب میں نے پہچانا۔ تو یہ بزرگ حضرت میاں میر قادریؒ تھے۔ تو آپ نے مجھے اپنی طرف بلایا۔ مَیں آپ کے قریب جا کر آپ کے قدموں میں سر رکھ کر رونے لگا۔ آپ نے مجھے اٹھا کر سینہ مقدس سے لگایا اور بغل گیر ہو کر فرمایا کہ یہ مقام جہاں تم نے ڈیرہ لگا رکھا ہے یہ کوئی اچھی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے یہاں سے اپنا ڈیرہ اٹھا لو اور باقی قافلہ والوں کو کہہ دو کہ سیلاب آنے والا ہے اور فرمایا کہ بہت بڑا سیلاب آنے والا ہے۔ جلدی جلدی اپنے خیمے اٹھا لو اور کسی بلند جگہ پر ڈیرہ لگا لو۔ آپ نے تو یہ فرمایا اور میرے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت قبلہ سے پوچھوں کہ آپ کس طرح یہاں تشریف لاتے ہیں اور یہ بھی عرض کروں کہ کھانا تیار ہے۔ آپ کھا لیں۔ اس خیال میں تھا کہ ایک زور کی آواز آئی جو کہ بہت ہی زیادہ کرخت آواز تھی۔ مَیں آواز کی طرف دیکھنے لگا۔ اور جب واپس مَیں نے ادھر دیکھا تو حضرت ہماری نظروں سے غائب تھے۔ اس واقعہ سے میرے دل پر سخت خوف طاری ہو گیا۔ مَیں نے اپنا سامان اٹھا لیا اور بلند زمین کی طرف چلا گیا۔ اور تمام اہل قافلہ کو خبر دے دی کہ جلدی جلدی اپنا سامان اٹھا لو۔ سیلاب آنے والا ہے۔ اہل قافلہ نے کہا کہ گرمی بہت سخت ہے اور خیموں کو کس طرح اٹھایا جائے اور سامان اٹھانے کی تکلیف اس گرمی میں کس طرح اٹھائی جاتے۔ بعض لوگوں نے تو یہ کہہ کر میری بات کی پرواہ نہ کی اور بعض نے میرے کہنے پر اعتماد کر لیا اور اپنا سامان اٹھا لیا۔ قریباً تین گھنٹے ہوتے ہوں گے کہ یک لخت عظیم سیلاب اوپر سے آگیا۔ جو لوگ اپنا سامان اٹھا چکے تھے۔ وہ تو محفوظ رہ گئے اور باقی جن لوگوں نے اپنا سامان نہیں اٹھایا تھا۔ وہ ڈیرہ لگا کر بیٹھے رہے تھے وہ تمام کے تمام موت کی وادی میں چلے گئے اور سیلاب ان کو بہا کر لے گیا۔

marfat.com

انکار مکن کہ انکار شوم است
ہر کہ انکار کند از نیکا محروم است

(اچھی باتوں کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ انکار بد نصیب کر دیتا ہے)

جس جماعت نے میری بات کو قبول کر لیا تھا۔ ان سب کو نجات مل گئی اور نشیب سے بلندی پر آگئے اور اس وقت آپ میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں تشریف فرما تھے۔

حاجی محمد کا واقعہ

یہی حضرت حاجی محمد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سرہند سے لاہور کی طرف آرہا تھا کہ راستہ میں ایک بستی افغان مسلمانوں کی تھی اور یہ رمضان المبارک کے تھے۔ چند دن کے لئے میں نے یہاں ٹھہرنے کا پروگرام بنایا۔ تین دن رات تک کسی نے مجھے کھانا نہ دیا۔ اور میرا دل مجبور ہو گیا کہ کھانا مانگے اور میرے دل نے مجھے کہا۔ تو نے سوال کو اپنی ذات پر حرام کر لیا ہے۔ اب اگر انتہائی ضرورت کی حالت میں خیانت اور چوری وغیرہ سے زندگی کو بچا لیا جائے تو جائز ہے۔ اور یہ خیانت صرف روٹی کی ہوگی اور اصول کہ "الضرورۃ تبیح المحذورات" ضرورت کی وجہ سے معذور چیز بھی مباح ہے کے مطابق چوتھی رات کو میں مسجد سے نکل کر آبادی میں آیا۔ اور ایک مکان میں داخل ہو کر میں نے روٹی کو حاصل کرنا چاہا۔ میں نے دیکھا کہ سامنے روٹی اور تھوڑا سا اچار رکھا ہے۔ اب دل میں یہ خیال آیا کہ چوری کرنے کے بجائے سوال کرنا زیادہ مناسب رہے گا۔ میں واپس مسجد آگیا اور سوال کرنے کا ارادہ لے کر بیٹھ گیا۔ اور ابھی کوئی وقت زیادہ نہ گزرا کہ ایک لڑکی مسجد میں آئی۔ اور میرے سامنے کھانا لا کر رکھا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو یہ روٹی اور اچار وہی تھا۔ جس کو میں دیکھ کر آیا تھا۔ میں نے اپنے دل میں جھگڑا کیا اور روٹی لینے میں دیر کی اور مجھے خود بخود ہنسی آگئی۔ اتنی دیر میں ایک آدمی اور مجھ سے ہنسنے کا سبب

marfat.com

پوچھنے لگا۔ اور یہ وہی آدمی تھا جس نے روٹی بھیجی تھی۔ کھانا میں نے کھا لیا۔ لیکن میرے حال سے لوگوں کو خبر ہو گئی۔ مَیں وہاں زیادہ نہ ٹھہرا اور لاہور آ گیا۔

گونگا بچّہ حافظِ قرآن بن گیا

ایک دن ایک شخص سخت بے قرار گرتا پڑتا حضرت میاں جی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی اے میرے آقا میرا بچہ بیمار ہے اور اب اس پر نزع کی حالت طاری ہو گئی ہے۔ بڑی اُمید لے کر آیا ہوں کہ آپ توجہ فرمائیں تو اللہ کریم میرے بیٹے کو زندگی دے دیں۔ آپ نے اس شخص کی سخت بے قراری کو دیکھا تو آپ پر حالت استغراق طاری ہو گیا۔ دیر کے بعد آپ کو اطمینان حاصل ہوا ایک کوزہ پانی کا منگوا کر اس پر دم فرمایا اور سائل کو کہا کہ یہ پانی لے جا اور اپنے بیمار بیٹے کو پلا دے۔ جب یہ پانی بچے نے پی لیا۔ تو اس کو اسی لمحہ شفا تے کا ملہ حاصل ہو گی دوبارہ یہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بچہ کو اپنے ساتھ لایا۔ اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اس آدمی نے عرض کی آقا یہ بچہ اس وقت سات برس کا ہے۔ لیکن ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتا اور بولنے سے عاجز ہے۔ آپ نے بچے کو مخاطب کیا کہ پڑھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وہ بچہ فوراً پڑھنے لگا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط یہ بچہ گونگا تھا۔ آپ کی کرامت سے یہ بچہ بہترین حافظ قرآن ہو گیا ..... اسی شخص پر آپ نے ایک اور کرم نوازی فرمائی کہ اپنا وہ رومال جس کو وضو کے بعد استعمال کرتے تھے۔ اس شخص کو دیا اور فرمایا کہ یہ رومال بیمار کے سر پر پھیر دینا ان کو شفا حاصل ہو گی۔ اس شخص نے اس تبرک کو قبول کر کے اپنے سر پر رکھا اور لے گیا۔ ایک دن مجھے ملا اور کہنے لگا۔ چاہے کبھی بیماری ہو یا کوئی جن آسیب ہو مَیں اسی طرح کرتا ہوں۔ جس طرح حضرت میاں صاحب نے فرمایا تھا۔ اسی وقت شفا حاصل ہو جاتی ہے۔

marfat.com

بادشاہ کے قتل کی پیش گوئی

ایک بادشاہ آپ کے زمانہ میں فوت ہوگیا اور بادشاہ کے بیٹوں میں ایک بیٹا نالائق تھا۔ اور اس نے لاہور کے تخت پر قابض ہو کر اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا اور حضرت میاں جی کی خدمت میں اپنے آدمی روانہ کئے کہ آپ میری تخت نشینی کی تقریب میں خود آئیں۔ یا ایک دستار باندھ کر روانہ کریں: تاکہ تخت نشینی کی تقریب کے موقعہ پر باندھ لوں۔ آپ نے نہ تو یہ پسند کیا کہ دربار شاہی میں حاضر ہوں اور نہ ہی دستار مبارک دینے کا وعدہ کیا۔ بلکہ صاف انکار کر دیا۔ بادشاہ کے مقربین میں کسی نے کہا کہ بادشاہوں کو گداگروں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیئے۔ اب بادشاہ نے گستاخ اور بے ادب لوگوں کو آپ کے پاس بھیجا۔ کہ ایک دستار بندھوا کر لاؤ: تاکہ میں اپنی تخت نشینی کی تقریب میں باندھ لوں گا۔ آپ کو سخت غصہ آیا۔ اور اپنی دستار مبارک سر سے اتار کر زمین پر پھینک دی اور فرمایا۔ اس سر پہ کیا دستار باندھوں جس کو ایک مہینہ کے اندر قتل کر دیا جائے۔ واقعی اپنی بے ادبی کی وجہ سے اندھا کر کے قتل کر دیا گیا اور بد کرداری کی سزا پا گیا۔

درخت کا وِرد

ایک باغ میں میاں جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ جایا کرتے تھے۔ آپ نے باغ میں جا کر ایک غلام کو حکم فرمایا کہ فلاں درخت سے جا کر پوچھ آ کہ وہ کیا ورد کرتا ہے۔ وہ غلام درخت کے پاس جا کر کہنے لگا کہ اے درخت کہ تو بتا کہ تیری تسبیح کیا ہے۔ درخت نے فوراً جواب دیا کہ میں اللہ کے اسماء میں سے یَا نَافِعُ کا ورد کرتا ہے۔ یہ سرس کا درخت تھا۔ جواب بھی باغ میں موجود ہے۔

marfat.com

مجذوب ہوش میں آجاتے

آپ کے کرامات میں یہ کرامت عام تھی۔ کہ جب کبھی کوئی مجذوب آپ کے پاس سے گزرتا یا آپ کی نظر اس کی طرف پڑ جاتی۔ تو آپ اس کو فرماتے اے بے ادب یہ ننگا کس لئے پھرتا ہے۔ کپڑے پہن لے۔ یہ شخص بے عقل مجذوب ہوش میں آجاتا اور فوراً اپنا ستر ڈھانپ لیتا تھا۔ اور آئندہ کے لئے مجذوب نہ رہتا تھا۔

نارنگیوں کی تقسیم

آپ کی مجلس کا یہ طریقہ تھا کہ جو چیز کوئی شخص آپ کے لئے لاتا تو حاضرین میں برابر تقسیم کرنے والے کو کسی طرح کی پریشانی نہ ہوتی کہ وہ کتنا کتنا دے بلکہ ایک طرف سے تقسیم شروع کر دیتا تمام کو برابر وہ چیز پوری ہو جاتی۔

ایک شخص آپ کی بارگاہ میں نارنگیاں لایا۔ ایک خادم کو حکم فرمایا کہ ان کو تقسیم کر دو۔ اس نے تقسیم کے دوران پانچ نارنگیاں چھپا کر ایک جگہ رکھ لیں۔ جب سب تبرک تقسیم ہو گیا تو ایک خادم نے عرض کی۔ حضور بادشاہ الگ بیٹھے تھے۔ ان کو تبرک نہیں ملا۔ آپ نے اس خادم کو فرمایا کہ فلاں جگہ پانچ نارنگیاں رکھی ہوئی ہیں۔ وہ اس شخص کا حصہ ہے اس کو دے دو۔ اس خادم کو سخت شرمندگی ہوئی وہ حصہ ان کو لا کر دے دیا۔

پیر صاحب کا دلچسپ واقعہ

حضرت میاں جی کی خدمت میں دستار عمامہ پہنے ایک پیر صاحب آئے تین چار مرید اس کے ساتھ تھے۔ وہ تکبر کے انداز میں علیحدہ بیٹھے اور لوگوں پر اپنی بزرگی ثابت کرنے لگے۔ اسی حالت میں ایک پٹھان پریشان ننگے سر پاؤں آگیا۔

marfat.com

لیکن اس کو جوتیوں میں بیٹھنے کی جگہ ملی۔ ایک خادم آیا اور پینتیس ۳۵ روپے نقد کی تھیلی آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے بلا کسی انتظار اور انکار کے یہ تھیلی لے لی۔ اور خادم سے فرمایا کہ یہ تھیلی اس پٹھان کو دے دو۔ اور پٹھان کو قریب بلا کر فرمایا کہ تو اس رقم سے ایک گھوڑا خرید، اور باقی رقم اپنے پاس خرچ کے لئے رکھ لے۔ اور فلاں شہزادہ کے پاس جا اور فوج میں ملازمت اختیار کرے اور یہ تیرے لئے بہتر رہے گا۔ یہ دیکھ کر وہ پیر ناراض ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ مال درویشوں، فقیروں کا حق ہے۔ جو آپ نے پٹھان کو دے دیا ہے۔ حضرت قبلہ میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ظاہرہ اس کا حق زیادہ تھا۔ اس لئے کہ وہ پیروں سے ننگا تھا۔ دوسرے سر سے ننگا اور آپ کے پاس جبہ و دستار و عصا رموجود ہے۔ پیر ناراضگی کا اظہار کرتا ہوا چلا گیا۔ حضرت میاں جی نے فرمایا کہ برادر کھانا تیار ہے۔ کھا کر جاؤ۔ لیکن درویش نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کھانا نہ کھایا۔ اور وہ چلا گیا۔

حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اس کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اہل مجلس نے عرض کیا۔ قبلہ وہ کیا بات ہے۔ جو اس فقیر کو پیش آنے والی ہے۔ فرمایا ایک سو ساڑھے بائیس روپے اس نے کمر کے ساتھ پیٹی میں باندھ رکھا ہے۔

یہ تھیلی اس کی گم ہو جائے گی۔ اور اسی روپیہ کے غم میں خود ہلاک ہو گا۔ اور اس کے ساتھی اسی روپیہ کی وجہ سے ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔ یہ واقعہ جس کی خبر حضرت میاں میر صاحبؒ نے دی تھی۔ اس کی تصدیق کے لئے بعض افراد اس درویش کے ساتھ ہو گئے۔ دو تین دن یہ شخص ادھر ادھر پھرتا رہا اور غسل کر کے دوبارہ حاضر ہوا تاکہ رخصت حاصل کرے۔ حضرت نے کھانے کی دعوت دی۔ فقیر کھانا کھانے بیٹھا۔ آپ نے فرمایا کہ کمر بند کو ڈھیلا کر لو۔ اور اطمینان سے بیٹھو فقیر نے کمر بند پر ہاتھ رکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی پیٹی (ہمیانی) پاس نہیں۔

marfat.com

ہے۔ گھبرایا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کدھر جاتے ہو۔ عرض کیا۔ کہ کوئی چیز گم ہو گئی ہے۔ دیکھ کر آتا ہوں۔ فقیر اضطراب اور پریشان حال اٹھا اور گم شدہ چیز کو تلاش کرنے چلا گیا۔ غسل خانے میں جا کر اپنی روپوں والی پیٹی تلاش کرنے لگا۔ لیکن نہ ملی حضرت میاں جی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بے ادبی و گستاخی کی معافی مانگ کر دست بستہ کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ میری رقم گم ہو گئی ہے۔ براہ کرم میرا روپیہ مجھے مل جائے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم کو کیا پتہ ہے اور ہم کیا جانتے ہیں۔ کہ کیا ہوا ہے کیوں ہوا ہے۔ یہ سُن کر فقیر نے کہا کہ اگر روپیہ نہ ملا۔ تو میری زندگی یہاں بھی ختم ہو جائے۔ اور مجھے تو موت نظر آ رہی ہے۔ یہ کہہ کر رقم کا نام لے کر زار و قطار رونے لگا۔ اور عاجزی منت و سماجت کرنے لگا۔ اس قدر عاجزی کی کہ اہل مجلس نے سفارش کی کہ قبلہ اس مسافر پر کرم کر دیں۔

آپ نے فرمایا اچھا تو کل فلاں وقت دریا کے کنارے چلے جانا اور فلاں مقام پر ایک کشتی آئے گی۔ یہ کشتی بڑی ہو گی۔ اس کشتی میں ایک فقیر ہو گا۔ وہ فقیر کشتی کا ملاح ہے۔ وہ پیٹی تجھے دے گا۔ تو اپنی گم شدہ تھیلی خود مانگ لینا آپ کے ارشاد کے مطابق وہ فقیر دریا کے کنارہ پر جا کر کشتی کا انتظار کرنے لگا۔ ایک کشتی کو آتے کو آتے کہ جس کا ملاح تنہا اس میں بیٹھا تھا۔ فقیر تھا اور اس کے کپڑوں کو بہت سے ٹکڑے لگے ہوتے تھے۔ فقیر کے دل میں خیال آیا کہ یہ تو بوجھ اٹھانے والا ہے جس شخص کے متعلق حضرت میاں جی نے فرمایا تھا۔ وہ تو کوئی دوسرا آدمی ہو گا۔ یہ خیال آتے ہی وہ کشتی والا آدمی سر اٹھا کر بول اٹھا کہ بے شک میں مزدور بوجھ اٹھانے والا ہوں اور ایک بوجھ وہ ہے۔ جو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے میرا پتہ دے کر بھیجا ہے۔ یہ درویش فقیر کہنے لگا۔ ہاں دوست ہے۔ کشتی والے نے کہا۔ تھیلیاں اندر کشتی میں رکھی ہیں۔ اس فقیر نے اپنی تھیلی پہچان لی۔ اور لے کر چلنے لگا۔ کشتی کے فقیر ملاح نے کہا۔ بھائی رقم گن لو۔ اور پوری تسلی کر کے لے کر جاؤ۔ جب رقم گن لی تو وہ رقم ایک سو بائیس روپے آٹھ آنے

marfat.com

تھی۔ اپنی رقم لے کر دوبارہ حضور میاں جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کی کرم نوازی اور توجہ سے رقم حاصل ہو گئی ہے۔ سلام عرض کیا اور چلا گیا۔ چوں کہ رقم کے گم ہونے کی وجہ سے سخت بے تاب و بے قرار ہو گیا گو اب رقم کرامت سے واپس مل گئی تھی۔ لیکن اس غم کی وجہ سے خونی دست آنے لگے۔ دو تین روز بیمار رہ کر یہ فقیر فوت ہو گیا۔ ایک ساتھی نے رقم لی اور بھاگ گیا۔ جب دوسرے ساتھی کو پتہ چلا کہ رقم تو وہ لے گیا ہے۔ تو یہ شخص اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ یہاں تک کہ ایک دن موقعہ پا کر اس کو قتل کر دیا اور رقم لے لی۔ یہ خبر قتل کی مشہور ہو گئی اور یہ شخص پکڑا گیا اور اس کو قصاص میں قتل کر دیا گیا۔ رقم کو خزانہ میں داخل کرا دیا۔ جو کچھ حضرت میاں جی صاحبؒ نے بیان فرمایا تھا وہ پورا ہوا اور وہ پٹھان جو سر سے ننگا دربار میں آیا تھا۔ شاہزادہ کا ملازم ہو کر بڑا مال دار ہو گیا۔

اولاد کے لئے دُعا

آپ کا غیاث نامی ایک خادم تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ شادی کرنے کے بعد کئی سال گزر گئے۔ میرے گھر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ میں نے حضرت میاں جی صاحبؒ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ شادی کئے ہوتے کئی سال ہو گئے ہیں، لیکن میرے گھر کوئی اولاد نہیں نہ لڑکی نہ لڑکا۔ تو اب میں نے دوسری شادی کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ دعا فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ اطمینان رکھ اسی عورت سے لڑکے ہوں گے۔ آپ کے ارشاد کے بعد اسی عورت سے دس لڑکے پیدا ہوتے اور یہ سب سلامت رہے۔

گمشدہ بھائی مل گیا

ایک صاحب نے بیان کیا۔ کہ میرے ایک عزیز تھے اور وہ دو بہن بھائی تھے

marfat.com

بھائی اپنی بہن کو چھوڑ کر بخارا چلا گیا۔ پندرہ سال کے بعد خبر آئی۔ کہ وہ بھائی فوت ہو گیا ہے۔ بہن تو یہ خبر سن کر بے سن کر بے ہمت وغم زدہ ہو گئی۔ میں حضرت میاں جی صاحبؒ کی خدمت میں آیا کہ واقعہ بیان کروں۔

حضرت میاں جی صاحبؒ نے فرمایا۔ اپنے دل کو اطمینان رکھو اور تسلی رکھو کہ وہ شخص صحت وسلامتی سے ہے اور جلدی ہی تمہارے پاس آجاتے گا۔ اس بات کو ایک ہفتہ بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ وہ شخص خیر و عافیت سے واپس آ گیا۔

غارِ حرا میں پہنچ گئے

نور محمد جناب میاں میر جی صاحبؒ کا خادم بیان کرتا ہے کہ جب میاں جی صاحب، رحمۃ اللہ علیہ پر ضعیفی آ گئی اور آپ باغوں میں جانے کے قابل نہ رہے تو اکثر آپ حجرہ مبارک میں رہ کر عبادت کرتے اور باہر نہ جاتے تھے۔ دن کو اکثر لوگوں کا ہجوم رہتا۔ اور لوگ طالب فیض ہوتے اور رات کو آپ عبادت میں مصروف رہتے، میں چونکہ ہر وقت خدمت میں حاضر رہتا۔ اس لئے میں خوب جانتا ہوں کہ آپ رات اور دن کو کیا کرتے اور جب گرمی ہوتی۔ آپ رات کو حجرہ مبارک کی چھت پر چڑھ جاتے اور مجھے حکم فرماتے کہ مسواک، پانی کا لوٹا، پنکھا اور جوتا اوپر لاکر رکھ دینا۔ میں اسی طرح کرتا کہ مغرب کے بعد یہ چیزیں چھت پر رکھ دیتا۔ صبح کی نماز سے پہلے پھر مسواک اور پانی وغیرہ حاضر کرتا۔ ایک رات حضرت میاں جیؒ نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ آج پوری رات میں کشمیر کی نہر کے کنارہ پر رہا۔ اگر تو نے کشمیر کو دیکھا ہے۔ تو مجھ سے کشمیر کی چیز کے متعلق پوچھ۔ تو میں ایک ایک چیز کر کے تجھ کو بتا دوں۔ میں نے عرض کیا۔ قبلہ میں نے تو کشمیر نہیں دیکھا ہے۔ دوسری رات کو میں نے آپ کے حکم کے مطابق پانی کا لوٹا اور پنکھا وغیرہ حجرہ مبارک کی چھت پر رکھ کر سو گیا۔ لیکن پانی کا رکھنا بھول گیا۔ آدھی رات کو خیال کہ میں نے تو پانی آپ کے پاس نہیں رکھا۔ اب رکھ دوں۔ میں کوزہ پانی کا لے کر اوپر چھت

marfat.com

پر گیا۔ لیکن حضرت موجود نہ تھے۔ اب مجھے خیال آیا کہ شاید باہر قضائے حاجت کے لئے گئے ہوں۔ مَیں انتظار کرنے لگا اور ساتھ ساتھ اِدھر اُدھر تلاش کرتا رہا۔ پوری طرح تلاش کیا۔ لیکن آپ نہ مل سکے۔ اس دوران تلاش میں مَیں نے مکان کے کنارہ پر کھڑے ہو کر دیکھنا شروع کیا۔ ناگہاں میرے بالکل ساتھ سے آواز آئی۔ نور محمد پانی لاؤ۔ تاکہ وضو کر دوں۔ مَیں حیران ہو گیا اور جلدی سے پانی پیش کیا۔ اب صبح صادق ہو گئی تھی۔ مَیں نے عرض کی۔ آپ کہاں تھے۔ فرمایا کیا کہتا ہے۔ سویا ہوا تو نہیں۔ مَیں نے عرض کی جناب سویا نہیں اور میری حیرانی ختم نہیں ہو سکتی۔ جب تک آپ نہ بتائیں گے مَیں نے تو ہر جگہ آپ کو تلاش کیا۔ آپ یہاں نہیں تھے۔ آں جناب نے میرے شدید اصرار پر ارشاد فرمایا کہ عام لوگوں کو نہ بتانا۔ آج کی رات میں غارِ حراؔ میں گیا ہوا تھا۔ مَیں نے عرض کیا۔ غارِ حرا کہاں ہے اور وہاں کیا ہے۔ فرمایا۔ غارِ حراء مکہ شریف کے قریب ہے اور اس غار میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معرفت کے لئے چلّہ فرماتے اور پہلی وحی یہاں پر ہی نازل ہوئی تھی اور فرمایا حاجی لوگ حج کرنے جاتے ہیں تو اس غارِ حراء کو دیکھنے جاتے ہیں اور فرمایا۔ جو روحانی کشائش دوسرے مقام میں چالیس برس میں حاصل ہوتی ہے۔ وہ غارِ حراء میں صرف ایک رات رہنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔

مرید کی شکایت

حضرت خواجہ بہاری قبلہ میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر مرید ہیں جو مریدوں سے ہی فرماتے ہیں کہ حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید ایک مسجد میں رہا کرتا تھا۔ اس مسجد کے امام صاحب عالم متقی حافظ اور فقیہ تھے اور نماز، جماعت اور اقامت وغیرہ میں ہمیشہ یہ مرید امام پر اعتراض کیا کرتے تھے ایک دن حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے اور آپ کے مرید کا شکوہ کرنے لگے کہ جماعت کے سلسلہ میں یہ آپ کا مرید پریشان کرتا ہے۔ اور

کہتا ہے۔ کہ یہ جماعت مفید نہیں۔ آپ نے امام صاحب کی بات پر توجہ نہ کی۔ جب دوبارہ امام صاحب نے توجہ دلائی تو فرمایا۔ ان کو کیا کہتے ہو۔ آپ کو اس مرید سے کیا تعلق ہے، جہاں چاہے وہ نماز پڑھے۔ یہ امام وہاں سے رخصت ہو کر چلا ہی تھا کہ گرا پڑا اور بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو اس کو کوئی چیز یاد نہیں، دماغ سے تمام علوم مٹ گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں امام صاحب کو موت آگئی اور وفات پا گئے۔

محدّث دہلوی کی آپ سے ملاقات

جہانگیر بادشاہ کشمیر میں تھے کہ بعض حاسدوں نے بادشاہ کے پاس شیخ عبدالحق محدّث دہلوی اور مرزا حسام الدین کے متعلق شکایات کیں اور شیخ عبدالحق محدثین کے امام تھے اور مرزا احسّام الدین خواجہ حضرت باقی باللہ نقش بندی کے مرید خاص خاص تھے۔ ان دونوں کو کشمیر میں بادشاہ کے پاس حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ شیخ عبدالحق اور مرزا احسّام الدین کو دہلی میں نظر بند کر دیا جائے اور شیخ عبدالحق کے بیٹے شیخ انوارالحق کو کابل میں جلاوطن کر دیا گیا۔ شیخ عبدالحق محدث جب لاہور میں آئے تو بڑے پریشان تنگ دل اور غم زدہ تھے۔ لاہور میں محدث صاحب حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور اپنی حالت کو بیان کی اور کہا کہ بادشاہ کے حکم کے مطابق مصیبت آن پڑی ہے۔ ایک سال کے لئے اہل و عیال سے جدا کر دیا گیا اور میرا بیٹا انوارالحق کابل میں جلاوطن کر دیا گیا۔ انہوں نے دعائے خیر کی التجا کی۔

حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ محدث صاحب میرا وعدہ ہے کہ آپ اپنے بال بچوں سے جدا نہیں ہوں گے۔ انوارالحق بھی جلاوطن نہیں ہوگا۔ آپ سکون و اطمینان سے دہلی جائیں گے اور بادشاہ واپس دہلی نہیں جا سکے گا۔ شیخ بہت خوش ہوتے اور چلے گئے۔ چار دن کے بعد خبر آگئی کہ بادشاہ کا انتقال

marfat.com

ہوگیا ہے۔ شیخ عبدالحق پورے سکون کے ساتھ اپنے بیٹے انوارالحق کو ساتھ لے کر دہلی واپس تشریف لے گئے۔

طاعون کا مریض تندرست ہوگیا

مبارک حسین خوانی حضرت قبلہ میاں جی صاحب کے مخلص مرید ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کے کان کے نیچے طاعون کا پھوڑا نکل آیا اور ان دنوں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی تھی بچے کی بیماری اور اس کی زندگی سے مایوسی نے مجھے بے قرار کر دیا۔ حضرت میاں میر صاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کا دامن پکڑ کر میں نے اپنے بیٹے کی زندگی کی التجا کی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کریم کے کارخانہ قدرت میں کسی کو کوئی دخل نہیں۔ میں نے التجا کو جاری رکھا اور دعا کی درخواست کرتا رہا۔ آخر حضرت نے ایک کوزہ پانی کا دم کر کے دیا۔ میں نے آ کر بچہ کو پانی پلایا۔ پانی پینے کے بعد ہی طاعونی علامت کا زور ٹوٹ گیا اور صبح کو وہ علامت ہی غائب تھی اور بچہ بالکل تندرست و سلامت تھا۔

تبادلہ منسوخ ہوگیا

یہی صاحب مبارک حسین خوانی بیان کرتے ہیں کہ میں بادشاہ جہانگیر کا خاص ملازم تھا۔ جہانگیر کشمیر جاتے ہوتے مجھے ساتھ لے گئے اور راستہ میں مجھے ایک خط ملا۔ جو میرے دوست کا تھا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ حضرت میاں جیو نے کہا ہے کہ تم واپس لاہور آجاؤ گے۔ کشمیر جا کر بادشاہ نے مجھے لاہور کے سفر پر روانہ کر دیا۔ جب لاہور پہنچا تو خبر ملی کہ بادشاہ نے مجھے کابل جانے کا حکم دیا ہے اور تبادلہ کابل کے لئے ہوگیا۔ اور میری خواہش یہ تھی کہ میں رہوں تو لاہور میں رہوں، حضرت میاں جی صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کابل میں متعین کر دیا ہے اور میرا دل نہیں چاہتا کہ میں لاہور سے باہر جاؤں۔ فرمایا تو پریشان نہ ہو۔ لاہور میں ہی رہے گا۔ بادشاہ نے

marfat.com

پہلا فرمان منسوخ کر کے حکم دیا اور میں بدستور لاہور میں ہی اپنی خدمت پہ کام کرتا رہا۔

کھاری پانی میٹھا بن گیا

دہی مبارک حسین فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی حویلی میں کنواں کھودا۔ لیکن پانی کھاری اور کڑوا نکلا۔ ایک لوٹے میں اپنے کنوئیں کا پانی لیا۔ اور جا کر حضرت کو پیش کیا اور عرض کیا کہ پانی ناقابل استعمال ہے کرم نوازی فرما دیں اور دعا کریں۔ کہ اللہ کریم اس پانی کو میٹھا کر دے۔ حضرت میاں جی صاحبؒ نے ایک دوسرا لوٹا اسی پانی سے بھرا اور اس پر دم فرما دیا اور فرمایا کہ جا کر اپنے کنوئیں میں ڈال دے۔ میں نے یہ پانی لا کر اپنے کنوئیں میں ڈال دیا اور ایک ڈول بھر کر نکالا تو سارا پانی میٹھا ہو گیا۔ لاہور کے اکثر لوگ اس کنوئیں سے پانی لے کر جاتے ہیں۔

قید سے رہائی

مبرک حسین بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے ایک ظالم نے گرفتار کر لیا۔ اور زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ میرا بیٹا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے قید ہونے کا واقعہ بیان کر کے رہائی کی درخواست کی۔ آپ نے میرے بیٹے کو فرمایا کہ قید خانہ میں اپنے والد کو خط لکھ دے کہ خیریت سے رہائی حاصل ہو گی۔ میرے بیٹے کا خط ملا۔ میں خوش ہو گیا۔ پندرہ دن کے بعد میرے ساتھیوں کو اور مجھے ظالم کے ہاتھوں سے نجات حاصل ہو گی۔

تقدیر پر زور نہیں

جن دنوں طاعون کی وبار کا لاہور میں زور ہو گیا اور یہ طاعون کئی سال تک رہی تو شیخ پیر میر یعنی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اجتماعی دعا کریں۔ تاکہ اللہ کریم طاعون کو دور کر دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب لوگوں کی قضا آجاتی ہے۔ تو

marfat.com

دعا قبول نہیں ہوتی۔ یہ پیر صاحب چلے گئے اور خود ہی توجہ فرمانے لگے۔ آخر بے ہوش ہو گئے اور تینوں دن بے ہوش رہے۔ تین دن کی نمازیں قضا ہو گئیں۔ ہوش آنے کے بعد حضرت میاں میرجی کے پاس آئے اور واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے کہا تھا کہ تقدیر مبرم ہے۔ دخل نہ دو۔ لیکن آپ نے جرأت کی اور اپنی غلطی کا مزا چکھا۔

قلعہ کانگڑہ کی فتح کی خوشخبری

قلعہ کانگڑہ کو فتح کرنے کے لئے مسلمانوں نے حملہ کر دیا۔ کئی سال ہی محاصرہ جاری رہا۔ لیکن قلعہ کو فتح نہ کیا جا سکا۔ میاں میر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید اس مہم میں قلعہ کی فتح کے لئے شامل تھا۔ اس نے ایک رقعہ حضرت میاں میر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کیا، جس میں لکھا تھا کہ محاصرہ کئے ہوئے ایک عرصہ گزر گیا ہے فتح حاصل نہیں ہو سکی۔ اب ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔ آپ نے اس کاغذ کی پشت پر لکھا۔ کہ اللہ نے چاہا تو اس سال کے اندر اندر یہ قلعہ مسلمانوں کو حاصل ہو جائے گا۔ اس رقعہ کے واپس آنے پر جلد ہی قلعہ کانگڑہ فتح ہو گیا۔

فوراً شفا ہو گئی

سید محمد بیان کرتے ہیں کہ میری عمر پانچ سال تھی کہ لاہور میں طاعون کی وبا پھیل گئی۔ میرے کان کے نیچے پھوڑا نکل آیا۔ میرے والد ابراہیم مجھے لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے فرمایا۔ تیرے بیٹے کی پیشانی پر روشن نور نظر آ رہا ہے۔ یہ تندرست ہو جائے گا۔ اس سے بہت لوگوں کو فیض پہنچے گا۔ آپ مطمئن رہیں۔ آپ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیرا اور دعا فرما دی۔ میرے گھر پہنچنے تک کامل صحت ہو گئی۔

---

marfat.com

قید کی پیش گوئی

سید محمد بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت میاں جی نے کسی آدمی سے حضرت میرک حسین خوانی کے بارے میں دریافت فرمایا۔ تو اس شخص نے کہا کہ جناب عالی میرک حسین پر بادشاہ بہت خوش ہیں۔ اس کی بہت عزت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ یہ بات غلط ہے۔ بادشاہ ان پر سخت ناراض ہے۔ چند دن کے بعد پتہ چلا کہ بادشاہ نے ناراض ہو کر میرک حسین کو قید کر دیا ہے اور تمام جاگیر ضبط کر لی۔

شیخ بھوہ دہلی کا امیر آدمی تھا۔ کسی شخص کو حضرت کے پاس بھیجا کہ دعا کرا دیں، کہ میں ٹھٹھہ اور بھکر جا رہا ہوں۔ میرا سفر خیریت سے ہو۔ اور واپس خیریت سے آ جاؤں آپ نے فرمایا کہ یہ صاحب صوبہ ٹھٹھہ میں فوت ہو جائیں گے۔ اسی طرح ہوا۔

لڑکوں کی پیدائش کیلئے دُعا

ملّا سعید خان قریباً ساٹھ سال تک حضرت قبلہ میاں میر صاحب کی خدمت میں آتے جاتے رہے۔ وہ عقیدت کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ مولانا صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ مولانا گھر کی کیا خبر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ دو بیٹیاں توام پیدا ہو گئی تھیں۔ ایک فوت ہو گئی ہے اور دوسری زندہ ہے۔ اب میری بیوی حاملہ ہے۔ سر سے چادر اتار کر سجدہ میں رکھ کر روتی ہے کہ اے اللہ تو مجھے ایک بیٹا دے۔ فرمایا کہ وہ خدا کے لئے بچہ دینے کا کام مشکل سمجھتی ہے کہ وہ ایک بچہ دے دے۔ اللہ کریم دو بچے عنایت فرمائے گا۔ چند ماہ کے گزرنے کے بعد ملّا سعید خان کے گھر دو لڑکے توام پیدا ہوئے اور ابھی تک وہ بچے زندہ سلامت موجود ہیں۔

---

marfat.com

وظیفہ ملنے لگا

ملّا سعید خاں بیان فرماتے ہیں کہ ناصر مخدوم محمد اعظم شیخ محمد زاہد جامی کے تھے اور بلخ سے لاہور آکر قیام کر لیا تھا۔ اکبر بادشاہ کے ساتھ مراسم پیدا کر لئے اور سلطان اکبر نے ایک اشرفی روزانہ کا خرچ مقرر کر دیا۔ اور اب دو ماہ گزر گئے۔ اکبر بادشاہ کی طرف سے روزینہ بند ہو گیا۔ صوفی محمد ناصر نے حضرت میاں جی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ بیان کر دیا اور عرض کیا کہ اب تو میرے دوستوں کو فاقے ہیں۔ آپ سے دعا کی امید لے کر حاضر ہوتے ہیں۔ آپ ناامید نہ فرمائیں اور دعا کر دیں کہ روزینہ مقرر ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ صوفی صاحب آپ خود صاحب صلاح اور متقی ہیں۔ خود کس لئے دعا نہیں فرماتے۔ عرض کی کہ اگر میری دعا قبول ہوتی تو میں آپ کو یہ تکلیف نہ دیتا۔ فرمایا آپ جائیں۔ آج رات آپ کے روزینہ کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور آپ کو روزینہ مل جائے گا۔ اسی رات کو بادشاہ اکبر صوفی ناصر کو بلایا اور پوچھا کہ کیا وظیفہ باقاعدہ مل رہا ہے۔ صوفی صاحب نے سارا حال بیان کر دیا۔ بادشاہ نے دو ماہ کا وظیفہ اکٹھا دلوا دیا اور آئندہ کے لئے باقاعدہ روزینہ ملتے رہنے کا وعدہ کر کے صوفی صاحب رخصت کیا۔

دوست کے آنے کی خبر ہو گئی

ملّا سعید خاں فرماتے ہیں۔ کہ میں نے دربار میں نماز ظہر کے بعد حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ جب قبلہ میاں میر صاحبؒ کے مکان پر پہنچا تو خیال آیا کہ حضرت میاں میر رح اس وقت آرام کرتے ہیں اور اکثر حضرت میاں جی فرماتے ہیں کہ گرمیوں کی دوپہر سردیوں کی آدھی رات کی طرح ہوتی ہے اور اس وقت لوگوں پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ لہذا نماز ظہر کے بعد آپ آرام فرما رہے ہوں گے۔ یہاں ہی بیٹھ جاتا ہوں۔ تاکہ اس وقت آپ کو پریشان نہ کروں اور ساتھ بھی میں نے یہ احتیاط کی کہ اپنی آواز وغیرہ کو

marfat.com

بند کر لیا: تا کہ حضرت کہیں پریشان نہ ہوں۔ اسی حالت میں ایک خادم دوڑا ہوا آیا، اور آکر عرض کی۔ قبلہ جیو صاحب آپ کو بلاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کو کس نے خبر دی ہے کہ میں آیا ہوا ہوں۔ خادم نے کہا میں خود حیران ہوں کہ حضرت تو سو رہے تھے ناگہاں آنکھ کھول کر دیکھنے لگے اور مجھے بلا کر فرمایا کہ باہر جاؤ دالان میں ملّا سعید خان بیٹھے ہیں ان کو بلا لاؤ۔ میں اس کرامت کو دیکھ کر حیران تھا کہ حضرت کو کس طرح پتہ چل گیا کہ میں باہر بیٹھا ہوں۔ دربار میں حاضر ہو کر قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔

بیمار صحت یاب ہو گیا

ملّا سعید خاں فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت میاں جی نے الہامی زبان میں ارشاد فرمایا کہ ایک پٹھان میرے پاس آیا اور وہ بڑا بے قرار تھا اور مجھ سے دعا کی التجا کی۔ میں نے دعا کر دی اور کہہ دیا کہ ننگے کو کپڑے پہناؤ۔ اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ تو ساری مشکل کا میں ضامن ہوں۔ وہ جب وہاں سے واپس آگیا۔ تو ایک بھوکا اس کو راستہ میں مل گیا۔ اس کو اپنی انگوٹھی دے کر کہا کھانا کھائے اور آگے چند ننگے آدمی ملے۔ ان کو کپڑے پہنا کر پٹھان گھر کی طرف جا رہا تھا۔ تو اس کو ایک آدمی گھر کی طرف سے آتا ہوا ملا۔ پٹھان نے خیال کیا کہ شاید بیمار کے مرنے کی خبر لایا ہے۔ لیکن جب وہ ملا۔ تو اس نے بیمار کے تندرست ہونے کی خبر دی۔ گھر جا کر اس نے حلوا بنایا اور تھالوں میں بھر کر لایا اور ساتھ نقدی پیش کی۔ میں نے کہا یہ حلوا کیسا اور یہ رقم کس لئے لائے ہو۔ پٹھان نے کہا۔ کل آپ نے فرمایا تھا۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور ننگے کو کپڑے پہنا دو۔ میں تمہارا ضامن ہوں۔ میں نے اسی طرح کہا اور آپ کی دعا سے بیمار کو صحت حاصل ہو گئی۔ یہ حلوہ اور یہ نقد حاضر ہے۔ آپ قبول فرمائیں۔ آپ نے حلوہ تو یہاں درویشوں میں تقسیم کر دیا اور نقد رقم اس کو واپس کر دی اور فرمایا اپنی ذات پر خرچ کر لو

---

marfat.com

دوستی چھوڑنے کی نصیحت

ملّا سعید خان فرماتے ہیں کہ ملّا محمد خاں آصف خاں کے اُستاد تھے۔ تین بار حضرت میاں میرؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور پہلی دو ملاقاتوں میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ملّاجی بہتر ہے۔ دنیا سے تعلقات کو کم کر دو اور حق تعالیٰ سے دل کو لگا دو۔ اور جب ملّا محمد خان تیسری دفعہ حضرت میاں میرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مولانا ہم نے آپ کو آزما لیا ہے۔ آپ دنیا کو نہیں چھوڑ سکتے۔ تعلقات دنیاوی کو ختم کرنا آپ کے لئے مشکل ہے۔ یہ ہمت کا کام ہے۔ جو آپ نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ ضرور کرو کہ آصف خاں کی دوستی چھوڑ دو۔ آصف خاں کی دوستی آپ کو سخت نقصان دے گی۔ مُلّا جی نے حضرت میاں جی کی نصیحت کو چھوڑ دیا، اور کوئی پرواہ نہ کی اور آصف خاں کے ساتھ کابل روانہ ہو گئے۔ دریائے کابل کے کنارے آصف خاں کے دشمن نے آپ کو قتل کر دیا اور اس دوستی کا نتیجہ ہلاکت نکلا۔

مُلّا سعید مرے نہیں زندہ ہیں

مُلّا سعید خان بتاتے ہیں کہ مَیں اکبر بادشاہ کے ساتھ اکبر آباد چلا گیا۔ اور وہاں بیمار ہو گیا۔ لاہور میں اطلاع اس طرح آئی کہ مَیں فوت ہو گیا ہوں۔ ایک دن حضرت میاں جی نے میرے متعلق لوگوں سے دریافت فرمایا کہ مُلّا سعید کا کیا حال ہے تو لوگوں نے کہا۔ حضور ہم نے سُنا ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ فرمایا یہ خبر غلط ہے۔ مَیں دیکھ رہا ہوں۔ کہ مُلّا سعید خاں زندہ ہیں اور صحیح سلامت ہیں۔ اللہ کی شان کہ مَیں نے اکبر آباد سے لاہور آنے کا ارادہ کیا۔ جب لاہور آیا تو حضرت کی غلامی کی خاطر حاضر بارگاہ ہوا تو فرمایا کہ یہاں تو لوگوں نے آپ کے متعلق غلط بات مشہور کر رکھی تھی۔ لیکن میں آپ کو زندہ سلامت دیکھتا تھا۔ وہی بات ہوئی جس کو حضرت کی نگاہ نے دیکھا تھا۔

marfat.com

روپیہ گم ہو جائے گا

مولانا فتح محمد خاں اپنے والد کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیا چیز اپنے پاس باندھ رکھی ہے۔ میرے والد نے کہا کہ حضور ایک روپیہ ہے۔ جس کو میں نے باندھا ہے۔ فرمایا کہ اس کی حفاظت کر، کہیں گم نہ کرے۔ میرے والد نے کہا کہ مجھ سے کوئی شخص روپیہ نہیں لے سکتا۔ لیکن جب میں حکیم کی سرائے کے پاس سے گزرا تو کسی نے میرا روپیہ چرا لیا۔ دوسرے دن جب حاضر ہوا تو فرمایا کہ روپیہ کو تو نے ضائع کر دیا۔ میں نے عرض کیا۔ بڑی حفاظت کی۔ لیکن گم ہو گیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ تمام بات آپ پر کشف سے واضح ہو گئی تھی کہ اس طرح ہو گا۔

لڑکی شکم مادر میں لڑکا بن گئی

میاں فاضل صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا اور میں غمزدہ دل شکستہ ایک طرف حضرت میاں جی کی مجلس میں خاموش بیٹھ گیا اور حضرت قبلہ آنکھیں بند کر کے بیٹھے تھے۔ میرے آنے کا علم ہو گیا۔ اپنے مرید پراچہ سے کہا کہ یہ فاضل صاحب ایک طرف خاموش بیٹھے ہیں۔ پراچہ نے کہا۔ شاید اس پر کسی نے کوئی ظلم کیا ہو گا۔ فرمایا کسی نے کوئی ظلم نہیں کیا۔ صرف قضاً الٰہی نے اس کو غمزدہ کر دیا۔ اور قضاء کے ساتھ کسی کا کیا مقابلہ ہے۔ آپ نے پراچہ سے کہا کہ اس کو کہہ دو کہ غم نہ کرے اللہ کریم اس بچہ سے زیادہ بہتر اور خوبصورت بچہ عنایت فرمائے گا۔ جب میں نے اپنی بیوی کو بتایا کہ حضرت میاں جی رحمۃ نے فرمایا ہے کہ اللہ تمہارے ہاں اور بیٹا دے گا۔ تو بیوی نے کہا۔ ایک ماہ کا حمل ہے۔ جب نو ماہ گزر گئے تو فرزند پیدا ہوا۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کی بشارت کو خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا ہے۔ میاں جی نے ارشاد فرمایا کہ یہ لڑکی تھی۔ تین بار میں نے اللہ سے عرض کر کے لڑکا حاصل کیا ہے۔

marfat.com

عالم ملک الملکوت میں اس لڑکے کا نام محمد افضل رکھا گیا ہے۔ مسکرا کر فرمایا۔ باپ کا نام محمد فاضل ہے، تو بیٹے کا نام محمد افضل ہے۔ اہل مجلس سے ایک شخص نے عرض کیا کیا اب لڑکی نہیں ہو گی۔ فرمایا کئی لڑکیاں ہوں گی۔ چنانچہ اب چھ سال کی مدت ہو گئی۔ اللہ کریم نے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا عنایت فرمایا۔

درد فوراً دُور ہو گیا

فاضل صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اپنے دادا کے ساتھ آنا یاد ہے۔ ایک دفعہ میرے کان میں درد تھا اور درد بہاں نہایت شدید تھا۔ حضرت میاں جی کی خدمت میں مجھے لے گئے۔ آپ نے جاتے ہی فرمایا کہ کان میں درد ہے اور ایک چٹکی میں دونوں انگلیوں سے پاس کی دیوار سے مٹی لی۔ اور میرے کان میں ڈال دی اسی وقت درد ختم ہو گیا اور مجھے پورا آرام ہو گیا۔

لونڈی امانتیں واپس لے آئی

یہی راوی بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا فرماتے ہیں کہ میرے شاگرد اپنی اشیاء اور نقد روپیہ میرے پاس امانت رکھتے تھے۔ رات کو گھر کی ایک خادمہ تمام امانتیں لے کر بھاگ گئی۔ میں حضرت میاں جی کی خدمت میں حاضر ہو کر عاجزی اور منت سماجت کرنے لگا۔ کہ لوگوں کی امانتیں مجھے واپس مل جائیں۔ حضرت میاں جیؒ نے دو تین بار کوئی جواب نہ دیا۔ میرے دل میں آئی کہ یہ سامان نہیں ملے گا۔ اس لئے آپ نے جواب نہیں دیا۔ دوبارہ میں نے عرض کی۔ ارشاد فرمایا۔ کہ گھر جاؤ نوکرانی سامان لے آئی ہے۔ میں گھر آیا تو میں نے اس ملازمہ کو دیکھا۔ تمام سامان لے آئی ہے۔ میں نے کہا تو کس طرح یہ سامان لے کر واپس آ گئی ہے۔ نوکرانی نے کہا کہ میں فلاں جگہ تھی۔ ایک شخص نے مجھے بازو سے پکڑ کر یہاں لے آیا اور میں انکار نہ کر سکی۔

marfat.com

جن کی کارستانی

یہی راوی بیان کرتے ہیں۔ سلطان علی باقی کا بیٹا بیمار تھا۔ تمام طبیبوں اور حکیموں نے اور دم درود کرنے والوں نے علاج کیا۔ لیکن آرام نہ آیا۔ اسے جن کا آسیب تھا۔ مَیں اسے حضرت میاں جیؒ کی خدمت میں لے گیا۔ اس کی بیماری کا ذکر کر کے دُعا کی درخواست کی۔ فرمایا کہ دو روٹیاں گھی میں پکا کر کسی بھوکے کو کھلادو۔ مَیں نے سلطان محمد کو یہ کہہ دیا کہ دو روٹیاں گھی میں پکا کر کسی بھوکے کو کھلادو لڑکا ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن انہوں نے روٹیاں دینے میں غفلت کی اور روٹیاں نہ دیں۔ کچھ وقت کے بعد اس لڑکے پر جن آگیا اور وہ جن مثنوی مولانا روم پڑھنے لگا۔ اور کبھی دوسری عبارتیں پڑھتا اور اس بچہ کو تو عبارت کا پڑھنا بھی نہیں آتا تھا۔ ہم تمام لوگ یہ سمجھ گئے کہ یہ جن استاد ہے۔ علم خوب جانتا ہے اور یہاں مدرسہ کے طالب علموں میں موجود تھا۔ تمام حیران رہ گئے۔ اس جن سے حالات پوچھنے لگے اور جن تمام حالات بتاتا تھا۔ بلکہ جو سوال کرو وہ ہر سوال کا جواب دیتا تھا۔

اس جن سے کسی نے یہ سوال کیا کہ تجھے دُور کرنے کے لئے جو عمل اور تعویذ کئے گئے۔ ان میں کس کا عمل غالب رہا تھا۔ جن نے کہا یہ سب علاج غلط تھے۔ میرا علاج صرف وہ تھا جو حضرت شیخ میر محمد قدس اللہ سرہٗ نے بتایا تھا کہ دو روٹیاں کسی فقیر کو کھلا دو۔ اگر یہ روٹیاں کھلا دیتے تو میں اس لڑکے پر دوبارہ آہی نہیں سکتا تھا۔

عزّت بچ گئی

مّلا اسحٰق بڑے فاضل عالم تھے۔ ان کے والد حضرت میاں میرؒ سے عقیدت رکھتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ روستاق کا رہنے والا صوفی ملا مسکین بہت مدت تک آپ کی خدمت میں رہا۔ ایک وقت تھا کہ حضرت میاں جی نے ارشاد فرمایا کہ صوفی مسکین تو اپنے وطن روستاق جاؤ۔ اور گھر والوں سے ملاقات کرو اور اپنے عزیز رشتہ داروں

marfat.com

کی خبر لو۔ عرض کیا۔ قبلہ اب میں وطن جانے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ حضرت میاں جی صاحبؒ نے دوبارہ حکم دیا کہ جاؤ اور اپنے وطن جا کر گھر کی خبر لو۔ مجبوراً صوفی صاحب نے روستاق جانے کا ارادہ کیا۔ اور یہاں سے بدخشان روانہ ہو گئے۔ منزلیں طے کرتے ہوئے بدخشاں پہنچے اپنے گھر جب پہنچے تو شام کا وقت تھا اور آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ آپ کے گھر میں لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اور روشنی کا کافی انتظام تھا اور شور و غل ہو رہا تھا۔ اور کھانے پک رہے تھے۔ گویا کسی دعوت عام کا انتظام ہے۔ صوفی صاحب فرماتے ہیں۔ مَیں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہاں یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ مکان ملا مسکین کا ہے۔ انتیس برس ہو گئے ہیں کہ ملا صاحب ہندوستان کو چلے گئے ہیں اور ان کی وفات کی خبر یہاں آ گئی ہے اور موت وفات کی رسمیں ادا کرنے کے بعد ایک شخص آپ کی بیوہ اہلیہ سے نکاح کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہے اور آج ان کا نکاح پڑھایا جا رہا ہے اور یہ تمام خوشی شادی نکاح کی ہے۔ یہ باتیں سُن کر اور حضرت میاں جی کے کشف و کرامت کا خیال کر کے مُلا مسکین بے ہوش ہو گئے اور جب لوگ دوڑتے آئے اور خویش و اقربا نے آپ کو پہچان لیا۔ اس لئے کہ دعوت میں سبھی رشتہ دار جمع تھے بڑی خوشی کے ساتھ ان کو گھر میں لے گئے۔ اور جو لوگ برات اور دولہا کو لے کر آئے تھے۔ وہ سخت پریشان ہو گئے اور خاموشی سے چلے گئے۔ کچھ وقت صوفی صاحب اپنے گھر میں رہ کر اور گھر میں اخراجات وغیرہ دے کر واپس لاہور میں حضرت میاں میرؒ کے پاس حاضر ہوئے۔ مسکرا کر حضرت میاں جی نے ارشاد فرمایا۔ صوفی اگر تو تھوڑی سی دیر کو دیتا۔ تو بڑی مصیبت ہوتی صوفی مسکین نے حضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا اور روتا رہا کہ اگر آپ کی مدد نہ ہوتی۔ عظمت و عزت و ناموس لٹ جاتا۔ اور بے ہوش ہو گیا۔ آپ نے توجہ فرمائی تو ہوش آ گیا۔

marfat.com

حضرت کی رہائش اور بیٹھکیں

آپ کا طریقہ تھا کہ دن کو آپ باغوں اور جنگلوں میں چلے جاتے تھے۔ تاکہ سکون حاصل ہوسکے اور یہ خیال رکھتے کہ ان مقامات کو جائیں۔ جہاں لوگوں کی آمدورفت نہ ہوا اور سکون واطمینان سے اللہ کی جانب توجہ کا مرکز قائم ہوسکے اور رات کو اپنے حجرہ مقدسہ میں تشریف لاکر اندر سے حجرہ بند کرلیتے اور آج تک آپ کے تمام دوستوں اور آپ کے مریدوں کا بھی یہی طریقہ ہے اور جن مقامات پر آپ کے ساتھ دوسرے چند دوست بیٹھا کرتے تھے۔ صحیح بیان کرنے والوں نے بیان کیا ہے۔ ان جگہوں کو یہاں درج کیا جاتا ہے اور یہ تمام مقامات لاہور کے مشہور مقام تھے۔

۱۔ حجرہ شیخ چھوہو کے اوپر سایہ دار درختوں کے نیچے۔

۲۔ حضرت شیخ بلاول کی قبر کے پاس۔

۳۔ موضع میرداد پور

۴۔ بھیگووال کے قریب ریت کے ٹیلوں پر۔

۵۔ سوانی اجل کے باغیچہ میں جو کہ سلطان کے باغوں کے پاس ہے۔

۶۔ سلطان کے باغ کی عمارتیں ہیں۔

۷۔ نولکھ کے باغ میں اس باغ میں وہ سرش کا درخت ہے جو آپ کے حکم پر حضرت مُلا خواجہ سے باتیں کرنے لگ گیا تھا کہ میری یہ خاصیت ہے اور میں اللہ کے اسماء سے یا نافع کا ورد کرتا ہوں۔ اور میرے پھول اور میری لکڑی اور جڑ اور پتے فلاں کام آتے ہیں۔

۸۔ کامران کے باغ کی وہ عمارت جو اب پانی میں آگئی ہے۔

۹۔ قلیج خان کے باغ کی باغ کی عمارت میں جو مرزا کامران کے باغ کے پاس ہے اور یہ باغ اور اس کی اکثر عمارت پانی میں آگئی ہے۔

marfat.com

۱۰- انارکلی کے باغ میں، یہ باغ لاہور کے جنوب کی جانب واقع ہے۔

۱۱- ہوشیار خان کی سَرا کے پاس تالاب رنتھا کے کنارے۔

۱۲- فیروزپور روڈ کی سرا، گنبد میں یہ سرائے لاہور کے جنوب میں واقع ہے۔ اور اس عمارت کو لوگ گنبھ کہتے ہیں۔

۱۳- آپ کے مکان مبارک کے قریب مقبرہ پیش رو خان کے قریب درختوں کے نیچے اور یہ جگہ آپ کے روزہ مبارک کے قریب ہے۔

۱۴- قبرستان بی بی حاج تاج میں بیر کے درختوں کے نیچے۔

۱۵- قاسم خان کے باغ کی دیوار کے ساتھ ایک شیشم کا بڑا درخت ہے۔ اس درخت کے نیچے اکثر بیٹھا کرتے تھے۔

۱۶- احمد بیگ کی بہن کے مقبرہ کے بالاخانے پر یہ جگہ دولت خاں کی باؤلی کے قریب اور گنبد کے قریب ہے۔

۱۷- دلارام کی دایہ کے نام پر مشہور باغ فیض کے مقبرہ میں اکثر مشغول ذکر و فکر ہوتے یہاں ایک باؤلی ہے۔

۱۸- شیخ رکن الدین روہیلہ کے باغ میں، یہ باغ عالم گنج کے قریب ہے اور عالم گنج قلیج خان کی بنائی عمارت ہے۔

۱۹- خان اعظم کے باغ کے قریب شیخ جوہر کے مقبرہ پر۔

۲۰- شاہ مراد مرحوم کے محل کے قریب مقبرہ مقرب خان میں

۲۱- دولت آباد کے باغ کے پاس راجو باغ میں۔

۲۲- جوہر خان کے باغ کے پاس جھنگی میں آج کل وہاں پانی آگیا ہے۔

۲۳- ایک درخت اچھرہ کے پاس جو بہار کے موسم میں زیادہ شاداب ہو جاتا ہے جس دن آپ کی وفات ہوئی اسی دن یہ درخت گر گر تھا۔

۲۴- ہوشیار خان کے باغ کی طرف کھیتوں میں سبزہ اور زراعت کے دنوں میں جلوہ گری فرماتے۔

marfat.com

۲۵۔ ہوشیار خاں کے باغ کی مشرق کی جانب عبدالرحمٰن کے قبر کے پاس۔

۲۶۔ مرتضیٰ خان کا باغ جس کو آج کل وزیر خان کا باغ کہا جاتا ہے۔

۲۷۔ محمد تقی کے باغ میں جو جہانگیر بادشاہ کے دیوان کی عمارت تھی۔

۲۸۔ باغ ملک علی قوال شہر۔

۲۹۔ خانوں کے باغ میں۔

۳۰۔ دریا راوی کے کنارے شاہدرہ کے قریب جنگل میں۔

۳۱۔ مرزا مومن کے باغ میں۔

marfat.com

حضرت میاں میرؒ کی ہمشیرہ

بی بی جمال خاتون

یہ نیک سیرت پاک نفس روشن باطن مادرزاد ولیہ عورت ہیں۔ جن کی پیدائش کی خوش خبری آپ کی والدہ کو عطا کردی گئی تھی۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ ہیں۔ اور آج کا سن ۱۰۵۰ہ ہجری جارہا ہے۔ الحمدللہ کہ زندہ ہیں۔ حضرت بی بی جی صاحبہ اپنے وقت کی رابعہ ہیں۔ ریاضت مجاہدہ، ترکِ دنیا۔ اور تفرید وتجرید میں کمال رکھتی ہیں۔ اپنے زمانہ کی بے مثل ولیہ ہیں اور لاتعداد کرامات آپ سے ظہور میں آئی ہیں پہلے تو آپ نے اپنی دادی سے طریقت کی تعلیم حاصل کی اور قاضی طاہر کے واسطہ سے حضرت میاں میرؒ کی نسبت کا فیض حاصل کیا۔ یعنی بھائی کی تعلیم و فیض قاضی طاہر کے واسطہ سے حضرت میاں میرؒ کی نسبت کا فیض حاصل کیا۔ یعنی بھائی کی تعلیم و فیض قاضی طاہر کے واسطہ سے آپ کو ملی ہے۔ اس کے بعد تفرید کے مشائق شریعت اسلامیہ کے اصول پر ایک بزرگ زادہ کے ساتھ آپ کی شرعی شادی و نکاح ہوگیا اور دس سال تک آپ اس سلسلہ میں گھر میں آباد رہیں۔ اس دس سال کی مدت میں چھ سال خاوند کے ساتھ رہیں اور خاوند کی موجودگی میں بھی آپ نے ذکر و فکر اور مراقبہ خلوت کو اختیار کر لیا اور محبت الٰہی کا غلبہ ہوگیا۔ تمام تعلقات سے کنارہ کر کے اپنے حجرہ میں علیحدہ رہنے

marfat.com

لگیں۔ دو عورتیں رکھ لیں۔ جو گھر کا انتظام چلاتی تھیں۔ آپ پر استغراق کی حالت زیادہ ہوتی جاتی تھی۔

حضرت میاں میر جیؒ اپنی اس بہن کا ذکر خیر فرمایا کرتے تھے اور بہت ہی زیادہ تعریف کرتے تھے اور حضرت میاں جی نے فرمایا کہ ایک دن گھر میں مچھلی لائی گئی اور بی بی جمال خاتون پر استغراق طاری تھا۔ جب آپ کو ہوش آیا تو آپ کی نظر پہلے اس پر جا کر پڑی۔ ایک نور کا شعلہ اس مچھلی سے نکلا۔ اور آپ نے فرمایا کہ یہ مچھلی متبرک ہو گئی ہے۔ اس کو غلہ میں یا گھر کے اور مال اسباب میں محفوظ رکھ دو۔ اس مچھلی سے بہت زیادہ برکتیں ظاہر ہوں گی۔ آج تک یہ مچھلی ان کے رشتہ داروں کی پاس موجود ہے اور برابر اس مچھلی سے برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

جناب جمال خاتونؒ کے بھتیجے محمد امین کا بیان کیا ہے کہ بی بی جی نے فرمایا کہ میرے بھائی نے وفات سے پہلے ہی عالم ملکوت میں فرما دیا تھا کہ فلاں دن فلاں مہینہ اور فلاں وقت ہم ملک بقا کی طرف سفر کر جائیں گے۔ اور اس تاریخ کو مجھے حاضر جان کر ذکر الہٰی کرنا (یعنی میری موت کی رسومات ادا کرنا) جناب بی بی جی اکثر بزرگوں کی روحوں کو کھانا پکا کر ثواب بخش دیتی تھیں اور دیگ پکوا کر لاتیں۔ جب پک جاتی تو دیگ کو اپنے پاس منگوا کر اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر تھوڑا سا کھانا اس دیگ سے نکال لیتی تھیں اور فرماتی کہ ان لوگوں میں تقسیم کر دو۔ کھانا تمام لوگوں کو پورا ہو جاتا اور بہت کثرت سے لوگ کھانا لینے کو حاضر ہوتے تھے۔

اس طرح ایک اور کرامت ہے کہ ایک دفعہ آپ کے گھر دودھ کی ضرورت پیش آگئی۔ کافی تلاش کے باوجود دودھ نہ ملا۔ جناب بی بی جی سے جا کر عرض کیا کہ دودھ تو نہیں ملتا۔ آپ نے فرمایا کہ روغنی کٹورا لے آؤ۔ جب یہ کٹورہ حاضر کیا گیا۔ اس میں اپنا ہاتھ ڈالا اور فرمایا۔ جب دودھ کی ضرورت ہو اس سے ہمیشہ لے لیا کرو۔ اور کہتے ہیں کہ ٹھٹھہ کے حاکم امیر خان کے گھر لڑکیاں تھیں۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر رو پڑا اور عرض کیا کہ کوئی لڑکا نہیں ہے تمام لڑکیاں ہی ہیں۔ دعا فرمائیں۔

marfat.com

کہ اب لڑکا ہو آپ نے فرمایا کہ جاؤ اب تمام لڑکے ہوں گے۔ اس ارشاد کے بعد پانچ لڑکے ایک دوسرے کے بعد پیدا ہوئے اور آپ کا فرمان پورا ہوا۔

کہتے ہیں ایک دفعہ بی بی نے دو من گندم کو صاف کر کے خود گھر میں ڈالا۔ یہ دو من گندم پورا سال گھر والوں نے کھائی۔ اس قدر اس میں برکت پیدا ہو گئی کہ جب سال ختم ہوا تو یہ گندم بھی موجود تھی۔

کہا جاتا ہے کہ آپ کے رشتہ داروں میں ایک بزرگ تھے۔ ان کو جلال خاموشش کے نام سے پکارا جاتا تھا اور ظاہر و باطن میں کامل و یگانۂ انسان تھے۔ حضرت بی بی جی کو ان سے باطنی فیض حاصل کرنے کا موقعہ ملا تھا اور جب لوگوں کو دنیادی یا دینی مشکلات پیش آتیں تو لوگ حضرت بی بی جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ان سب کی حاجات کے لئے حضرت شیخ جلال الدین خاموش کے مزار پر جا کر توجہ فرماتیں، تو لوگوں کی حاجات ان کی خواہش کے مطابق حاصل ہو جاتی تھیں اور اس وقت حضرت بی بی جی کی عمر ساٹھ سال سے اوپر جا رہی ہے اور سیوستان میں اپنے وطن میں اقامت رکھتی ہیں اور کبھی اپنے وطن اور مکان کے باہر نہیں جاتیں۔ آپ کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں صرف تبرک کے خیال پر چند کرامات نقل کر دی ہیں۔ آپ کی وفات کتاب تحریر ہو جانے کے بعد ہوئی۔ بہر حال وفات آپ کی ۱۰۵۷ھ ربیع الاول کو ہوئی۔

---

marfat.com

باب ششم

حضرت میاں میرؒ صاحب کے خلفاء

حضرت قبلہ میاں میر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر کے مختصر بیان کرتے ہیں۔

پہلا گروہ:۔ تو اُن قدیم یاروں کا ہے۔ جو بلند مقام صاحبان حال ہیں۔ اور اب وہ رحمتِ حق تعالیٰ کے ساتھ جا ملے ہیں۔

دوسرا گروہ:۔ جو قدیم مریدوں کا ہے اور یہ حضرات زندہ سلامت ہیں اور ان کے وہی حالات جو صحیح صحیح حاصل ہوتے ہیں، ان کو اس کتاب میں دیا جاتا ہے اور بعض یار ہیں۔ جن کی اطلاع نہیں ملی۔

دوسرا گروہ جو آپ کے ان مریدوں کا ہے، جو زندہ ہیں اور کشف و کرامات میں مشہور ہیں اور اکثر کے حالات کو اس فقیر نے بذاتِ خود معلوم کیا ہے۔ یا ان کی کرامات کو دیکھا ہے اور میرے شیخ حضرت مولانا شاہ سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ کا شمار دوسرے گروہ میں ہے۔ لیکن حضرت میاں جی کے تمام مریدوں میں سردار ہیں۔ بلکہ اب تمام علماء سے افضل ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ آج تو مشرق و مغرب کے درمیان میرے شیخ کے مثل بلند حال صاحب کشف و کرامات محض معرفت کوئی دوسرا نہیں ہے۔

marfat.com

پہلا گروہ

حاجی نعمت اللہ سرہندی

راہ ہدایت کے سالک صاحب ورع و تقویٰ پرہیز گاری میں لاثانی۔ اسرار الٰہی کے واقف حاجی نعمت اللہ سرہندی رحمتہ اللہ علیہ جس شخص کو سب سے پہلے حضرت میاں جی صاحبؒ نے مرتبہ ارشاد پر بٹھایا۔ وہ یہی نعمت اللہ سرہندی ہیں۔ ان کا مختصر تذکرہ پچھلے صفحوں میں کیا جا چکا ہے، اور حضرت میاں جی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے تمام اشغال سب سے پہلے حاجی نعمت اللہ کو عطا فرماتے اور میں نے اپنے پوشیدہ راز پہلے حاجی صاحب کو ہی بتائے ہیں۔

ایک شخص حاجی نعمت اللہ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ میں نے اپنا تمام مال اور قرض کا روپیہ لے کر اپنے لڑکے کو دیا کہ تجارت کرے اور روپیہ کما لائے لیکن اب وہ بہانے بنا رہا ہے اور کہتا ہے۔ کہ روپیہ چوروں نے لوٹ لیا ہے۔ اور میرے پاس کوئی چیز نہیں۔ میرے پاس اس کے سوا کوئی سرمایہ نہیں تھا۔ تمام مال اپنے لڑکے کو دے دیا ہے۔ حاجی صاحب نے لڑکے کی طرف منہ کر کے ارشاد فرمایا کہ غلط اور جھوٹ بات کیوں کہتے ہو۔ تم نے وہ روپیہ فلاں گنبد کے اندر مٹی میں دفن کر دیا ہے۔ یہ بات سنتے ہی وہ لڑکا معذرت کر کے قدموں میں گر گیا اور عرض کی جناب میں وہ رقم لا کر والد کو دیتا ہوں۔ وہاں سے چلا گیا اور تمام روپیہ والد کو دے دیا۔

ایک اور شخص حاجی نعمت اللہ علیہ کی بارگاہ میں آیا اور آکر عرض کی۔ کہ میری

marfat.com

کینزک تھی۔ جو بھاگ گئی ہے اور مجھے اس کے ساتھ نہایت محبت تھی۔ اب میری زندگی محال ہو رہی ہے۔ کرم فرمادیں۔ میں نہایت بے قرار ہوں۔ پہلے بھی بہت زیادہ کوشش کر رہا ہوں اور پہلے بھی بہت زیادہ کوشش کر چکا ہوں۔ لیکن بیکار گئی ہے۔
آپ نے جب اس سائل کی بے قراری کو دیکھا تو رحم آگیا۔ فرمایا کہ فلاں راہ پر چلے جاؤ۔ اور یہاں ایک بھلی آئے گی۔ آواز دے کر وہاں سے کینزک کو ساتھ لے آنا اور بھلی والے کو کچھ نہ کہنا اور نہ ہی اس کا نام وغیرہ پوچھنا۔ اس شخص نے اسی طرح کیا۔ راہ پر جا کر آواز دی۔ ایک بھلی آئی اور اپنی کینزک اس میں سے برآمد کر کے لے آیا۔
آپ کی وفات ۱۰۱۷ھ کو ہوئی ہے۔ آپ کی قبر کا کوئی علم نہیں ہے کہ کہاں ہے سرہند شریف سے اکیلے لاہور آئے تھے کہ راستہ ہی میں آپ کی وفات ہو گئی تھی۔

میاں نتھا صاحبؒ

عارف ربانی حضرت میاں نتھا صاحب رحمتہ اللہ علیہ عارف الٰہی اور بحر فنا کے تیراک حضرت میاں نتھا صاحبؒ صاحب استغراق تھے اور آپ کا اصلی وطن سرہند شریف ہے۔ جوانی کے عالم میں حضرت میاں جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدت دراز تک میاں جی کی خدمت میں رہے۔ حضرت میاں جی کی کمال توجہ میاں نتھا پر تھی اور حضرت میاں جی کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے کہ مرید کرنے کے بعد کچھ وقت اپنے پاس رکھا تا کہ اسے شغل ذکر و فکر کا موقعہ حاصل ہو جائے اور اپنے ساتھ کم کسی کو رکھا کرتے تھے لیکن کمال شفقت ہے کہ میاں نتھا کو آپ نے کبھی اپنی خدمت سے جدا نہیں کیا تھا۔ میاں نتھا کو حضرت میاں جی کے ساتھ عجیب بے تکلفی حاصل ہو گئی تھی۔ بلکہ کبھی گستاخی کیا کرتے۔ حضرت میاں جی صاحب اس کا ناز برداشت کرتے اور میاں نتھا کو آخر عمر میں جذب کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی اور استغراق کی حالت سکتہ کے درجہ تک جا پہنچی تھی۔ بلکہ بعض دفعہ تو واجبات کا پتہ نہ چلتا تھا اور اکثر بلند دیوار دل پر بیٹھے بیٹھے گذار دیتے اور بعض دفعہ ویرانوں، قبرستانوں، جنگلوں اور صحراؤں

marfat.com

میں جاکر رات دن بیٹھے رہتے تھے اور حضرت میاں جی اکثر اوقات کسی درویش کو حکم فرماتے تھے کہ جاکر کسی دیوار اور کبھی جنگل سے میاں ننھا کو بلا کر لاؤ تاکہ وہ کچھ کھانا کھائے۔

اسی طرح میاں ننھا صاحب رات کو اگر بیٹھتے تو تمام رات بیٹھے ہوئے گزار دیتے اور میاں ننھا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ حضرت میاں میرؒ نے دل کھول کر ہم پر استغراق ڈالا ہے اور آپ کی وفات بھی استغراق کی حالت میں ہوگئی تھی۔

ملا خواجہ بہاری فرماتے ہیں کہ جس دن میاں ننھا کو وصال حقیقی حاصل ہوا۔ یعنی وفات حاصل ہوئی۔ اس دن آپ کچھ معمولی سے بیمار تھے اور حضرت میاں جی صاحبؒ کے پاس آکر بیٹھے رہے۔ پھر اُٹھ کر دروازے کے قریب ایک چارپائی تھی۔ اس پر جاکر بیٹھ گئے اور استغراق کی حالت طاری ہوگئی۔ کچھ دیر کے بعد حضرت میاں جی نے مجھے ارشاد فرمایا کہ دیکھو تو میاں ننھا زندہ ہے یا نہیں۔ میں قریب آگیا اور میں نے میاں ننھا صاحب کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا۔ لیکن وہ تو رحمت الٰہی سے جا ملے تھے۔ حضرت میاں جی نے ارشاد فرمایا کہ ان کے کفن دفن کا انتظام کرو۔ تمام انتظام کر کے جنازہ کو اٹھایا گیا اور شیخ عبدالغنی فرماتے ہیں کہ حضرت میاں جی کو میں نے دیکھا کہ وہ رو رہے تھے اور فرماتے تھے کہ میاں ننھا تو ہمارے گھر کا فقر لے گیا ہے۔ یہ فرما کر حضرت کو سخت غم ہوا اور فرمایا کہ میاں رحمۃ اللہ علیہ "نہ ننھا"، اور نہ ننھا۔ ہندی زبان میں کسی چیز کے نہ ہونے کو کہا جاتا ہے۔

جب حضرت کی موجودگی میں ہی میاں ننھاؒ کا انتقال ہوگیا تو حضرت میاں جی نے فرمایا کہ جب میرا وقت آجائے تو تم مجھے اس جگہ دفن کرنا۔ جہاں میاں ننھا دفن ہے اب حضرت میاں جی کی قبر اس وصیت کے مطابق میاں ننھا علیہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب ہے۔

میاں ننھا اپنے زمانہ کے صاحب کشف و کرامات بلند مقامات کے مالک ولی اللہ تھے اور جلوہ و مراقبہ میں یگانہ روزگار تھے اور بے انتہا کرامات آپ سے ظہور میں آئی ہیں بلکہ میاں ننھا کے مطابق بعض کرامات کو خود حضرت میاں میرؒ نے بیان فرمایا۔

marfat.com

ہے۔ ملاں سعد اللہ خان فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ میاں میر جی رح نے فرمایا۔ کہ ایک درویش جون پور سے آئے تھے اور میاں نتھا کے پاس چلے گئے اور آپ نے فرمایا کہ جب مجھے دیکھ لیا تو چلا جا۔ درویش نے کہا میں چاہتا ہوں آپ کے احوال سے واقفیت حاصل کروں۔ میاں نتھا رحمتہ اللہ نے کہا کہ میرا حال سُن ہے کہ خدا کریم نے اپنے فضل و کرم سے عالم ملکوت اور عالم جبروت عالم لاہوت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں عنایت فرمائی ہیں۔ جس دروازہ کو چاہتا ہوں۔ اس کو کھول کر داخل ہو جاتا ہوں۔ چاہوں تو عالم جبروت سے عالم لاہوت میں داخل ہو جاؤں اور اگر چاہوں تو جبروت میں داخل ہو کر ناسوت کو عبور کروں۔ یہ میرا حال ہے۔ اب تو نے مجھے دیکھ لیا ہے اور میرا حال سُن لیا ہے۔ اب تو جا اور اپنا کام کر۔ اور کہا جاتا ہے کہ جن پتھر، درخت بوٹیاں وغیرہ آپ سے بلا تکلف کلام کیا کرتے۔ آپ جس سے چاہتے کلام فرما لیتے۔

ایک دن میاں نتھا صاحب علیہ نے کہا کہ مجھے اس طرح کے جنوں سے ملنے کا موقعہ ملا ہے۔ جو حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے دست مقدس پر بیعت ہوئے ہیں اور اس قدر ریاضت و مجاہدہ کرتے ہیں کہ جہاں بیٹھے تھے۔ وہاں ہی بیٹھے ہوئے تھے اور کبھی اٹھ کر نہیں جاتے اور ان کے پاس عظیم خزانے ہیں۔ ایک دن ان کو جنات نے کہا کہ میاں نتھا جو چیز تم چاہتے ہو۔ وہ لے لو۔ یہ حضرت جانتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں ان حضرات کو معلوم ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ لوگ توجہ بھی نہیں کرتے ہیں۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

اور بعض اس امتحان میں اپنے کپڑوں سے باہر ہو جاتے ہیں اور کیمیا کو تلاش کرنے میں پڑ جاتے ہیں اور اس دنیاوی فانی چیزوں کے پیچھے لگ کر اصل مقصد سے محروم رہ جاتے ہیں اور جس راہ سے آئے تھے۔ اسی راہ پر واپس ہو جاتے ہیں۔ ر

اَعوذ باللّٰہِ من التوجہ الی الغیر والتوجہ الی الغیر لشرك

marfat.com

وکفرٌ عند ارباب العقول ؎

اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں کہ اللہ کو چھوڑ کر غیر کی طرف توجہ کروں اور خدا قدوس کو چھوڑ کر غیر کی طرف دل لگاؤں جو اہل معرفت کے نزدیک شرک ہے۔

میرے پاس ایک فقیر آئے اور کہنے لگے کہ میں حضرت ملا شاہ صاحب کا ملازم ہونا چاہتا ہوں۔ آپ سفارش کر دیں۔ میں اس فقیر کو لئے حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ حضور ان کو اپنا غلام بنا لیں۔ آپ نے انکار فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ فقیر پہلے حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے ان کو قبول نہیں کیا تھا۔ لہذا میں کس طرح اس کو قبول کر سکتا ہوں۔ آپ سے میں نے عرض کیا کہ یہ فقیر دور سے آیا ہے اور مجھ کو وسیلہ لے کر آیا ہے۔ برائے نوازش اس کو قبول فرما لیں۔ حضرت ملا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قبول فرما لیا۔ اور ذکر و فکر مراقبہ میں مشغول کر لیا۔ چند دن کے بعد میری ملاقات ہو گئی۔ بڑا خوش بخت و سعادت مند تھا۔ میں نے کہا کیا حال ہے۔ فقیر نے کہا کہ بہت بہتر ہے۔ میرے سامنے جو شخص آتا ہے میں اس کی لکیروں سے اس کا تمام حال معلوم کر لیتا ہوں۔ میں نے کہا۔ یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دے اور ان باتوں پر خوش ہونا چھوڑ دے اور یہ بیکار باتیں ہیں اور ان باتوں پر تکبر و عز و اور فخر سے لوگوں پر بیان کرنا بڑی غلطی ہے اور اگر آپ نے اس طرح کیا تو آپ رہ جائیں گے اور اہل اللہ کے نزدیک یہ کوئی بڑی بات نہیں کہ ان حالات کا کشف ہو جائے۔ ان کا معنیٰ اور مقصود اور ہی ہوتا ہے۔ صوفی تو خود اپنی ذات کو فنا، اور نیست دیکھنا چاہتا ہے جو مرکاشفات کی تلاش کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ وہ مصیبت کو دعوت دیتا ہوتا ہے اور حقیقت ان چیزوں سے بہت آگے ہے کرامتیں تو زاہدوں، عابدوں کو بہتر ہوتی ہیں۔ صوفی کا اپنی معرفت کو پا لینا خود بڑی کرامت ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک دن میاں تنھاؒ ایک گنبد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ باہر جانے

marfat.com

کا ارادہ فرما کر اٹھے۔ آواز آئی کہ باہر نہ جاؤ۔ آپ حیران ہوئے اور فرمایا کہ تو کون ہے۔ آواز آئی کہ میں گنبد ہوں آپ باہر نہ جائیں۔ اس لئے کہ بڑی سخت بارش اور طوفان آ رہا ہے۔ آپ اندر ہی رک دیئے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوا چلنے لگی اور طوفان آگیا۔ آپ کی کرامات گننے کی حد سے بہت باہر ہیں۔ لیکن جو کرامات بیان کی ہیں۔ یہ تمام صحیح ہیں۔ اس لئے کہ جو لوگ صحیح بیان کرنے والے تھے۔ انہیں سے نقل کی گئی ہیں۔ اور اس طرح ایک صحیح کرامت آپ کی یہ ہے کہ ایک دفعہ کسی گلی سے گزر رہے تھے کہ راہ میں ایک چوہا مردہ پڑا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے بدبو آ رہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ او مردے رستے سے ہٹ جا اٹھ اور جا! مردہ چوہا اس لمحہ اٹھ کر ایک طرف دوڑ کر چلا گیا۔ حضرت میاں میرؒ ایسی کرامتوں کی وجہ سے میاں نتھا سے ناخوش ہو گئے اور منع فرما دیا کہ کہیں زیادہ مشہور نہ ہو جائے۔

حضرت میاں میر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری آنکھ میں کوئی دانہ سا نکل آیا اور اس میں جوش پیدا ہو گیا۔ ایک جراح کو بلا کر دکھایا گیا تو جراح نے کہا۔ اس کو نشتر لگایا جائے گا۔ تاکہ خون وغیرہ نکل جائے۔ تو زخم درست ہو جائے گا۔ لیکن میری طبیعت نشتر لگوانا پسند نہ کرتی تھی۔ بلکہ بیماری کو ترجیح دے کر میں نے عمل جراحی نہ کرانے کا فیصلہ کر لیا۔ میاں نتھا صاحب رحمۃ اللہ علیہ آ گئے اور میں متفکر تھا۔ میاں نتھا نے میرا حال پوچھا تو میں نے کہا جراح تو نشتر لگانے کا مشورہ دے گیا ہے۔ اور میرا دل نہیں چاہتا کہ جراحی کراؤں میاں نتھا کہنے لگے۔ جناب اس کا علاج میں کروں گا۔ یہ کہہ کر سر جھکا لیا اور مراقبہ کرنے لگے۔ چند لمحہ کے بعد کہنے لگا۔ حضور اس کا علاج تخم خیار ہے۔ اس کو لگایا جائے۔ اور دھو کر رگڑ دیا، اور پھنسی پر لگا یا جائے۔ تخم خیار منگایا گیا اور دھو کر پیس کر آنکھ پر لگا دیا گیا۔ بہت جلدی آرام آگیا اور بالکل زخم ختم ہو گیا۔

ملا سعید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت میاں میر صاحبؒ سے عرض کیا۔ قبلہ میاں نتھا صاحب حکیم آدمی تھا اور کیا طب سے واقف تھا۔ آپ نے فرمایا نہیں۔

تو اس نے عرض کیا۔ تو اس نے یہ علاج کس طرح معلوم کر لیا۔ فرمایا۔ مراقبہ

کر کے عالم ملکوت میں کسی ملکوتی سے علاج پوچھ لیا۔ اور فرمایا۔ جو لوگ ملکوت میں دسترس رکھتے ہیں۔ وہ جو سنتے ہیں درست ہوتا ہے اور جو کہتے ہیں۔ صحیح ہوتا ہے۔

ملا سعید خاں فرماتے ہیں۔ پھر میں نے یہ عرض کیا۔ جب وہ اس طرح عالم ملکوت سے علم حاصل کر لیتا ہے تو آپ نے خود اپنا علاج ملکوت سے کیوں معلوم نہیں کر لیا۔ حالانکہ وہ آپ کا مرید اور طالب ہے اور اس کو اس طرح صاف معلوم ہو گیا۔ فرمایا مولانا ہر شخص اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کا یہ فرمانا کہ ہر شخص اس مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ کمال حضرت میاں جی کے فرمان خلق اور اپنے مقام کو پوشیدہ رکھنے اور اپنے ذات کو تکبر سے بچا کر مزاج میں عاجزی پیدا کرنے کی دلیل ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کامل اولیاء اللہ کا مقام عالم لاہوت ہوتا ہے۔ اور یہ صاحبان کمال تو اللہ کریم کی ہویت میں مستغرق ہوتے ہیں۔ عالم دنیا سے خالی ہو کر ذاتِ الٰہی کے ساتھ باقی ہوتے ہیں اور جب یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ حضور بارگاہ محمدیت اور اس میں محویت حاصل ہو جاتی ہے توصوفی کا عالم ملکوت اور عالم جبروت کی طرف کسی ضرورت میں توجہ کرنا یہ اپنے اصل مرتبہ سے نزول ہے اور جس کو یہ مقام ترقی حاصل ہو۔ وہ تنزل کی جانب ایک لحظہ کے لئے آنا بھی پسند نہیں کرتا اور ان باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

لہذا حضرت میاں جی صاحبؒ کا مقام ہدایت الٰہی تھا اور میاں نتھا کے مقام سے بہت بلند تھا۔ اور حضرت ملا سعید خاں فرماتے ہیں کہ میں میاں میر صاحبؒ مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ میاں نتھا صاحبؒ آگئے۔ حضرت نے فرمایا۔

میاں نتھا صاحب کیا حال ہے۔ آج کل کہاں بیٹھ کر ذکر شغل کرتے ہو۔ عرض کیا۔ قبلہ میں آگے تو اچھرہ کے پاس جو علاقہ کھجوروں کا ہے۔ وہاں بیٹھا کرتا تھا اس لئے کہ اس طرف عام آدمیوں کا آنا جانا نہیں ہوتا اور کھجوروں کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ جاتا تھا۔ لیکن اب تو اس قدر آوازیں آتی ہیں کہ میرے لئے ان آوازوں میں بیٹھ کر اپنے خیال میں محو ہونا اور مراقبہ کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ حضرت میاں میرؒ نے فرمایا کہ میاں نتھا

marfat.com

وہ کیا آوازیں ہیں۔ عرض کیا قبلہ وہ کھجوروں کے درختوں کی آوازیں ہوتی ہیں۔ کھجور کے درخت اس قدر زور زور سے سُبحان اللہ والحمد للہ کا ورد کرتے ہیں۔ کہ مجھے اس شور و غل سے میرے اپنے شغل میں ایک طرح کی بے سکونی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے اب ایک مزار میں جو جنید خلیفہ کے محلے میں ہے۔ شغل و فکر کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور میرے شغل میں یہاں کوئی خلل نہیں آتا۔ حضرت میاں جی نے فرمایا کہ دیکھو، بھائی نتلی کا مقام کتنا بلند ہو گیا۔ کہ اب نہایت اُونچی اُونچی باتیں کہنے لگا۔

ملا محمد سیالکوٹی بیس سال تک حضرت میاں میر صاحبؒ کی خدمت میں رہے اور حضرت میاں میر صاحبؒ کے طریقہ پر پوری طرح پابند تھے اور اب زندہ و سلامت ہیں فرماتے ہیں کہ میاں جی کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور دو سرے دو آدمی آکر بیٹھ گئے یہ تمام حضرات میاں میرؒ کے طریقہ پر تربیت یافتہ تھے اور آپ کے مرید تھے، ناگہاں بادل آگئے اور تیز و تند ہوا چلنے لگی اور بارش برسنے لگی اور مجلس متفرق ہو گئی۔ حضرت میاں میر صاحبؒ بھی چونکہ درمیان میں تھے۔ جب اٹھے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ بارش کی مجبوری نے ہم کو اُٹھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اگر بارش نہ آتی تو ہم ابھی اور بیٹھتے۔ میاں نتھا بول اٹھے۔ قبلہ اگر آپ حکم فرمائیں تو مَیں ایک لمحہ میں بادلوں کو دور کر دوں کہ آسمان صاف و شفاف نظر آنے لگے گا اور سکون کا عالم سامنے آجائے اور آپ یہاں سے نہ اُٹھیں اب صرف حکم چاہیئے۔

حضرت میاں جیؒ کے مزاج کو یہ بات پسند نہیں آئی اور میاں نتھا صاحبؒ کو آپ نے جھڑک دیا اور فرمایا اب تیرا کام یہاں تک آگیا ہے کہ اپنی کرامات کا اظہار کر کے خود فروشی کرتا ہے۔ میاں نتھاؒ چونکہ آپ کے ساتھ بڑے بے تکلف تھے بڑی بے باکی سے جواب دینے لگے۔ جب آپ نے دیکھا کہ میاں نتھا یوں عرض کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا، میاں نتھا تو ضد کس لئے اور کیوں کرتا ہے۔ اگر ہم یہاں سے اُٹھ کر حجرہ میں جا بیٹھیں گے۔ تو ہماری مجلس میں کیا فتور آجائے گا اور کیا تو نے نہیں سُنا کہ "فِعْلُ الْمَحْمُوْدِ مَحْمُوْدٌ"، (محمود کا فعل بھی محمود ہوتا ہے)

marfat.com

آج کے بعد میاں تھاؒ تو اس قسم کی باتیں اقوال و اعمال میں نہ کیا کر۔ اور اللہ کریم کے کارخانۂ قدرت میں کرامات کا دخل نہ دیا کر اور اللہ کریم کے فیصلوں پر راضی ہو جا۔ اور حضرت میاں تھا عالم نہ تھے۔ اُمی تھے اور میں نے (دارا شکوہ) ان کے متعلق اپنے مرشد حضرت مُلّا شاہ سلمہ اللہ والبقاء سے پوچھا کہ میاں نتھا رح کا کیا مقام ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کریم کا محبوب تھا۔

ان کی وفات ۱۰۲۷ھ میں ہوئی اور ان کی قبر انور حضرت میاں میرجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب ہے۔

حضرت حاجی مصطفےٰؒ

خواہشات نفسانی سے محفوظ زاہد و متقی حاجی مصطفےٰؒ آپ کی پیدائش سرہند میں ہوئی۔ وہ مقامات بلند اور مرتبہ عالی کے مالک تھے۔ حضرت میاں جی کے نگاہ میں مقبول تھے اور سُکر ان پر غالب تھا۔ ان کو ایک دفعہ جماعت میں امام بنالیا گیا۔ جب رکوع میں گئے، تو سُکر طاری ہو گیا۔ رکوع میں ہی پڑے رہے نمازیوں کو معلوم ہو گیا کہ حاجی مصطفےٰؒ تو دوسرے عالم میں چلے گئے ہیں، سکر و استغراق میں ہیں۔ لوگ اپنی اپنی نماز ادا کر کے چلے گئے اور حاجی مصطفےٰ اسی طرح سترہ دن تک رکوع میں جھکے رہے۔ ان کی وفات بھی حضرت میاں جیؒ کی زندگی میں ہوئی ہے۔ ۱۴ صفر ۱۰۳۹ھ بدھ کے دن وفات پائی۔ آپ کی قبر میاں نتھا کی کی قبر کے ساتھ ہے۔

مُلّا حامد گجرؒ

خدائے مطلق کو طلب کرنے والے راہ الٰہی میں فنا ہونے والے بلند نصیب والے مُلّا حامد گجرؒ حضرت میاں میرجی صاحب کے خاص مریدوں سے تھے، اور میاں مرادحضرت کی بیعت کرنے والوں میں آخری مرید ہیں اور مُلّا حامد مراد

marfat.com

سے صرف چند دن پہلے مشغول ہوئے تھے۔ ملّا حامد اپنے زمانہ کے علماء کے سردار تھے اور لاہور میں علوم ظاہری رکھنے والوں کے استاد تھے اور حضرت میاںؒ جی کے کرامات و ولایت کو نہیں مانتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں حضرت میاں جی صاحبؒ کے مرید ہو گئے۔

مرید ہونے کے بعد مدرسہ اور اہل و عیال تمام کو چھوڑ کر حضرت میاں جی کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور جب حضرت سے بیعت ہوئے۔ عقیدت میں کمال ارادت کے ساتھ حضرت میاں میر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عقیدت کے ساتھ آپ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیتے تھے اور رخصت ہو کر اپنا کام کرنے لگ جاتے اور باطنی استعداد کے مالک ہونے کی وجہ سے بہت جلد ملکوت کی تمام کیفیت آپ پر کھل گئی۔ اور حضرت میاں جی آپ پر کمال محبت کی نظر رکھتے تھے۔ مرید ہونے کے بعد صرف سترہ مہینے آپ زندہ رہے اور حضرت میاں جی کی وفات سے پانچ مہینے اور اُنیس[۱۹] دن پہلے وفات پا گئے۔ اس روز ماہ رمضان کی سترہ تاریخ تھی اور ۱۰۴۴ھ ہجری سن تھا۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت میاں میر جیؒ لوگوں کو فرماتے کہ جاؤ۔ ملّا کا جنازہ پڑھو۔ آج وہ مرد خدا دنیا سے گیا ہے۔ اکثر لوگوں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی ہے اور حضرت قبلہ میاں جی کے مریدوں میں اکثر مرید اہل علم ہیں۔ علم ظاہر اور علم باطن حضرت میاں جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے عنایت فرما دیا اور اکثر علماء، وہ ہیں کہ ابتداء میں حضرت میاں میرؒ کے کمال ولایت کے منکر تھے۔ لیکن بعد میں آپ کے خادم ہو کر علم باطنی حاصل کرنے لگے تھے۔

حضرت مُلّا روحیؒ

دنیا و علم کے طالب ادب کے تیراک معرفت کے بادشاہ روحی تخلّص ہے آپ کا اصلی نام ابراہیم ہے۔ آپ علوم ظاہری شرعی کے بڑے جید عالم تھے۔ عقیدہ و محبت کے ساتھ حضرت میاں میر صاحبؒ کے داہنے ہاتھ پر ارادت کا سچا ہاتھ رکھ کر مرید

marfat.com

حاصل ہو گئے اور میاں میرؒ کے سلسلہ میں داخل ہو کر سخت ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے اور کشف و کرامات میں بلند مقام پایا۔ جب باطن روشن ہوا تو آپ پر اللہ کے فضل سے عجیب عجیب باتوں کا ظہور ہوتا تھا۔ آپ کو حضرت میاں جی صاحب نے خلافت سے نوازا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بہت لوگوں نے خصوصاً ہرات اور رحیوات اور ماوراء النہر، نارنول کے لوگوں کو فیض یاب فرمایا ہے اور آپ کے اکثر مرید صاحب کرامات ہوتے ہیں اور آپ کے مشہور خلفاء میں سقرالدین اور رتھا پراچہ ہیں اور یہ دونوں حضرت ملا روحیؒ کے فیض کے مستفیض تھے۔ لیکن اپنے آپ کو اسباب دنیاوی کے رکھے ہوئے تھے اور تجارت کر کے دنیا کا نظام چلاتے تھے۔ حضرت مولانا روحیؒ کی کی صاحب کی ایک کرامت ان کے بعیت میں آنے کا سبب ہوئی وہ کرامت یہ ہے۔ سقرالدین وغیرہ نے گھوڑے فروخت کرنے کے لئے خریدے۔ لیکن گھوڑے فروخت نہ ہوئے۔ آخر تنگ آکر حضرت ملا روحیؒ کے پاس آکر دعا کی التجا کی، اور گھوڑوں کے فروخت نہ ہونے کا واقعہ عرض کیا۔ حضرت ملا جی نے فرمایا کہ جاؤ اور گھوڑوں کے کانوں میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط پڑھ کر دم کر دو آپ کے حکم کے مطابق گھوڑوں کے کانوں میں دم کیا گیا تو دوسرے ہی دن گھوڑوں کے لئے خریداروں کا ہجوم ہو گیا اور تمام گھوڑے بیس گنا قیمت پر فروخت ہو گئے۔ حضرت مولانا روحیؒ صاحب حضرت میاں جی صاحب کی زندگی میں ہی ۱۰۲۵ھ میں وفات پا گئے تھے اور آپ کی قبر مبارک حاجی سلیمان کی قبر مبارک کے متصل ہے اور جو شخص پریشان ہو وہ یہ عمل کرے۔ بہت مجرب ہے کہ آیت کریمہ کو جمل کے ابجد کے حساب سے عدد نکال کر پڑھیں تو مشکل آسان ہو جائے گی اور جمل کے حساب سے آیت کریمہ کے دو ہزار تین سو چوہتر (۲۳۷۴) عدد ہیں۔ ایک ہفتہ میں مشکل آسان ہو کر کام ہو جائے گا۔

---

marfat.com

مُلّا خواجہ کلاں صاحبؒ

راہ یقین کے سالک اطمینان والوں کے بادشاہ حق تعالیٰ کے سچّے طالب حضرت شیخ مُلّا خواجہ صاحب کلاںؒ لاہور کے نواحی علاقے کے رہنے والے تھے اور حضرت میاں میرجی صاحبؒ کے بڑے ارادت مند تھے۔ علوم ظاہری اور باطنی کے امام تھے۔ اور بیعت ہونے کے بعد بہت جلدی آپ کے کرامات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور آپ کے کشف کے کمال کی یہ حالت تھی۔ لاہور والوں کو ایک سال پہلے طاعون کے آنے کی خبر کر دی۔ اور صاف صاف الفاظ میں فرما دیا۔ کہ لاہور میں طاعون کی بڑی مصیبت آنے والی ہے۔ اور ساتھ ہی علاج بتا دیا کہ جو شخص ستر ہزار بار لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کا ورد کرے گا۔ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا اور جو شخص سچے دل سے یہ کلمہ نہیں پڑھے گا۔ وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ہاں جو شخص یہ ورد کرے گا۔ وہ طاعون کی بیماری سے خود بھی محفوظ رہے گا۔ اور اس کے اہل وعیال بھی اس طاعون کی بیماری سے محفوظ رہیں گے۔ اور حقیقت میں یہی ہوا۔ کہ جس نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ وہ سلامت رہا۔ اور جن لوگوں نے کلمہ طیبہ کا ورد نہ کیا وہ ہلاک ہو گئے اور لاتعداد کافر مسلمان ہوئے۔

آپ کو کشف قبور حاصل تھا۔ بلکہ کشفِ قبور میں کمال حاصل تھا۔ مولانا سعید خاں بیان کرتے ہیں کہ حضرت میاں میرجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان سے بیان فرمایا کہ ہم مزنگ کے قریب قبرستان میں ایک قبر پر جا کر بیٹھ گئے اور مولانا خواجہ صاحب بھی بیٹھ گئے اور فرمایا کہ یہ قبر والا کہتا ہے کہ سترہ سال سے مرنے کے بعد میں اپنی بدکرداری اور بدعملی کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوں اور آپ جیسے مکرم معظّم بندگانِ خدا کے ہوتے ہوتے مجھے عذاب ہوتا رہے تو یہ تعجّب کی بات ہے۔ میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مولانا خواجہ سے کہا کہ اس میّت سے پوچھو کہ عذاب کس طرح دُور ہو سکتا ہے۔ مُلّاجی نے توجہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ مُردہ

marfat.com

تو کہا ہے کہ اگر ستر ہزار بار کلمہ طیبہ کا ورد کر کے اس کا ثواب مجھے بخش دیں۔ تو عذاب دور ہو جاتے گا۔ ہم نے تمام ساتھیوں کو حکم دیا کہ ستر ہزار بار کلمۂ طیبہ پڑھ کر اس قبر والے کو بخش دو۔ تاکہ اس کا عذاب دور ہو جائے گا۔ ہم نے جمع ہو کر کلمہ طیبہ پڑھ کر اس کو ثواب بخشا، اور مولانا خواجہ سے کہا کہ توجہ کرو۔ آپ نے توجہ کی تو صاحب قبر کو دیکھا، کہ عذاب قبر سے محفوظ ہو گیا ہے اور روح کہتی ہے کہ آپ کی دعا اور کلمہ طیبہ کی برکت سے اللہ نے عذاب دور کر دیا ہے اور حدیث شریف کے حوالہ سے علامہ شیخ ابو الربیع مالقی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ حدیث نبوی میں وارد ہے۔ کہ ستر ہزار مرتبہ کلمہ اپنے لئے یا کسی کے لئے پڑھنا بہت با اثر ہوتا ہے اور جو شخص اتنی بار پڑھ کر کسی دوسرے کو ثواب بخشے گا۔ اس عذاب بھی دور ہو جاتے گا شیخ ابوالربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر ہزار کلمہ پڑھا۔ لیکن کسی کو ثواب نہ بخشا تھا۔ ہم ایک دن ایک صاحب کی دعوت پر گئے اور کھانا کھانے بیٹھے ہوئے تھے اور ایک لڑکا جو کشف رکھتا تھا، دستر خوان پر بیٹھا تھا۔ کھانا کھانے سے پہلے ہی وہ رونے لگا۔ ہم نے اس کو کہا کہ تم کیوں روتے ہو۔ کہنے لگے کہ میری والدہ کو دوزخ کا عذاب ملنے والا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ یا اللہ جو کلمہ طیبہ کا ذکر میں نے ستر ہزار بار کیا ہوا ہے وہ میں نے اس لڑکے کی والدہ کو بخش دیا ہے۔ اللہ کریم تو اس کی والدہ کو عذاب سے نجات دے۔ اب میں نے اس لڑکے کو دیکھا کہ خوش ہو گیا ہے اور الحمد اللہ کہہ کر کھانا کھانے لگا۔ میں نے کہا آپ خوش ہو گئے ہیں کہنے لگا۔ کلمہ طیبہ کی برکت سے اللہ نے میری ماں کو عذاب سے بچا لیا ہے۔ مولانا خواجہ صاحب کے مرید ہونے کے بعد تھوڑا عرصہ زندہ رہے اور حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں اُن کی وفات ہو گئی تھی۔

حاجی صالحؒ

کشمیر کے رہنے والے تھے۔ حضرت میاں میر جی صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص مریدوں سے ہیں اور حاجی صاحب نے بہت زیادہ مشقت اور ریاضت کی ہے۔ اور آپ مرید ہونے سے پہلے ہی متقی پرہیز گار عبادت گزار صالح تھے اور حضرت میاں جی صاحبؒ نے آپ کو مرید فرما کر تربیت کے لئے میرے پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا تھا۔ اس لئے آپ نے سلوک کی تکمیل مرشد کے ہاتھ پر کی ہے اور مولانا شاہ صاحب کی زبان سے حاجی صالح کشمیری کی بہت ہی زیادہ تعریف سنی گئی ہے اور مولانا شاہ فرماتے ہیں۔ حاجی صاحب ہمیشہ میرے رفیق اور دوست رہے ہیں اور اکثر میری مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کی کرامات کثرت سے منقول ہیں جو کہ ظاہر بھی ہیں اور حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آپ پر کافی نظرِ عنایت تھی اور ہر طرح کی باطنی توجہ آپ پر رکھتے تھے اور پہلے آپ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کے لئے آئے۔ تو اس زمانہ میں آپ کی عمر تقریباً پچاس برس تھی۔ انہوں نے میاں میر جیؒ صاحب سے سنا تھا کہ جس شخص کو قوت باہ زیادہ ہو اس کا عرفانِ محبت عشق بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ اکثر حکیموں اور طبیبوں کے پاس جا کر قوتِ باہ کی دوائیں طلب کرتے رہتے۔ اللہ کو ان کی سادگی پسند آئی اور ان کو کمال معرفت حاصل ہو ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ط تمام اعمال کا دار و مدار اور انحصار اعمال پر ہے۔

عرفانِ الٰہی کی کوئی انتہا نہیں تا کہ اس کی انتہا کو حاصل کر لیا جائے۔ لیکن کمال یہ ہے کہ انسان فانی ہے۔ مگر باقی ابدی کی طلب کی جائے۔

میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حاجی صالح نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حضرت میاں میر جیؒ ایک خوبصورت اور نورانی باغ میں ہیں جس میں

marfat.com

ہر طرف نور ہی نور ہے اور آپ خوش ہیں۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضرت میاں جی رحمتہ اللہ علیہ جس کو جنت کہا جاتا ہے۔ کیا وہ یہی مقام ہے۔ فرمایا یہی جنت ہے اور فرمایا۔ حاجی صاحب جس جگہ تم ہو۔ یہ جگہ نورانی ہے اور یہ جگہ بہت خوش ہے۔ حاجی صالح کہنے لگے کہ میرا اختیار نہیں ہے۔ ورنہ کوئی جگہ میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی جگہ سے بہتر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم جلدی ہمارے پاس آجاؤ گے۔ آپ کے دوست فرماتے ہیں کہ اسی دن صبح ہمارے پاس آئے اور وہ خواب بیان کیا۔

وفات

اس خواب کے بیان کرنے کے بعد صرف چالیس دن ہی گزرے کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے سن ۱۰۴۵ھ میں وفات پائی ہے اور کمال والی بات یہ ہے۔ آپ نے ماہ جمادی الاول میں رحلت فرمائی۔ آپ کی قبر انور حضرت میاں میر جی صاحبؒ کی قبر اطہر کے پائتی کی جانب ہے۔ یہ شرف اور بزرگی بھی آپ کو ہی حاصل ہے۔ آپ میاں میر جی رحمتہ اللہ علیہ کے مبارک قدموں میں تا قیامت پڑے رہیں گے۔ جناب میاں میر جی صاحبؒ کے ادب میں ہی محو نیند ہیں۔ اللہ کرے کہ اسی ادب کی وجہ سے جنت الفردوس نصیب ہو جائے۔

مُلّا عبدالغفورؒ

حضرت میاں میر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دوستوں میں آپ کمال درجہ کے دوست تھے اور آپ بڑی بڑی ریاضتیں کرتے رہے ہیں۔ آپ کامل ولی اللہ تھے اور حضرت میاں میر صاحبؒ کی زندگی میں ہی وفات پاگئے تھے، وہ قناعت کے لحاظ سے بادشاہوں کے بادشاہ تھے۔

مُلّا عبدالغفور کے متبنّی حاجی محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ظاہری علم کی فضیلت مُلّا جی کو پوری طرح حاصل ہوگئی۔ تو آپ نے شہر لاہور میں مدرسی اختیار

marfat.com

کرتی تھی۔ لیکن مرید ہو کر تمام درس وتدریس کا کام چھوڑ دیا اور باقی تمام تعلقات ختم کر کے حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہنے لگے میاں میر جی آپ کی طرف کوئی توجہ نہ کرتے تھے اور مدت تک مُلّا عبدالغفور کی یہی حالت رہی۔ کہ بیعت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ لیکن آپ ان کو بیعت کے لئے قبول نہ کرتے۔ آخر مُلّا عبدالغفور صاحب میرے پاس آئے اور آکر التجا کی کہ حضرت سے درخواست کروں کہ آپ مجھے قبول فرمالیں۔ میں نے وعدہ کیا کہ ضرور آپ کی بیعت وارشاد کا سلسلہ حضرت میاں جی صاحبؒ کے ساتھ وابستہ ہو جائے گا۔ اور میں درخواست کروں گا۔ تو انشاء اللہ آپ کا کام بن جائے گا۔ میں (حاجی محمد) حضرت میاں جی صاحبؒ سے التماس کیا۔ کہ مُلّا غفور کو جب بیعت فرمالیں آپ مشغول رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

ایک دن میں نے دیکھا کہ میاں میر جی صاحبؒ کی طرف سے مُلّا عبدغفور آرہے ہیں۔ اور غم زدہ روتے ہیں۔ میں نے کہا کیا بات ہے کہ آپ رو رہے ہیں۔ اور آپ غم زدہ بھی ہیں۔ اور رنج بھی آپ کے چہرہ پر نظر آرہا ہے۔ فرمایا۔ حاجی محمد میں حضرت میاں جی صاحب کی خدمت میں گیا تھا۔ تو آپ نے بیعت کرنے اور اپنے سلسلہ میں شامل کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم تجھے اپنے سلسلہ میں مشغول نہیں کر سکتے۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب میاں جی صاحب کے انکار پر سخت پریشان ہو گئے اور حضرت کے مرید حاجی محمدؒ سے کہنے لگے کہ ہم نے تو دل میں یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ایک جبو گلے میں ڈالوں اور ماتھے پر کشکہ لگالوں اور بازار کے کسی چوک میں بیٹھ جاؤں اور اگر کوئی سوال کرے کہ یہ کیا کیا ہے تو کہہ دوں، کہ میرے اندر منافقت تھی اور میں ظاہر میں مومن تھا اور باطن سے میں کافر تھا۔ میں نے کوشش کی کہ باطن بھی کافر ہے۔ لیکن باطن کو بھی کلمہ نہیں پڑھایا گیا۔ اس لئے میں نے اپنی باطنی کفر کی نشانی ظاہر کر دی ہے تاکہ منافقت کو ختم کر کے عام کافروں کی طرح ہو جاؤں۔ اور میرا ظاہر و

marfat.com

باطن ایک ہو جائے اور لوگ مجھ کو کافر جان لیں۔ یہ بات سن کر میں رونے لگا اور مُلّا عبد الغفور کو تسلی دے کر خود حضرت میاں میر جی صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ باغ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دل میں ارادہ کیا کہ مُلّا عبد الغفور کی بات اب آپ سے عرض کروں کہ اس وقت آپ خوش ہیں۔ لہذا میں نے مُلّا عبد الغفور کے ارادے سے حضرت کو اطلاع دی اور ساتھ ہی عرض کیا کہ مُلّا پر نظر کرم کریں آپ نے فرمایا کہ ہاں ان کا امتحان ہو گیا ہے اور وہ طالب صادق ہیں جاؤ اور ان کو میرے پاس لے آؤ میں ان کو اپنے سلسلہ میں داخل کرتا ہوں میں اسی وقت گیا اور ان کو لے آیا اور حضرت قبلہ میاں جی نے بیعت فرما کر تھوڑی مدت میں کامل کر دیا ہے۔ مولانا عبد الغفور جو کچھ چاہتے تھے۔ ان کو وہ مل گیا، آپ کی وفات حضرت میاں جی کی وفات سے پہلے ہوئی۔ قبر آپ کی کلانور میں ہے۔

دوسرے مرید

حضرت قبلہ میاں میرؒ کے ان احباب کے نام جن کا تذکرہ ہمیں نہیں ملا صرف نام ملے ہیں۔ یہ تمام حضرات تصوّف میں بلند اور کشف وکرامات کے مالک اور بلند حالات والے تھے۔

ولایت میں یہ اصول کافی ہے کہ کسی کامل کے۔ ہاتھ پر بیعت ہو جائے۔ لہذا جن حضرات نے حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور داخل سلسلہ ہوتے ہیں اور میاں میر جی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ اور آپ کے کہنے کو قبول کیا۔ یہ بزرگی کافی ہے اور باقی کوئی بزرگی اور کرامت اس سے بلند نہیں ہے۔ اس لئے کہ جو شخص حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا اس کے لئے یہ بزرگی ثابت ہوگی۔ کہ فلاں بزرگی فلاں بزرگ کی نزدیکی اور نسبت سے حاصل ہے۔ اور یہی بزرگی ثابت ہوگی کہ فلاں نے فلاں کو دیکھا اور فلاں

marfat.com

پیر کی صحبت سے فیض حاصل کیا ہے۔ ابو عبداللہ خفیف اور علی بندار جب دونوں جناب سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کے محلہ میں داخل ہونے لگے تو ابو عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ نے علی بندارؒ سے عرض کی کہ اب آپ نے حضرت جنید بغدادیؒ کو دیکھا ہے اور یہ فضیلت کافی ہے کہ آپ نے حضرت جنید بغدادیؒ کو دیکھا، اور میں نے آپ کو نہیں دیکھا اور اسی اصول پر صحابہ کے لئے یہ فضیلت کافی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اگر بعض مشائخ سے کرامات کا ظہور ہوا۔ اور ان کے مریدوں نے کرامات و حالات کو قلم بند کر لیا۔ تو یہ اتنی بڑی فضیلت نہیں بلکہ بڑی کرامت کسی فقیر کا اصل میں فقیر ہو جانا ہے اور فقیر کا ملنا بڑی کرامت ہے۔ فقیر کو مقامات و کرامات سے کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ فقیر ان باتوں سے بلند ہوتا ہے اور کرامات فقیر کی تعریف کے لئے ہیں۔ فقیر کرامات کا محتاج نہیں ہو سکتا۔ فقیر اپنی ذات کو نہیں پہچانتا۔ بلکہ فقیر کو پہچانتا ہے۔ فقیر خود ہی اپنی تعریف کر سکتا ہے۔

مریدوںؒ کے اسمائے گرامی

۱۔ حافظ اسماعیلؒ	۲۔ شیخ نور الدینؒ
۳۔ سید احمد بنوریؒ	۴۔ بہادر لنگؒ

۵۔ حاجی سلیمانؒ

آپ کی قبر میاں ننھا کی قبر کے ایک پہلو میں ہے اور میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب واقع ہے۔ آپ حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے وفات پا گئے تھے۔

۶۔ شیخ ابو المکارمؒ۔ ان کی قبر بھی میاں ننھا کے قریب ہے۔ میاں جی کی وفات سے پہلے وصال کر گئے تھے۔

۷۔ شیخ ابو الجبرؒ:۔ حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں وفات پا

marfat.com

گئے۔ ان کی قبر بھی میاں نتھا کے پاس ہے۔

۸۔ حضرت اسماعیل ہزاروی رحؒ

۹۔ قاضی محمد علبلی رحؒ

یہ دونوں صاحبان میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں وفات پاگئے ان کی قبریں اکبرآباد میں ہیں۔

۱۰۔ مُلّا حامدؒ ۱۱۔ سید مالؒ

۱۲۔ مُلّا مسکین روستانی رحؒ

ان تینوں صاحبان کے حالات زندگی حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات میں بیان کر دیئے گئے۔ ان کی موت سفر میں واقع ہو گئی۔ اس لئے ان کی قبروں کا علم نہیں۔

دوسرا گروہ

حضرت میاں میرؒ بالا پیر کے مریدوں کا دوسرا گروہ ان بزرگوں کا ہے۔ جو تمام کے تمام بلند مقام پر فائز تھے اور کشف و کرامات کے مالک تھے اور بزرگی کی صفتیں ان میں پائی جاتی تھیں اور جب یہ کتاب لکھ رہا ہوں۔ یہ حضرات زندہ ہیں اور اکثر کو اس فقیر (داراشکوہ) نے دیکھا ہے اور اکثر کی صحبت بھی حاصل رہی ہے، اور کئی کئی راتیں ہم اکٹھے رہے ہیں۔ اور اس طرح ان کے حالات سے پوری واقفیت حاصل ہو گئی ہے۔

مُلّا شاہ صاحب رحؒ

امام زمانہ، اپنے وقت کے بیگانہ، دریائے توحید و تجرید کی وادیوں کے سردار تفرید کے دانا راز وحدت کے شناسا، آفات سے محفوظ بادشاہ اور مریدوں کی جائے پناہ، دلوں کے شاہنشاہ، دلوں کے عیب جاننے والے ظاہری اور باطنی

marfat.com

علوم سے مشرف شیخ کامل اور شیخ فانی، ذوالنون ثانی گمراہوں کے راہ نما مشائخ وقت کے بادشاہ حضرت مُلّا شاہ سلمہ اللہ تعالیٰ والبقاہ اور آپ کی برکتیں خواہشات کے باقی رہنے تک باقی رہیں۔ فقیر دارا شکوہ کی ارادت بیعت کا سلسلہ حضرت مُلّا شاہ صاحب سے ہے۔ آپ کا نام شاہ محمد ہے اور حضرت میاں میر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ان کا نام محمد شاہ رکھا دیا اور آپ کے دوست احباب اور معتقد آپ کو حضرت جی کہتے ہیں۔ اور آپ کا لقب اللہ کی طرف سے لسان اللہ ہے اور آپ نے خود اس طرف اشارہ کیا ہے۔

آنکس کہ بذاہ معرفت آگاہ است ملّا شاہ است عارف ایں راہ است

از تاثیر زبان او معلوم است کامروز ملقب بہ لسان اللہ است

ترجمہ:۔ جو شخص راہ معرفت سے آگاہ ہوا ہے۔ وہ مردِ خدا مُلّا محمد شاہ عارف حق ہے۔ ان کی زبان میں تاثیر ہے۔ اور ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ زبان عارف کی زبان ہے اور لسان اللہ کے لقب سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرب فرائض کا مرتبہ آپ کو حاصل تھا۔ اور عارفوں اور موحدوں کو اس مرتبہ پر میرے ساتھ دیکھتا ہے۔ اور میرے ساتھ سنتا ہے اور میرے ساتھ بولتا ہے اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

بِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یَنْطِقُ ۵

(عارف دیکھتے ہیں تو میرے ساتھ اور سنتے ہیں تو میرے ساتھ اور بولتے ہیں تو میرے ساتھ) اور دوسری حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ ۵

(اللہ عمر کی زبان پر بولتا ہے) اور مبارک ہیں۔ وہ حضرات جنہوں نے ان ہاتھوں پر بیعت کی۔ اور ان زبانوں سے ارشاد سنے اور اجازت حاصل کی اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

marfat.com

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ؕ

ترجمہ :- بے شک جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ بلاشک و شبہ یہ بیعت اللہ تعالیٰ سے کی گئی ہے۔ بے شک اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے)

اور یہ بات اس لئے کہی گئی ہے کہ جو لوگ ان کی بارگاہ میں اخلاص عقیدت کے ساتھ پیش ہو گئے ہیں۔ ان کو مرشد سے جو پہلا سبق حاصل ہوا۔ وہ صدق ہے اور اخلاص ہے اور یہی شغل ذکر و فکر کی صورت میں بتایا گیا۔ لہذا اس طرح کی زبان جو دلوں کی اصلاح کرنے والی ہو اور بیمار کو شفا دینے والی خبیث و تباہ حال لوگوں کی اصلاح کرنی والی ہو۔ تو وہ لسان اللہ ہے اور بہت دفعہ یہ ہوا ہے کہ جناب حضرت مُلّا شاہ اپنے حجرہ میں بیٹھے ہوئے کسی کو درس و تلقین فرماتے ہیں۔ اور گفتگو کرتے ہیں۔ اور حجرہ میں جو لوگ بیٹھے سُن رہے ہیں۔ ان میں بعض بے خود ہو کر گر جاتے ہیں اور زبان مبارک سے ارشاد ہوتا ہے کہ ریاضت کرنے والے کو یہ مقام لا تعداد کوشش کے بعد حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کا فیضان طالب کو اس طرح پکڑتا ہے کہ جس طرح کوئی محبوب اپنے دلبر کو پا کر بغل گیر ہو جاتا ہے اور یہ سچ ہے کہ آپ کی زبان دلوں کو زندہ کرتی اور روح کو تسکین دیتی۔ اور جو آپ کی زبان دلوں پہ اثر کرنے والی ہے نہ اس طرح کی زبان اس جہان میں کسی اور کو ملی اور دیکھی گئی۔

اے تو کہ از نام تو تے بارد عشق — وز نامہ و پیغام تو ئے بارد عشق
عاشق گردد کہ بکویت گذرد — آرے ز در و بام تو ئے بارد عشق

ترجمہ :- مرشد شیریں وہ کمال ذات ہے کہ جب نام زبان پہ آتا ہے اور جب عاشق مزاج میں عشق و محبت آجاتی ہے اور نام و پیغام تو عشق کو برسا دیتا ہے اور جو عاشق مزاج آپ کے محلہ سے گزرتا ہے۔ ہاں وہ جب آپ کے مکان کو دیکھتا ہے تو در و دیوار سے عشق کے جلوے دیکھتا چلا جاتا ہے۔)

آپ کے والد ماجد کا نام اخوند مولانا عبدی ہے۔ آپ کا جدّی وطن روستاق

marfat.com

علاقہ بدخشاں موضع ارکسا ہے اور یہ شعر حضرت قبلہ کا اپنا شعر ہے، اور حضرت قبلہ نے اس شعر میں اپنی اصل رہائش کو بیان کیا ہے۔

ملک من از ملکہا ملک بدخشاں آمدہ

از بلادِ از روستاق وا قریٰ از ارکساہ

ترجمہ :- میں ملک بدخشاں کا رہنے والا ہوں اور روستاق کے قریب ارکسا میں میرا مسکن ہے اور ملّا عبداللہ صاحب ارکسا کے قاضی تھے۔ میں نے اخوند اور ملّا شاہ سے پوچھا کہ آپ کا اصل مسکن کہاں ہے فرمایا۔ بہترین ملکوں میں ملک بدخشاں ہے اور بدخشاں کا بہترین قصبہ روستاق ہے اور روستاق کا بہترین گاؤں ارکسا ہے اور ارکسا کے رہنے والوں میں سب سے سادے دل میرے والد ہیں۔ اور ان کی اولاد میں سب سے سادہ لوح میں ہوں۔ اور یہ بات کمال شکستہ دل ہو کر فرمائی اور فرمایا کہ بہترین لعل بدخشانی ہوتا ہے۔ جس کو برآمد کر کے بادشاہوں کے تاج میں لگایا جاتا ہے۔

ایک دوست نے مجھے کہا: پہلے بدخشاں سے نہایت قیمتی لعل آتے تھے۔ اب پتہ نہیں کہ کس لئے نہیں آتے ہیں نے کہا کہ اخوند ملّا شاہ جی وہاں سے لاہور آگئے ہیں اس لئے بدخشاں کی کان میں کوئی لعل باقی نہیں رہا ہے۔ آپ کو بچپن سے علوم دینی حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ اسی زمانہ میں آپ کو نماز اور روزے کی پابندی اور زہد و تقویٰ۔ کم کھانا اور کم سونا حاصل ہو گیا۔ ایک دن دوران تذکرہ فرمایا کہ بچپن سے لے کر آج تک تندرستی اور بیماری میں کبھی میں نے نماز کو نہیں چھوڑا۔ نہ کبھی میری نماز قضا ہوتی ہے اور معرفت کا حصول ابتدائے زندگی میں ہی حاصل ہو گیا تھا اور آپ کی زندگی اسی کمال کو حاصل کرنے کے لئے نفی مرشد کامل کی طلب میں ابتدا ء جوانی میں ہندوستان کی جانب تشریف لائے۔ اور حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کامل مریدوں میں داخل ہوئے۔ آپ تمام جماعت سے اعلیٰ اور افضل ہو گئے۔ اور حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمال نظر

marfat.com

عنایت و شفقت و محبت کے ساتھ تربیت فرمائی تھی۔ اور آپ کی ذات اس توجہ کی حق دار تھی کہ اس لئے کہ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مریدوں میں کامل ترین ذات حضرت ملا شاہ صاحب کی تھی اور آج سلسلہ قادریہ کا فیض سلسلہ حضرت میاں میر جی صاحبؒ سے آپ کے وجود سے قائم ہے اور سلسلہ قادریہ کا فیض حضرت میاں میرؒ کے وجود سے مُلّا شاہ صاحب کے پاس اور آپ اس سلسلہ کی عزت و عظمت زیب و زینب ہیں۔

اے اللہ اس فیض قادری کو قیامت تک زندہ رکھ۔

ایک دن حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی۔ تو دعا کی کے بعد فرمایا کہ مُلّا شاہ صاحب میرا سلسلہ تو آپ کے ساتھ روشن ہو گیا۔ تیس سال کی طویل مدت میں مُلّا شاہ صاحب نے مرشد کامل حضرت میاں سے مجاہد کا سلسلہ سیکھا اور ہم نے انہی دنوں آپ کی زبان سے سُنا۔ آپ نے حضرت مُلّا شاہ صاحب سے فرمایا۔ مُلّا شاہ صاحب جو مجاہدہ اور ریاضت آپ نے کیا ہے۔ گذشتہ مشائخ میں سے کسی نے اس قدر مجاہدہ اور ریاضت ہیں۔ کیا انہوں نے حضرت میاں جی کی اجازت لے کر کشمیر کو اپنا وطن بنایا اور اکثر سردیوں میں لاہور میں قبلہ میاں میر صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے تھے اور گرمیوں کے دنوں میں حضرت سے اجازت لے کر واپس کشمیر چلے جاتے تھے اور حضرت میاں میر صاحب فرماتے تھے کہ بابا اب گرمی آ گئی ہے۔ تم مغل بچے ہو، لاہور کی گرمی تم سے سہی نہیں جائے گی۔ اس لئے کشمیر چلے جاؤ اچھا جاؤ (خدا حافظ)

حضرت میاں میر جی صاحبؒ کی آخری عمر میں چند برس آپ کو لاہور آنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اور حضرت میاں میر جیؒ بعض دوست کی تربیت قبلہ مُلّا شاہ صاحب کے حوالے کر دیتے تھے اور یہ مقام آپ کے خلفاء میں کسی دوسرے کو حاصل نہ تھا اور حضرت مُلّا شاہ صاحب کو تُرک دنیا۔ فقیر و غنا،

marfat.com

توکل، تسلیم و رضا، میں واقعی اور واضح اختیار حاصل تھا۔ کبھی کوئی غلام یا لونڈی آپ کے پاس نہیں ہوتی تھی اور نہ ہی چراغ گھر میں جلایا جاتا تھا اور نہ ہی کبھی ہانڈی چولہے پر رکھی جاتی تھی اور رات تاریکی میں گزار دیتے تھے۔

جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رات کا وقت تھا۔ ایک شخص کو فرمایا کہ چراغ روشن کر کے لے آؤ۔ وہ شخص ایک چراغ جلا کر لایا اور آپ نے فرمایا کہ داراشکوہ یہ آپ کے لئے چراغ جلا کر لایا ہے، ہم تو اندھیرے میں ہی بیٹھے رہتے ہیں اور آپ نے اپنا یہ شعر پڑھا۔

سیاہی گر بدانی نورِ ذات است   بتاریکی دروں آب حیات است

دریں مشہد کہ انوار تجلی است   سخن دارم ولی ناگفتن اول است

چراغست دریں خانۂ ویرانہ ما   روشن ازآتشِ عشق تو شدہ میخانا ما

ترجمہ:۔ یعنی اگر سیاسی کی حقیقت معلوم ہو جائے تو یہ بھی ایک نور ہے۔ جس میں آبِ حیات ہے۔ سیاہی نور کی صفت کی طرح اللہ کریم کی ایک صفت ہے۔ میں ظلماتی تجلیات کا بیان کر دوں تو بہتر ہے۔ لیکن راز پوشیدہ رکھنا اور زیادہ بہتر ہے اور سفر ویران خانہ میں عشق نور ہے اور ظلماتی میخانہ ہے۔

مسائلِ توحید کو بیان کرنے اور معارف ربانیہ کو پیش کرنے میں آپ بے مثال امام تھے اور آپ نے سخت ریاضتیں اٹھائی ہیں۔ اور میں نے بعض لوگوں سے یہاں تک سُنا ہے کہ سترہ سال تک یہ معمولی تھا کہ نماز عشاء پڑھ کر بیٹھ جاتے تو ذکر خفی فرماتے اور حبس دم کرتے رہتے تھے۔ سانس بند کر لیتے اور صبح کی نماز تک اسی طرح حبس دم رہتے تھے اور خود ارشاد فرماتے کہ جو شخص حبس دم کا جو طریقہ ہمارے سلسلہ میں نہیں پایا جاتا اور یہ حبس دم میں مہارت حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔

اور مجھے (مصنف) آپ نے حبس دم کا یہی طریقہ تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ ریاضت صرف آپ کے سلسلہ میں پائی جاتی ہے اور میری ریاضتوں میں ایک ریاضت یہ ہے کہ نماز عشاء کے بعد اس طریقہ پر حبس دم شروع کرنا تھا۔ رات لمبی ہو

marfat.com

یا چھوٹی۔ صرف دو سانس لیتا تھا اور کبھی یہ حالت ہو جاتی کہ میرا سانس اس قدر تنگ ہو جاتا۔ کہ زندگی ختم ہوتی معلوم ہوتی۔ لیکن میں اس کے باوجود مطمئن رہتا اور کریم میری حفاظت فرماتا۔

ایک دن میں نے حضرت ملا شاہؒ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور حضرت شمشاد دیوی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مسجد میں ایک خواب دیکھا۔ کہ کوئی شخص یہ کہہ رہا ہے کہ اگر تو میرے دوستوں سے کسی ایک دوست کو دیکھنا چاہتا ہے تو اُٹھ اور باہر جا کر ٹیلے پر دیکھ۔ میری آنکھ کھلی اور خیال ہوا کہ ابھی باہر جا کر دیکھا تو حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ چوکڑی مارے بیٹھے تھے اور ان کے ارد گرد برف کی تہہ کئی کئی فٹ پڑی تھی اور آپ کی یہ حالت کہ آپ کو پسینہ آیا ہوا تھا اور بہت زیادہ پسینہ آ رہا تھا۔ میں نے عرض کی۔ حضور کو یہ مقام کس طرح حاصل ہوا فرمایا۔ کہ فقراء کی خدمت کرنے سے ہے۔

حضرت ملا شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ پر دوبارہ یہ کیفیت طاری ہو چکی ہے (یعنی ابراہیم خواصؒ کے واقعہ کی تصدیق فرمائی) اور فرمایا کہ ایک دفعہ تو یہ کیفیت لاہور میں مجھ پر ہوئی۔ جب کہ سخت سردی پڑ رہی تھی اور مجھے سخت پسینہ آیا ہوا تھا۔ لوگ کپڑے تر کر کے میرے سینہ اور ہاتھوں کو تر کرتے اور ہوا دیتے اور اس کے باوجود میرا پسینہ کم نہ ہوتا اور شدید سردی میں اتنی گرمی تھی کہ پسینہ کم نہیں ہوتا تھا اور دوسری بار کشمیر دل پذیر میں ہی واقعہ پیش آیا کہ میں نے شہر کے باہر گل بیگ کے باغ میں چلہ کیا اور دوسری سے پانی جما ہوا تھا اور برف پڑ رہی تھی کہ میں نے حبس دم شروع کر لیا اور جب میں نے سانس لیا تو پسینہ اس طرح جاری ہو گیا۔ جس طرح کہ کوئی نہر جاری ہو جائے اور وہ جم جائے اور جب دوبارہ میں نے حبس دم کیا اور سانس لیا تو وہ برف جو میرے پسینہ کی وجہ سے جسم پہ جم گئی تھی وہ تمام پگھل گئی اور یہ کیفیت حبس دم میں پائی جاتی ہے۔

marfat.com

ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی عمل کرتے تھے اور یہ خدا کو معلوم ہے۔ کہ ان کا طریقہ حبس دم کیا ہوتا تھا۔ اور اگرچہ بہت سے مشائخ نے حبسِ دم کیا ہے لیکن ہمارے پیر طریقت حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ ہے اور میرے بعض دوستوں نے بتایا ہے کہ یہ طریقہ حضرت غوث الاعظم کا ہے

چشم بند و گوش بند و لب ببند
گر نہ بینی سرّ حق بر من بخند

(آنکھیں، زبان، کان بند کر لو۔ اور اس طرح حبس دم کر کے اللہ کا ذکر کرو اگر تمہیں اسرار حق نظر نہ آئیں تو تم ہمیں کہنا)

اس وقت حضرت کی عمر مبارک اسّی (۸۰) سال سے زیادہ ہو چکی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں رات دن میں ایک لمحہ ایک ساعت بھی نہیں سویا۔ میں نے حیران ہو کر عرض کیا کہ اور کچھ ارشاد فرمائیں۔ فرمایا کہ تیس سال کا عرصہ گزرا ہے کہ میں کبھی نہیں سویا۔ اور آپ دو سال سے اپنی ٹانگیں کبھی کبھی لمبی کر لیتا ہوں اور کروٹ پر لیٹ جاتا ہوں۔ لیکن ہرگز نیند نہیں آتی۔ بلکہ اب تو خواہش ہوتی ہے کہ نیند آ جائے لیکن نیند نہیں آتی ہے

عَجَباً لِلْمُحِبِّ کَیْفَ یَنَام !
کُلُّ نَوْمٍ عَلَی الْمُحِبِّ حَرَام ،

(محبت کے دعوے کرنے والے پر نیند حرام ہو جاتی ہے اور اگر محبت ہو جائے تو یہ تعجب کی بات ہے ہرگز محبوب کی محبت محبّ کو نیند نہیں کرنے دیتی)

آپ فرماتے ہیں۔ شروع میں میں نہ پاؤں دراز کرتا تھا اور نہ تکیہ لگاتا تھا اور اگر کسی وقت اس عرصہ میں آرام حاصل ہو گیا ہے۔ تو صرف یہ ہے کہ بیداری کو میں نے نیند خیال کر لیا اور فرمایا کہ میں نے حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص کی ریاضت کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ملّا شاہ صاحب کا

marfat.com

ذکر نہ کر. ریاضت وہ ہے جو تونے کی اور کسی کو یہ سعادت میسر نہیں آتی۔

شیخ محسن فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اخوند ملا شاہ سے دریافت کیا کہ اتنا عرصہ ہو گیا ہے کہ فقیر اور بہت دوسرے دوست آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ کے کمال محرم راز ہیں. لیکن ہم نے کبھی آپ سے دو چیزیں نہیں دیکھیں ایک تو یہ نہیں دیکھا کہ آپ کبھی بیت الخلاء گئے ہوں. دوسرا یہ کہ آپ نے کبھی ضروری غسل کیا ہو۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ قضائے حاجت تو انبیاء۔ اور اولیاءً پر عرض تمام پر واجب رہی اور یہ چھپ کر کی جاتی ہے۔ اس کے لئے میں نصف شب جاکر فارغ ہوتا رہا ہوں، غسل ضروری کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ بیداری یا نیند۔ نیند کی حالت میں احتلام ہوتا ہے۔ چونکہ میں کبھی سویا ہی نہیں۔ اس لئے احتلام کا سوال ہی نہ رہا اور دن کو اس شخص پر غسل فرض ہوتا ہے۔ جو اہل وعیال (بیوی) رکھتا ہو۔ اور میرے پاس نہ اہل وعیال ہے اور آئندہ بھی اہل وعیال کا خیال تک نہیں ہے اور نیند سے تو میری آنکھ واقف ہی نہیں ہے۔ لہذا غسل کا سوال ہی کیا ہو سکتا ہے۔

ملا سعید خان فرماتے ہیں کہ حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ملا شاہ صاحب بھی اس مجلس میں رونق افروز تھے۔ میں نے اس موقعہ پر یہ بات عرض کی کہ شاہ شجاع کرمانی کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ تیس سال تک نہیں سوئے اور نہ پہلو کے بل لیٹے۔ ایک دفعہ ایک لمحہ کے لئے سو گئے تو اس ساعت میں خواب میں اللہ کریم کو دیکھا اور اٹھ کر اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کی کہ الٰہی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سو جانے اور نیند کرنے میں تیرا دیدار ہوتا ہے تو میں زیادہ عرصہ سویا رہتا۔ فرشتہ غیبی نے آواز دی کہ یہ تیس سال کی بیداری کا نتیجہ ہے۔ مولانا شاہ صاحب نے اپنا منہ میری طرف کر لیا اور فرمایا۔ کہ حضرت میاں میر جی کی خدمت میں ایسے درویش ہیں۔ جو پانچ سال نہ سوئے ہیں اور نہ پہلو کے بل لیٹ کر آرام کیا۔ جب ملا شاہ صاحب چلے گئے تو حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ

marfat.com

نے فرمایا کہ یہ بات ملا شاہ صاحب نے اپنی کتاب میں بیان کی ہے کہ پانچ سال سے نہیں سوئے۔ ان کے رات اور دن میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ آپ کی پہلی حالت تھی۔ اب مدت گزر چکی ہے کہ آپ بیدار رہتے ہیں اور آپ کی عمر اس وقت اٹھاون برس کی تھی اور آپ نے بڑی بڑی سخت ریاضتیں کی ہیں۔ لیکن بدن میں تازگی اور توانائی پوری طرح موجود ہے۔ رنگ مبارک سرخ ہے اور چہرہ بارونق قوت جسمانی بحال اور بدن ظاہر پُر ملال ہے اور اس کی راتیں حضرت ملا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزاریں۔ لیکن میں نے کوئی سستی اور کاہلی آپ پر نہیں دیکھی اور نہ ہی آپ کو کبھی سوئے ہوئے دیکھا ہے اور اس آیت کی حقیقت آپ میں دیکھی۔

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ (اور نہ اونگھ اور نہ ہی نیند آتی ہے)

اور جب مرد صوفی اس منزل کو پالیتا ہے تو اس کے صفات میں تغیر لازمی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں آتا ہے:۔

لَا یَزَالُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ الْعَبْدُ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہٗ فِیْ یَسْمَعُ وَبَصَرُہٗ فِیْ یُبْصِرُ وَیَدُہٗ فِیْ یَبْطِشُ وَرِجْلُہٗ فِیْ یَمْشِیْ

ترجمہ:۔ یعنی ہمیشہ بندہ میری جانب عبادت کے وسیلہ سے تقرب چاہتا ہے اور بقاء وجود پر رحمت ہے (میں درست پالیتا ہوں۔ اور اپنے بندہ کو اپنے ساتھ باقی کرلیتا ہوں۔ پس اب یہ حالت ہوئی ہے کہ میں خود اس کے کان ہوتا ہوں جس سے کہ وہ سنتا ہے اور میں آنکھیں ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

نفھم انھا السامع این انت من اللہ ط

اس راز کو سمجھ جا کہ کیا تو اللہ کی محبت میں یہ مقام نہیں پاسکتا؟

آپ کی کرامات و خوارق حد و حساب سے بالاتر ہیں اور کشف کی حالت تو یہ ہے کہ ہر قلب پر ان کو اطلاع حاصل ہے۔ آپ کی نگاہ اور نظر میں کمال درجہ کی

marfat.com

کرامات وتصرف موجود ہے اور پوری دنیا میں آپ کا نام مشہور ہے اور ہندوستان کا کوئی علاقہ ایسا نہیں۔ جہاں آپ کا نام نہ لیا جاتا ہو۔ ہر طرف آپ کی شہرت ہے اور کشمیر تو آپ کے نور سے جگمگا رہا ہے اور کشمیر کے رافضی اور کافر آپ کے دروازہ پر آکر سچی توبہ کر کے کفر و رفض کو چھوڑ دیتے ہیں اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں گویا وہ بے اختیار ہو کر توبہ کرتے ہیں اور دائرہ اسلام میں مذہب چھوڑ کر مذہب حق دین اسلام قبول کرتے ہیں اور اہل سنت کے سچے مسلک پر چلتے ہیں اور کشمیر میں مشہور ہے کہ جو شخص جناب کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں یاروں کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے اور اکثر رافضی اس طرف سے نہیں گزرتے اور اگر گزرتے ہیں تو آزمائش کے لئے افضیت چھوڑ کر سنت کو اختیار کر لیتے ہیں اور میں آپ کی خدمت میں بیعت سے پہلے اکثر آیا جایا کرتا تھا۔ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ آج آپ سے عرض کروں گا کہ دنیا میں جس طرح میں آپ کے ساتھ دوستی رکھتا ہوں۔ اسی طرح آخرت میں آپ کی توجہ سے دوستی قائم رہے۔

جب آپ کی خدمت میں حاضری حاصل ہوئی۔ تو آپ نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ تو اس کی حالت عام مصافحہ سے قدرے مختلف تھی۔ میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں اس طرح پکڑے رکھا اور فرمایا۔ عزیز (اے دوست) سنو جس طرح ہم یہاں دوست ہیں۔ اسی طرح قیامت کو ہماری دوستی برابر رہے گی اور انشاء اللہ یوں ہی ظاہر ہوں گے۔ اور میں قیامت میں آپ کی مدد کروں گا۔ اور آپ کو اے دارا شکوہ دل وجان سے دوست رکھتا ہوں اور اسی رات کو حضرت نے مجھ پر کرم فرمایا کہ اپنے سلسلہ میں بیعت فرما کر شغل واشغال سے واقف کیا اور لطف وکرم سے نوازا۔

کرامات

میں نے سنا ہے کہ جناب مُلّا شاہ صاحب کی ملاقات حضرت خضر علیہ اسلام سے

marfat.com

ہوئی۔ اور آپ نے جناب خضر علیہ السلام کی جانب کوئی توجہ نہ دی۔ اس واقعہ کے متعلق میں نے حضرت مُلّا شاہ صاحب سے سوال کیا کہ اس واقعہ کی اصل کہاں تک درست ہے تو آپ نے فرمایا۔ کہ دریائے راوی کے کنارے کپڑے دھونے بیٹھا تھا کہ ایک شخص دریا سے نکل کر میرے سامنے آیا۔ اور سلام دعا کے بعد کہنے لگا۔ یہ کپڑے مجھے دو تاکہ میں دھو دوں اور آپ چونکہ ذکر میں مشغول ہیں۔ آپ اپنا ذکر کریں۔ میں نے کہا کہ میں کس لئے فارغ بیٹھوں دونوں کام کرتا ہوں) وہ شخص تو چلے گئے۔ جب میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ درست ہے کہ آدمی جب اللہ کی طرف مشغول ہو تو دوسری طرف خیال کرنا مشکل ہوتا ہے۔

ابو بکر کنعانی فرماتے ہیں کہ جب ابراہیم خواص سفر سے واپس آئے تو میں نے کہا کہ جنگلوں میں آپ نے کیا عجائبات دیکھے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ ابراہیم میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا نہیں جناب نے فرمایا۔ کس لئے عرض کیا۔ جناب کہیں ایسا نہ ہو۔ آپ کے ساتھ مشغول ہو کر اللہ کے شغل ذکر و فکر سے رہ جاؤں۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ ابوالحسن خرقانی نے مجھے حکم دیا کہ اگر جناب خضر سے ملاقات حاصل ہو جائے اور صحبت میں رہنے کا موقعہ ملے تو آپ کی صحبت اختیار نہ کرنا۔ ان کی صحبت میں نہ رہنا اور اگر ہر شب کسی کے ساتھ مل کر جانے کا موقعہ ملے تو یہ سفر بھی اختیار نہ کرنا۔ اس لئے کہ کہیں یہ صحبت نقصان نہ کرے اور صحبت سے اس لئے منع فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی محبت کو حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کو غیر کی محبت مضر ہوتی ہے اور غیر کی محبت سے دور رہتے ہیں اور اگر اس دوستی میں حضرت خضر آ جائیں۔ تب بھی دوستی میں تنہائی بہتر ہوتی ہے اور نبی کریم کا ارشاد ہے۔

مَن اَستَانَسَ بِاللّٰہِ استَوحَشَ مِن غَیرِ اللّٰہِ ؕ

(یعنی جو اللہ سے دوستی کر لیتا ہے۔ اس کو غیر اللہ سے ڈر آتا ہے)

marfat.com

اور پھر غیر اللہ سے محبت نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کہیں ناراض نہ ہو جائے۔ غیر اللہ سے اپنی نظر بچا لیتے ہیں۔ جب غیر سے نظر اُٹھ جائے گی۔ تو محبت صرف اللہ کے لئے خالص ہو جائے گی۔ اب صوفی تیرا یہ حق ہے کہ تو اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو کر دے اور اللہ کی محبت کے سوا زندگی کچھ نہیں جب میں پہلے دن حضرت مُلّا شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے میرا نام پوچھا۔ مَیں نے کہا میرا نام فقیر ہے۔ چونکہ آپ نے مجھے کہیں نہیں دیکھا۔ اس لئے فرمایا معلوم ہے فقیر کو اپنے زانوں کے ساتھ بٹھا لیا۔ اور پہلی مجلس میں مجھ پر نور کی بارش برسا دی اور تمام خیالات کو مٹا کر دل کو اللہ کی طرف لگا دیا۔ فقیر نے ایک رباعی پڑھی اور عرض کیا کہ آپ اس کے مطابق مجھ پر کرم نوازی کریں گے۔ ؎ جامی

آں گم شدہ باللہ خدا آگاہ است　　　افتادہ یقین بدست مُلّا شاہ است

نزدیک بیا تر نزدیک بیا و آہستہ گو　　　در گوش کسے کہ طالب اللہ است

یہ ایک گم شدہ شخص آیا ہے۔ اللہ کی قسم وہ خوب جانتا ہے کہ دروازہ پر کھڑا ہوا آدمی حضرت مُلّا شاہ کے پاس یقین کی دولت لینے آیا ہے۔ قریب آجا قریب آجاؤ۔ اور آہستہ سے کہہ کہ اللہ کا طلب گار ہے، اور فرمایا کہ تیرا مطلب یہ ہے کہ تو اس کے لئے آیا ہے اور یہاں آنے کا مطلب حقیقت میں یہ ہے اور اس کے سوا دوسرا مطلب نہیں کہ تو اللہ کا طالب ہے اور خوش ہو فرمایا کہ ہم نے جس کو گم کر دیا تھا۔ اس کو تلاش کر لیا ہے۔ یہ فرما کر مندرجہ ذیل اشعار کو پڑھا ؎

آنکس کہ زروئے صدق دولت خواہ است
آخر او را بوتے دولت مُلّا شاہ است
دولت یعنی معرفت اللہ است !
ایں دولت درخانۂ ملا شاہ است

جو دولت کا طلب گار ہے اس کو دولت کی راہ ملتی ہے۔ سچی دولت اللہ کریم کی معرفت ہے اور یہ معرفت مُلّا شاہ صاحب کے گھر میں رکھی ہوئی ہے حاصل ہو سکتی ہے۔

marfat.com

بدخشاں سے لاہور میں آمد

ارشاد فرمایا کہ میں جب اپنے وطن سے ہندوستان آیا۔ تو پہلے کشمیر آکر ٹھہرا تین سال تک کشمیر رہا۔ وہاں میرے دل میں طلب الٰہی پیدا ہوئی تو میں نے کشمیر سے ہندوستان جانے کا ارادہ کیا اور جب لاہور پہنچا تو کسی نے حضرت میاں جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر فرمایا۔ ورنہ میرا ارادہ آگرہ جانے کا تھا۔ اس شخص نے کہا کہ حضرت میاں میر صاحب رحمتہ اللہ علیہ ترک و تجرید میں کامل اور اللہ کے عزیز ترین عارف ہیں اور آپ کے کمال کی تعریف سُن کر بلند اور عالی شان اور عالی مرتبہ بزرگ کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا اور میرے دل میں وسعت اور روح میں خوشی پیدا ہو گئی اور دل میں خیال آیا۔ کہ اب میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ میرے رفیق سفر نے کہا کہ میں نے جس درویش کا ذکر کیا ہے وہ بہت کامل انسان ہیں۔ میں نے کہا۔ اے دوست جس چیز کی مجھے طلب ہے، تو وہ لاہور میں ملے گی۔ لیکن میرے دوست نے ضد کی۔ کہ آگرہ کے درویش کو ملنا چاہیئے۔ دوست کے ساتھ درویش کی زیارت کی۔ لیکن جس چیز کی مجھے تلاش تھی وہ اس میں نہ پائی چنانچہ واپس لاہور آگیا اور حضرت میاں میر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ وہ چیز مجھے حضرت میاں میر جی صاحبؒ میں مل گئی۔ یعنی نور معرفت میں نے آنجناب کی خدمت کرنی شروع کر دی اور طویل مدت آپ کی خدمت کرتا۔ لیکن حضرت میاں میر صاحب مجھے بیعت سے مشرف کرنے میں استغنا اور لا پرواہی فرماتے یہاں تک کہ تین سال تک آپ نے میری طرف کوئی توجہ نہ کی۔

تین سال کے بعد حضرت نے پوچھا۔ کہ کہاں رہتے ہو۔ اور آپ کو پتہ تھا کہ میرے پاس نہ رہائش کا کوئی مکان ہے۔ نہ ٹھکانہ حضرت میاں جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے تین سال کے بعد کلام فرمایا۔ وہ یہ سوال تھا کہ کہاں رہتے ہو۔ میں نے عرض کی قبلہ مسجد میں ہی رہتا ہوں۔ فرمایا۔ مسجد میں نہ رہا کرو آپ کے حکم کے مطابق مسجد کی رہائش

marfat.com

ترک کر دی۔ پھر فرمایا روٹی کہاں سے کھاتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ بازار سے کھاتا ہوں۔ فرمایا۔ بازار سے نہ کھاؤ۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق بازار سے کھانا چھوڑ دیا ہے اور میرے پاس کوئی دوسری جگہ امید نہ تھی کہ وہاں سے روٹی کھاؤں۔ فاقہ شروع کر دیا حضرت مرشد حضرت میاں میر جی صاحبؒ مجھ پر مہربانی فرما کر رحمت و شفقت فرمانے لگے اور شغل و ذکر عطا فرمایا اور بیعت فرمایا اور حضرت میاں میر جی صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ نے وفات سے پہلے مجھے بلا کر بعض خاص خاص باتوں کا ارشاد فرمایا جس کو میں نے اچھی طرح یاد رکھا اور آخری ایام میں ایک رات دن دربار میں حاضر رہا۔ صبح کے وقت حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے دولت عظیم سے شرف یاب ہوا اور حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف توجہ فرما کر بعض خاص باتوں کی اجازت دی۔ بعض کرم نوازیاں فرمائیں۔ اب معلوم ہوا۔ یہ مرتبہ اور مقام اور ہے اور اب وہ چیز مل گئی۔ جن کو میں طلب کرتا تھا اور اب معلوم ہوا کہ پہلے تمام حالات جو رونما تھے۔ ذوق شوق جمعیت روحانی وغیرہ اس عطا کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور یہ مرتبہ ریاضت سے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ یہ نعمت صرف نظر کرم سے مل سکتی ہے۔ نہ کوئی ریاضت اور نہ کوئی وظیفہ ہے کہ اس نعمت کو حاصل کیا جائے اور نہ اس مرتبہ کے لئے کسی سے ریاضت ہو سکتی ہے۔

مدت بست سال در جستجو بودیم
ظاہراً بیامن بود تحقیق شد

بیس سال میں نے جس کی تلاش کی۔ وہ تو میں خود ہوں۔ یہ آیات جس کی طلب بیس سال سے ہم کر رہے تھے وہ ایک حقیقت کی حقیقت تھی۔ جواب مجھے حاصل ہوگئی اور اس وجہ سے میری تمام تمنائیں پوری ہو گئیں۔ یہ تمام انکشافات نماز فجر سے پہلے ہوئے۔ لہذا مشکل سے نماز ادا کی اور بے قرار و بے تاب رہا۔ کہ اس راز کو چھپا کر رکھوں۔

marfat.com

حاجی صالح محمد کو میں نے بلا کر یہ تمام باتیں بتائیں کہ یہ دولت ابدی اور نعمت سرمدی آج حاصل ہو گئی ہے۔ حاجی صالح محمد سے میں نے کہا کہ نعمت لازوال سے آپ کیوں بے نصیب ہیں۔ حاجی صاحب یہ نعمت حاصل کرو۔ جس طرح ہو سکتا ہے اور میں نے ان کو اشارہ کیا اور خوب شوق دلایا کہ یہ نعمت حاصل کر لو۔ حاجی صاحب کو شوق پیدا ہو گیا اور پوری طرح اس نعمت کو حاصل کرنے میں لگ گئے۔ میرے ایک میرے ایک دوسرے دوست یہاں تھے۔ میں نے ان کو بھی اس بات کی خبر کر دی۔ مسکین اور رشانی تھے اور یہ دونوں حضرت میاں میر جی صاحب رحمت اللہ علیہ کے مرید تھے۔ مُلّا مسکین کو بھی میں نے وہی باتیں کہیں۔ جو حاجی صالح محمد سے کہیں تھیں۔ مادہ موجود تھا۔ آخر وہ پوشیدہ خزانہ ان کو حاصل ہو گیا۔

دولتِ توحید یاراں در گرفت
در گرفت از مادۂ تا سر گرفت

میں نے اس دولت سعادت اکبر کو مکمل طور پر پا کر گوشہ نشین ہو گیا اور اس تلاش میں اور کوشش کرنے لگا۔ جس قدر تحقیق کرتا رہا۔ اسی قدر یہ راز مجھ پر کھلتا رہا اور میری طبیعت موزوں ہو گئی اور شوق کی یہ حالت تھی کہ اب میں شعر کہنے لگا اس سے پہلے میں نے کبھی شعر نہیں کہے تھے اور حاجی صالح کو میں نے کہا کہ میری اس کیفیت سے میاں جی کو آگاہ کر دیا۔ جب اس کا آن جناب کو حاجی صاحب کے ذریعے پتہ چلا تو حضور میاں جی نے فرمایا مبارک ہے اس کیفیت طاری ہونے کے بعد میں نے کشمیر کو اپنا وطن بنا لیا۔ اور ہری پربت کی پہاڑی پر یہ مکان بنا رکھا ہے۔ نہایت پُر فضا مقام ہے اور کشمیر کا اکثر حصہ یہاں سے نظر آتا ہے اور حضرت مُلّا شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب مجھ پر نہایت مبارک زمانہ جا رہا ہے۔ اور چیزوں کی بابت اب مجھے کسی شخص کی پرواہ نہیں۔ جو شخص جو چاہے کہے کوئی انکار کرے یا قبول کرے۔

راہے کشیم زعالم دل پیدا تحقیق از آنراہ رہ رسیدم بخدا

marfat.com

از پائے نشستم بہ تسلی نوعی — گو بر سر من قیامت شود برپا
از توحید گہرے نیست مرا — جز معرفت حق ثمرے نیست مرا
گر خصم بجان و تن یا دست نہد — با جان تن خویش سرے نیست مرا

اب میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نے اعلیٰ مقصد حاصل کر لیا ہے اور یہ سعادت جو مجھے حاصل ہوئی ہے۔ نہ کثرت ریاضت و مجاہدہ کا نتیجہ نہ میری کسی محنت و کوشش کا پھل ہے، بلکہ خاص اللہ کریم کا فضل ہے جو مرشد کامل کے واسطہ سے ملا ہے۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہے۔

میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کو اسی طرح کی کیفیت سے گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن اب مجھ پر اور میرے مریدوں پر اللہ کا احسان ہوا ہے۔ قبض سے نجات حاصل ہے۔ قبض کی حالت کبھی نہیں ہوئی۔ بلکہ صرف بسط ہی حاصل ہے۔ لہٰذا اب میرے طریقہ میں قبض نہیں ہے۔

بسط بر بسط، و بسط بر بسط است
نیست کن قبض بسط بر بسط است

فی الواقع جب سے بندہ آپ کا مرید ہوا ہے کبھی قبض نہیں ہوئی۔

فقیر دارا شکوہ حضرت مُلّا شاہ کی خدمت میں رہا ہے اور ایک رات کو میں نے دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب اپنے ہاتھ سے ایک بازو کو ملتے تھے اور بہت خوش ہو رہے تھے کہ آپ کو اپنے بازو میں کوئی تکلیف ہے اور میں نے سُنا ہوا تھا۔ کہ آپ کو بازو میں کوئی بیماری ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ کیا بازو میں کچھ تکلیف ہے فرمایا نہیں، جب کا دوست بازو میں ہو تو وہ اس کو دیکھ کر لطف اندوز ہوتا ہے اور لطف و ذوق اس کو زیادہ حاصل ہوتا ہے میں اس اشارہ کو خوب سمجھ گیا۔ یعنی آپ حالت مشاہدہ میں تھے اور اعضائے جسم کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔

از کنار خویش مے یابم دمادم بوئے یار — زان ہمہ گیرم بسر دم خویشتن را در کنار

marfat.com

ایک دن میں نے آپ سے سوال کیا کہ غوث کا مرتبہ بلند ہے یا قطب کا فرمایا غوث قطب ابدال اوتاد۔ ان میں ہر شخص ایک مرتبہ پر اور ایک مقام پر فائز ہیں اور یہ جماعتیں ہیں کہ خاص کام پر ان کو مقرر کر دیا گیا ہے اور ہر ایک کا وجود عزت و رحمت والا ہے اور ان گروہوں کے ہر شخص کو اللہ کے سوا کسی سے کوئی غرض نہیں ہے یہ کسی چیز کے یہ محتاج نہیں ہوتے اور یہ حب کے سب اللہ کے محبوب ہیں اور یہ اشارہ جناب کا اپنی طرف تھا۔ فقیر کے دل میں کئی دفعہ یہ خیال گزرتا رہا کہ بزرگان ماضی کے حالات تو اکثر پڑھتے رہتے ہیں اور اولیاء کے مقامات کو لکھا گیا ہے۔ ان کو حضرت اخوند ملا شاہ سلمہٗ سے سمجھایا جائے۔ ایک رات خدمت میں بیٹھے تھے کہ یہ خیال آگیا۔ حضرت قبلہ میرے خیال پر آگاہ ہو گئے ہیں اور فرمایا کہ بعض اولیاء کرام وہ ہوتے ہیں۔ جن کا مرتبہ اور مقام اس قدر بلند ہوتا ہے کہ ان کی شان میں (بی یسمع و بی یبصر و بی یبطش و بی یمشی) فرمایا گیا ہے۔ یعنی میرے ساتھ سنتے ہیں اور میرے ساتھ دیکھتے ہیں اور میرے ساتھ ان کا چلنا پھرنا ہوتا ہے)

یہ حضرات مفرد کہلاتے ہیں اور یہ دوگانگی سے یگانگی کے مرتبہ پر ہونے ہیں کہ ان پر مخلوق کی کوئی خدمت نہیں ہوتی۔ یہ حضرات افراد کی طرح ہوتے ہیں (یعنی کوئی ایک آدھ فرد کامل)

اور میں اس بات کو سمجھ گیا کہ حضرت ملا شاہ صاحب کا یہی مقام ہے آپ اس وقت فرد ہیں اور قسم ہے آپ کا بلند مقام اور عالی مرتبہ ہے اور آپ فرد ہیں۔ شیخ ابن العربی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مفرد وہ جماعت ہے جو قطب کے دائرہ سے خارج ہوتی (یعنی بلند مرتبہ ہوتے ہیں) اور حضرت خضر علیہ السلام انہی افراد میں ہیں۔ اور حضور سرکار دو عالم اعلانِ نبوت سے پہلے اس دائرہ فردیت میں تھے۔

حضرت شیخ جمال الدین العارفین ابو محمد عبد اللہ بصری فرماتے ہیں کہ جناب خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ کوئی عجیب بات سنائیں۔ آپ نے فرمایا کہ بحرِ محیط کے قریب میں نے ایک مرد اور عورت کو ایک گودڑی میں لپٹا

marfat.com

ہوا دیکھا۔ انہوں نے مجھے پہچان لیا اور میرا نام بتا دیا اور میں ان کو نہ پہچان سکا اور میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے اللہ کریم سے التجا کی کہ اے اللہ کریم میں اولیاء کا نقیب ہوں اور میں ان کو نہیں پہچان سکا۔ جناب خضر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اللہ کی طرف سے یوں جواب ملا ابو العباس تو بے شک نقیب اولیاء ہے لیکن ان اولیاء پر ہے جو مجھ سے پیار کرتے ہیں اور یہ مرد و عورت اس گروہ سے متعلق رکھتے ہیں جن سے میں خود پیار و محبت کرتا ہوں۔

جمال العارفین عبداللہ بصری فرماتے ہیں۔ میں نے جناب خضر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس قسم کے اولیاء اللہ کا کوئی سردار بھی ہوتا ہے کہ ان کا رجوع اس کی طرف ہوتا ہے فرمایا ہاں ہوتا ہے اور آج کل اس گروہ کے سردار شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ افراد میں ہیں اور افراد کے سردار ہیں۔

بحر حقیقت کو بیان کرنے والے شیخ محی الدین ابن عربی اور عارف نامی مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہم اللہ نے ان اسرارات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ حضرت ملاشاہ صاحب فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن جامی کی بہترین تصنیف سوانح ہے اور عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی عبارت کا اعلیٰ مطلب بیان فرمایا ہے اور نصوص الحکم کی شرح کی اور حضرت ملا شاہ اکثر مولانا جامی کی عبارتوں اور ان کی کتابوں کو پڑھ کر خوش ہوتے ہیں۔

ایک دن حضرت نے فقیر دارا شکوہ سے فرمایا کہ ان خشک مزاج مولویوں اور جاہل زاہدوں نے مجھے اس قدر ستایا کہ میں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ آئندہ کبھی کسی کو شغل و شغف سے نہیں نوازوں گا اور ارشاد و معرفت بند کر دوں گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور لوگوں میں بیٹھ کر اپنے کو محفوظ رکھوں گا۔ لیکن اب یہ حالت ہے کہ دارا شکوہ آپ کے لئے دوبارہ ہم اس ذوق کی طرف آگئے اور اب جو جماعت طالب فیض آتی ہے۔ ان کو فیض یاب کر دیا ہے۔ یہ لوگ آپ کی وجہ سے بیعت ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ کا حق ان سب پر ثابت ہے اور

marfat.com

آج طریقۂ عالیہ قادریہ میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اور طالبوں کی تربیت اور مختصر مراد کرنا آپ کے وجود کے ساتھ متعلق ہے اور حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ درجات کی بلندی پر قائم کیا گیا ہے اور یہ سلسلہ ہے اور اب آپ نے اپنا ایک خاص طریقہ ہی جاری کیا ہوا ہے جو صرف بسط وکشاد ہے اور ایک دن آپ نے فقیر کو فرمایا کہ رونا مردوں کا کام نہیں اور اللہ کریم کے اس ارشاد کو پڑھو۔

اَلَاۤ اِنَّ اولیاء اللہ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط

اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ غم ہے اس آیت کا مفہوم آپ پر مشاہدہ کر لیا جانا۔ بلکہ اولیاء اللہ کی برکت سے جو لوگ ان کے دوست ہوتے ہیں ان کو بھی کسی طرح کا کوئی غم واندوہ نہیں اور آج کل حضرت اخوند صاحب طالبان طریقت کی مختلف طریقوں پر تربیت کرتے ہیں اور اکثر کو حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر تربیت فرماتے ہیں اور اکثر صاحبان، ارادت حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر مشغول ہیں اور مشغول رکھتے ہیں اور اللہ کریم نے فرمایا ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ط

(اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنی راہیں دکھاتے ہیں) اور حضرت نے ایک دن از روئے عنایت ارشاد فرمایا کہ میں نے تو آپ کو وہ طریقہ سکھا دیا ہے۔ جو حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اس طریقہ پر بڑی برکت حاصل ہوتی ہے اور حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مشغول رکھا۔ اور ہم نے تجھے اس طریقہ پر تعلیم دی ہے۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ نہایت مشکل تھا اور اور طالب راہ ہدایت سے آپ بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ لیکن ترک تجرید کے بغیر آپ کے سلسلہ میں فیض حاصل کرنا مشکل ہے اور ہم نے

marfat.com

اپنے مریدوں کے لئے سلسلہ آسان کر دیا ہے اور تمام ریاضت کا بوجھ اپنے ذمہ لے لیا ہے اور اپنے تمام مریدوں کو اس محنت سے نجات دے دی ہے اب ہمارے طریقہ پر تمام طرح بسط و خوشی ذوق ہے اور فرمایا کہ اس سال کے آخر میں ہم نے حضرت میاں جی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ جناب کیا میں بندگان خدا کو آپ کے طریقہ پر ارشاد معرفت کروں اور اگر اجازت ہو۔ تو مرید بناؤں یا صرف تلقین ہدایت کروں۔ جناب قبلہ میر جی کی طرف سے جواب آیا کہ مبارک ہو جس طرح چاہیں۔ لوگ مرید ہوں تو مرید بنا لو اور ارشاد کرو اور جو سے لوگوں کو تلقین کر سکتے ہو۔ اور ابن عطا فرماتے ہیں۔

طریقہ آسان ہو وہی طریقہ اپنے مرید کو سکھا سکتے ہو۔ اور نزدیک ترین راہ

مِن یَدُلُّکَ عَلٰی رَاحَتِکَ لَا مَنْ یدلّک عَلٰی تعبک ط

(وہ شخص کافی ہے جو تجھ کو ان باتوں پر راہ دکھائے جن میں تجھے خوشی حاصل ہو) اور مولانا روم فرماتے ہیں۔

زچندیں راہ ہمانیت آورد
نیا دردت برائے انتقامے

اور اس فقیر کو ارشاد فرمایا کہ حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بار ارشاد فرمایا ہے کہ میرا چراغ ملا شاہؒ نے روشن کیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اخوند ملا شاہ صاحب سلسلہ قادریہ کے چراغ ہیں بلکہ تمام اولیاء اللہ میں اس سلسلہ کو روشن کر دیا ہے اور ہمارے اس آخری زمانہ میں کامل و مکمل حضرات کا ملنا دشوار ہو گیا ہے اور قحط الرجال کا دور ہے۔ حضرت قبلہ ملا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ کامل و مکمل صاحب ولایت میں قدرت و تصرف و معرفت میں بے مثل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیات بینات میں ایک روشن آیت ہیں اور دین محمدی کی احیاء و اشاعت اور گمراہوں کی ہدایت کے لئے اللہ کریم کا فضل عظیم ہیں اور لامتناہی احسان ہیں۔

marfat.com

ایک دن ارشاد فرمایا، کہ مَیں نے کسی کتاب میں پڑھا کہ بوڑھا مرد کمزور اور نابینا لوگ اس قابل نہیں ہوتے کہ ان کو تلقین کی جائے لہذا ان لوگوں پہ درویش اپنا وقت ضائع نہ کرے، مرشد کو چاہیئے کہ ان پر بیکار محنت نہ کرے اور مجھے یہ خیال تھا کہ اللہ کی بارگاہ سے کائنات فیض لے رہی ہے اور خود مولیٰ کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ (مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا) جب وہ سوالی کے سوال کو قبول کرنے والا ہے تو کس طرح ممکن ہو کہ لوگ درگاہ الٰہی سے محروم کر دیئے جائیں۔

میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر کوئی بہت بوڑھا مل جائے تو اس کو تلقین کروں، میں مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنی توجہ کو اللہ کی طرف لگائے محو رہا مراقبہ سے فارغ ہو کر اپنے دوستوں میں ایک ضعیف العمر سفید ریش کو بیٹھا ہوا دیکھا اس کی عمر ساٹھ سال سے کسی طرح کم نہ تھی میں نے کہا۔ امتحاناً اس بوڑھے کو مشغول کروں گا۔ اس کے خیال پر میں نے اس کو منتخب کر لیا۔ جب میں نے توجہ کی تو میں نے دیکھا کہ یہ شخص تو کافر ہے۔

اب یہ فکر ہو گئی کہ یہ شخص تو کافر ہے اور مشائخ کا فرمان یہ ہے کہ جو شخص پچاس سال کے اوپر چلا گیا ہو اس کی نسبت مشکل ہے اور اس طرح کے بوڑھے کی کشائش نہیں ہو سکتی اور یہ شخص تو کافر ہے میں نے دل میں کہا اب ہی موقعہ ہے اپنی تلوار آزمالوں۔ توجہ کی اور اس بوڑھے کے دل پر تصرف کیا۔ اللہ نے اس کے دل سے کفر ہٹا دیا اور اسلام لایا اور اسی وقت اس کو ذکر فکر میں مشغول کر دیا اس کو عظیم کشائش حاصل ہو گئی۔ مومن عارف ہو گیا۔

اب یہ پتہ چلا کہ کمال اصلی شیخ کے وجود میں پایا جاتا ہے۔ شیخ کامل جب چاہے۔ جس وقت چاہے اور جس پر چاہے اپنا کمال دکھا سکتا ہے۔ اللہ کریم نے یہ کمال تصرف انسان کامل کے ساتھ کر دیا ہے اور جو شخص کسی کامل کے پاس چلا

marfat.com

جائے۔ مومن ہو یا کافر نابینا ہو یا بینا جوان ہو یا بوڑھا۔ ظاہر اندھا ہو یا باطنی اندھا مرشد کامل اپنا تصرف ہر ایک پر کر سکتا ہے اور دل کے تالے کھول سکتا ہے۔ بغیر کسی شاقہ محنت و مشقت کے اس کو اعلیٰ مرتبہ پر فائز کر دے اور اس طرح مجاہدہ و ریاضت کئے بغیر ہی عارف کامل کر دے اور یہ کمال تصرف حضرت کی نظر میں پایا جاتا تھا اور اس باب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

شاہا داری خانۂ دلہا آباد   آباد ترا خانہ آبادی باد!
زیبا کو توی فتح دلہا اُستاد   مفتاح القلوب بایدت نام نہاد

ہر استاد اس طرح کا نہیں ہوتا کہ ہر شاگرد کو کامل کر دے اور گوہر بدخشاں بنا دے اور ہر پتھر لعل و یاقوت نہیں ہوتا آپ جتنی عنایت کہ ہر ناقص کو کامل کر دے اور ہر مرید کی پرورش کرے تربیت و ارشاد خوش اخلاقی و احسان بنی نوع انسان میں ہم نے سُنی۔ اور نہ دیکھی ہے۔ یہ کمال قدرت نے آپ کو ہی عنایت فرمایا ہے۔ اور اکثر فرماتے کہ ہر شخص کو مولیٰ کریم نے عرفان حاصل کرنے کی استعداد عنایت فرمائی ہے اور جو لوگ ہمارے پاس آتے ہیں۔ ہم ان کی استعداد ضائع نہیں ہونے دیتے۔ بلکہ ان کی استعداد کے مطابق فیض عطا فرماتے ہیں۔ اس کی خبر ان کو دیتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں۔ ان کی استعداد ضائع نہ ہو۔ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ ہر شخص کے پاس معرفت الٰہی کی استعداد موجود ہے۔

میپسند بخویش از خدا دوری را   ترجیح مده بوصل مہجوری را
بینائی آگہی و کوری غفلت است   بر بینائی فضل مده کوری را

(خدا سے دور رہنے کو ہرگز پسند نہ کیا جائے اور خدا سے دور رہنا کبھی پسند نہ کر اس لئے کہ بینائی پر فضیلت نابینائی رکھتی ہے تو یہ نہ کر نابینائی کو بینائی پر فضیلت دینے لگ جائے) انسان کی پیدائش ہی اس عرفان کے لئے ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝

(جنوں اور انسانوں کو ہم نے عبادت کے لئے پیدا کیا ہے) یعنی انسان کو

marfat.com

اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اپنی پیدائش کے آئینہ میں مجھ کو پہچان لے ثابت ہوا۔ کہ انسان عرفان کی خاطر پیدا کیا گیا ہے۔

كُنْتُ كَنْزاً مَخْفِيّاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ خَلَقْتُ الْخَلْقَ ط

اور حقیقت ایمان میں تو ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے یہ پسند کیا کہ میں پہچان لیا جاؤں ۔ جب اللہ کریم خود یہ چاہتا ہے کہ اس کو پہچانا جائے اور اس لئے انسان کو پیدا کرنے میں وہ صلاحیتیں عطا فرمائیں کہ انسان اللہ کو پہچاننے اور اس کی معرفت کو حاصل کرتے ہے

نکورو تاب مستوری نہ دارد !
تو اندھا نہیں وہ تو چھپا نہیں چاہتا

اور یہ معرفت کے لئے ہے کہ حقیقی ایمان عطا فرمایا اور کوئی دولت اور کوئی سعادت ایمان کی دولت سعادت سے بڑھ کر نہیں ہے اور نبی کریم پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تلوار کو کمر سے باندھا اور جہاد کیا۔ یہ محض ایمان و توحید کی کی اشاعت کے لئے تھا اور تمام انبیاء کرام اس کلام پر مامور ہوئے ہیں۔

کرامت

لوگوں کو توحید کا عقیدہ سکھائیں۔ دلوں کو نورانیت دیں اور مردہ دلوں کو زندہ کریں۔ دلوں کے قفل کھولیں۔ بیماروں کو شفاء دیں اور ہمارے نزدیک تمام کرامتوں میں بڑی کرامت اور تمام طرح کے کشفوں میں بڑا کشف یہی ہے کہ مردہ دلوں کو زندگی دے جائے اور مشکل گرہیں کھول جائیں اور غفلت میں رہنے والوں کو غفلت سے نکالا جائے اور جو لوگ گمراہی کی جانب چلے گئے ہیں۔ ان کو گمراہی سے ہوشیار کر دیا جائے۔ پس دین اسلام کی اشاعت کرنا اور کافروں کو مسلمان بنانا تمام کرامتوں سے بڑی کرامت ہے۔ تمام صوفیائے کرام اس اصول پر عمل کریں کہ تصوف اسلامی کا اصل مرکز یہی ہے۔

marfat.com

شاہان بر دار ستر مستوران را — بینائی بخش دیدۂ کوران را
نزدیک آور گر بعنایت وصل زدور — از غایت نزدیکی خود دوراں را

اور اخوند ملا صاحبؒ سے زیادہ کوئی شخص اپنے مرید کی تربیت کرنے والا نہیں ہوا، بلکہ تمام السانوں میں اس طرح کا کوئی نہیں ہوا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

رباعی

ایں عالم دل کہ عالم عرفان است — پیش مرداں بیک نظر آسمان است
کنگال و گنج بخشی فا فہم — ایں شیوہ ہمت جواں مرداں است

اور ملّا شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ لوگوں کو حقیقی ایمان حاصل ہو۔ ہر مجلس میں اور آنے جانے والوں میں یہی تذکرہ فرماتے۔ کہ ایمان حقیقی کو حاصل کرو اور باقی وعظ و نصیحت سے فرما کر اپنی یہ رباعی پڑھا کرتے۔

گویم بتو از قصۂ عرفان بشنو — از دادی اسلام و از ایمان بشنو
عرفان گر نیست ہست ایمان تو ہیچ — ایمان عرفان است مسلمان بشنو

رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے ایک دن میں ایک ہزار کافروں کو مومن کیا ہے۔ بعض کو ایمان حقیقی دیا ہے۔ جس کا معنی ہے۔ عرفان کا حاصل ہونا اس فقیر دارا شکوہ نے عرض کیا کہ آج ہم بھی یہ کر سکتے ہیں اور یہ فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آج کس طرح ہو سکتا ہے اور چار پانچ آدمی حضرت کے ارد گرد خادموں سے بیٹھے ہوتے تھے۔ حضرت نے فقیر کی طرف منہ کر لیا اور فرمایا اگر آدمیوں کو لے کر بیٹھ جائیں تو ایک ہزار آدمی سے زیادہ کو ہم کامل مومن کر دیں اور ان کو دلی کشائش حاصل ہو جائے اور جو بات آپ کی زبان سے بیان ہوئی۔ وہ تصرف کے لحاظ سے زیادہ قریب تھی اور بہت جلد پوری ہونے والی تھی۔ شعر

فیض روح القدس را بار مددی فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحائی کرد

marfat.com

ایمان کی اقسام

ایمان کی اقسام تین ہیں (۱) ایمان عوام (۲) ایمان خواص (۳) ایمان اخص الخواص۔

عوام کے ایمان کے متعلق تو مولیٰ کریم کا ارشاد ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ط

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے نبی مرسل پر اور اس کے کلمات پر ایمان لاؤ۔ اور اس کی پیروی کرو۔ تاکہ تمہیں سیدھی راہ مل جائے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْجَنَّۃِ وَالنَّارِ حَقٌّ ط

(ایمان یہ ہے کہ انسان خدا پر فرشتوں اس کی کتابوں پر۔ اور رسولوں پر قیامت پر اور مر کر جی اٹھنے پر اور جنت پر دوزخ پر اور خیر و شر پر ایمان رکھے۔ زبان سے اقرار کرکے دل سے تصدیق کرکے)

خواص ایمان کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ خاص لوگوں کا ایمان یہ ہے۔ واقعی اللہ کی صفات مومن کے دل پر تجلی فرمائیں اور مومن کے تمام اعضاء۔ بدن اس حقیقت پر ایمان لائیں۔ اور فرمان بردار ہو جائیں۔ جس طرح کہ جناب موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی جن صفات کا نزول ہوا۔ ان کا اثر تمام اعضاء پر پڑا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور جب ہوش آیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ الٰہی میری توبہ۔

تُبْتُ اِلَیْکَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ط

میری توبہ قبول فرما اور میں اول ایمان لایا۔

marfat.com

یعنی ہیں وہ شخص ہوں کہ اول ایمان لایا خاص لوگوں میں سے۔ اور خاص الخاص لوگوں کا ایمان یہ ہے کہ انانیت کا حجاب اٹھ جائے (یعنی اپنی ہستی کا گمان نہ رہے) اور ذاتِ حق کی تجلیات کا نزول ہوا۔ اور یہ وہمی جسم کمزور ہو گیا۔ مکان و زمان، قریب و بعید کی تمام باتوں سے فارغ ہو گیا۔ تو اللہ کریم نے اس طرف اشارہ فرمایا۔

یا ایھا الذین امنوا اٰمِنُوا باللّٰہ وَرَسُوْلِہٖ

اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر یعنی عوام کا ایمان لانے والو خاص افراد کی طرح ایمان لاؤ۔ اور جو لوگ خاص افراد کی طرح ایمان لائے ہیں، وہ خاص الخاص کا ایمان لائیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

یامعاذ اتدری ما حق اللّٰہ علی عبادہٖ

وما حق العباد علی اللّٰہ قلت اللّٰہ ورسولہٖ

اعلم قال فان حق اللّٰہ علی العباد

ان تعبدوا ولا تشرکوا بہ شیئاً الخ

اے معاذ کیا تو یہ جانتا ہے کہ اللہ کا کیا حق ہے۔ جو اس کے بندوں کو ادا کرنا چاہیے اور اللہ کا کیا حق ہے۔ اپنے بندوں پر جو اللہ کریم پورا کرے۔ حضرت معاذ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے فرمایا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندوں پر اللہ کریم کا یہ حق ہے کہ بندے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ لائیں اور خالص اللہ کی عبادت کریں)

خالص الخالص کا ایمان یہ ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ لائیں۔ اور اخص الخاص وہ لوگ ہیں۔ کہ کسی چیز کو اس کا شریک نہیں کرتے۔ اور اس کی ذات کے سوا کسی طرف توجہ نہیں کرتے اور یہ حال تمام انبیاء کا ہوتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق شب معراج کی کیفیت کو اللہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی ؎ نبی کریم کی آنکھ نے اِدھر اُدھر توجہ نہیں کی نہ جھپکی

marfat.com

بلکہ مرکز کو ہی دیکھا ہے۔

فکان قاب قوسین اَوْ ادنیٰ ۵ؕ پس فاصلہ ایک دو کمان کا تھا یا اس سے قریب قاب قوسین کا مرتبہ مکان کا مرتبہ ہے اور جب اس مکان سے ترقی فرمائی تو اَدنیٰ کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ تو ارشاد فرمایا کہ اس مرتبہ میں ہوا اور سُنا جو سُنا اور کہا جو جو کہا، اور دیکھا جو دیکھا۔

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ ۵ؕ پس وحی کی کسی کو اس میں کوئی دخل نہیں

اب اس ایمان خاص الخاص اخص کی خبر دی۔

امن الرّسول بمآ انزلَ الیہِ من ربّہٖ وَالمؤمنون ط

پس ایمان لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مومن اس چیز کو جو اللہ کریم نے ان پر نازل فرمایا۔ اور وہ جو ایمان اللہ کے رسول کے جانب منسوب ہے وہ یقین ہے کہ ایمان حقیقی چاہتے ہیں ارادت کی نسبت سے یہ فقیر کہتا ہے۔

دَاراشکوہ کی ارادت

یہ فقیر داراشکوہ اگرچہ شروع جوانی سے ہی ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ مقدس کے کتوں کے زمرے میں شامل ہے۔ اسے غوث پاک کے آستانہ سے عقیدت ہے۔ اور ابتداء بچپن سے لے کر آج کے دن تک کہ فقیر کی عمر اس وقت اٹھائیس سال کو پہنچی ہے۔ ظاہری اور باطن احوال اور تمام حالات میں روح پاک مقدس غوث الاعظم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور تربیت کو حاصل کیا ہے اور تمام مقامات پر مدد و معاونت حاصل کرتا ہے اور اس بندہ شرمندہ نے اپنی زندگی میں آں جناب کے دربار سے معرفت حاصل کی اور آپ نے ہر طرح کی مدد کی اور تربیت فرمائی اور آئندہ کے لئے پوری امید ہے کہ دنیا و آخرت میں اس فقیر کے دستگیر ر مددگار رہیں گے۔

پیر دستگیر حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں

marfat.com

ظاہراس فقیر پر نہایت کرم نوازی فرمائی ہے اور باطن میں بھی اس فقیر کی تربیت کی ہے اور وفات کے بعد بھی اویسی طریقہ پر اس مرید کی تربیت فرمائی ہے اور جن دنوں میں فقیر کشمیر کی سیر کو گیا تو سراپا سعادت حضرت اخوند ملا جی سلمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاکر آپ کی ملاقات سے مشرف ہوا اور آپ نے کمال مہربانی اور نظر عنایت فرمائی کہ اس کرم واحسان اور لطف عام کو تحریر و تقریر میں نہیں لا سکتے۔ پیری کا حق ادا کر دیا اور ذکر و فکر میں مشغول فرمایا اور جو چاہتا تھا۔ نہایت مختصر زمانہ میں آپ کی برکت اور فیض محبت اور آپ کے ارشادات سے حاصل ہو گیا۔

جس قدر کرم نوازی آپؒ نے مجھ پر فرمائی ہے وہ ایسے تمام مریدوں میں کسی پر نہیں ہے اور بعض وہ ساتھی ہیں جو پچاس پچاس سال سے آپ کے پاس رہ رہے ہیں۔ کسی پر وہ کرم نوازی نہیں فرمائی۔ چنانچہ اکثر وہ عبارتیں اور علوم جن کو میں نے قلم زد کیا ہے اور اکثر اس فقیر پر شفقت فرماتے اور عجیب واقعہ بیان فرماتے رہے اور بوجہ حجاب کے ان کو نہیں لکھا۔ ایک رات فقیر نے آنجناب کا چہرہ دیکھا۔ تو نہایت خوش وخرم تھے۔ میں نے عرض کیا کہ فقیر نے آپ کو اس طرح خوش وخرم اور آپ کے چہرہ کو تروتازہ پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت مسکرائے اور بڑی مہربانی سے فرمانے لگے کہ داراشکوہ میں نے بھی آج تک آپ کی طرح کا کوئی خوبصورت آدمی نہیں دیکھا۔ یہ فقیر اٹھ کر قدموں سے لپٹ گیا۔

خلافت

ایک دن آپ نے طالبوں کو ارشاد اور ہدایت کرنے کی اجازت دینے میں بہت مبالغہ فرمایا۔ لیکن فقیر نے ادب واحترام کے خیال پر کبھی اس بات کی طرف توجہ نہیں دی اور خیال کیا کہ یہ عظیم کام کس طرح بجا لاؤں گا اور دوسروں کی ہدایت کا کام کس طرح کروں گا اور دوسروں کی دستگیری کرنا اور راہ ہدایت پر چلانا۔ ان کے حالات میں کشائش

marfat.com

پیدا کرنا نہ ہی مجھ سے سرانجام ہو سکتا ہے کہ نہ ہی ان تمام باتوں کو سوچ کر انکار کرتا تھا۔ لیکن حضرت نے مجبور کر دیا اور میں نے خلافت وارشاد کو قبول کیا۔ اور بعض علماء جو میرے واقف تھے۔ انہیں جب پتہ چلا تو وہ مجھ پر ملامت زبان دراز کرنے لگے۔ میں اپنے گھر گیا، تو قرآن کریم کو اس نیت پر کھولا کہ جس طریقہ پر شیخ نے چلایا ہے۔ وہ درست ہے۔ میرے پاس جو قرآن حکیم تھا۔ وہ تفسیر حسینی کے ترجمہ والا تھا۔ جب میں نے استخارہ کی نیت پر کھولا۔ تو یہ آیت مبارک نکلی۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

تفسیر حسینی میں اس آیت کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے۔ ہم نے ہر گروہ کے لئے ایک دین اور شریعت مقرر کر دی ہے۔ وہ گروہ اس پر چلتا ہے۔ ان کا حق یہ ہے کہ وہ کسی طرح کا آپ کے ساتھ جھگڑا نہ کریں۔ دین کے معاملہ میں اس لئے کہ آپ کا امر دینی زیادہ واضح اور ظاہر ہے کہ وہ اس حق دین میں کس طرح کا شروع کریں۔ اور نور آفتاب کو کیا ضرورت ہے کہ وہ کس کو کہے کہ مجھے تسلیم کرو۔ اور آپ کا توحید کی طرف دعوت دینا اور عبادت الٰہی کی طرف لوگوں کو بلانا ہر لحاظ سے حق ہے اور صراط مستقیم ہے اور تو حق پر ہے تو صرف اتنا کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ خود خوب جانتا ہے۔ جو تم نے میرے ساتھ عناد وجدال شروع کر دیا۔ اور اللہ کریم خود ہی اس کی جزاء عنایت فرمائے گا۔

جب یہ واقعہ ہم نے حضرت کی خدمت میں بیان کیا۔ تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا، بہت اچھا ہوا ہے۔ اللہ کریم سے بھی اجازت حاصل کر لی۔ آپ کو مبارک ہو۔ یہ فرما کر حضرت شاہ صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ تمہارے اعتقاد میں ابھی تک شبہ تھا۔ میں نے عرض کیا کہ ہرگز شبہ تو نہ تھا اور نہ یہ استخارہ میں نے کسی شبہ کی بنا پر کیا تھا۔ بلکہ صرف دل کا اطمینان حاصل کرنے کے لئے کیا ہے۔ اور یہ اس طرح ہے جس طرح حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے عرض کیا :۔

marfat.com

رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ اے اللہ مجھے دکھا دے کہ تو مردے کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا تیرا ایمان نہیں کہ میں مردے کو زندہ کرتا ہوں۔ عرض کیا کہ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي۔ اے اللہ یہ میرا ایمان ہے۔ سوال صرف اطمینان قلب کے لئے کیا گیا ہے۔

جب قرآن حکیم سے اس طرح کا حکم واضح اور ارشاد صریح اس اُمّی کو حاصل ہو گیا تو دل میں خوب سکون پیدا ہو گیا۔ اس لئے کہ قرآن حکیم کا نام بلا واسطہ ہے۔ میں نے اس بشارت پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ فقیر داراشکوہ کے دل میں روایت الٰہی کے مسئلے پر مشکل پیدا ہو گئی۔ میں نے یہ اعتراض حضرت اخوند بلاجی صاحب کی خدمت میں بیان کیا۔

حضرت قبلہ نے جواب فرمایا۔ میری تسلی ہو گی۔ لیکن دیدار باری تعالیٰ کا وہ عقیدہ جس میں کہ جنت میں جنتیوں کو ہی دیدار حاصل کرنا ہے۔ یہ مسئلہ پوری طرح حل نہ ہوا۔ اور میرے دل کو تسلی نہ ہوئی۔ ہاں میں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ میرے دل کو تسلی نہ ہوئی۔ ہاں میں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ میرے سمجھنے میں غلطی ہو گئی ہے اور ادب کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے دوبارہ سوال کرنے کی جرأت نہ کی اور اس کی بھی ایک خاص وجہ ہے۔ آپ کی ہیبت بہت زیادہ تھی۔ کسی کو آپ کے سامنے ہنسنے، یا مذاق کرنے یا کسی کی بے ادبی کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔

آپ کی وجاہت کی وجہ سے کوئی کسی طرح کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ اور یہ ہیبت کبھی دیکھی تھی اور نہ سُنی اس تمام کمال کے باوجود آپ کا لطف و کرم اپنے دوستوں پر جاری رہتا۔ اور آپ کی مہربانی سے کوئی خالی نہ رہتا تھا۔ میں آپ کی مجلس سے اُٹھ کر آ گیا اور وہ شبہ میرے دل میں باقی رہا۔ بلکہ دل میں جگہ پکڑ گیا۔ راستہ میں ہی میں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روح پر فتوح سے توجہ کر کے اس مسئلہ کو حل کرنے کی درخواست کی حضورؐ کی روح مبارک

marfat.com

اور چاروں خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین مجھ پر ظاہر ہو گئے اور حضور نے ارشاد فرمایا کہ تو اللہ کریم کو قادر مانتا ہے۔ جب اللہ کریم قادر ہے۔ تو وہ جس طرح چاہے مومنوں کو اپنا دیدار کرا دے اس جواب کے ساتھ ہی میری مشکلات حل ہو گئیں اور شبہ دور ہو گیا۔ جب دوبارہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ ماجرا سنایا۔ تو حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جواب یہی تھا۔ جو تجھ کو مل گیا اور جس نے آپ کو یہ جواب دیا۔ اُسی نے ہمیں وہ جواب دیا (یعنی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہی جواب دیا) فرمایا یہ جواب لکھ لو۔ میں نے لکھ لیا۔

جب جمادی الآخر میں جب حضرت اخوند صاحب کی خدمت میں کسی خاص ضرورت کی وجہ سے واپسی کی رخصت لینے آیا۔ تو آپ کے پاس چند مخلص دوست موجود تھے۔ آپ نے چند ایک کے حالات بیان فرمائے۔

مُلّا سعید خاں

پہلے حضرت مُلّا سعید خان کے متعلق ارشاد فرمایا کہ آپ صحیح النسب سید ہیں۔ کمال درجہ کی فضیلت رکھتے ہیں اور تیس برس ہو گئے۔ ہم اکٹھے ہی رہتے ہیں اور کشمیر کو ہم نے اپنا وطن بنا لیا اور میرا دل نہیں چاہتا کہ کبھی دوسری جگہ جائیں اور طریقہ تصوّف میں آج جو شخص کامل ہے۔ وہ مُلّا سعید خاں ہے۔ آپ عارف کامل ہیں۔ میں نے بعض دوستوں کو ان کے حوالہ کر دیا۔ تاکہ تربیت فرمائیں اور ان کے فرزندوں کو میں اپنا فرزند جانتا ہوں۔ میں نے اپنا تمام اثاثہ ان کے سپرد کر دیا ہے۔

مُلّا مسکین

ہمارے طریقہ میں آنے سے پہلے آپ ایک بہادر مجاہد کی طرح تھے۔ جو تلوار کو بے نیام کر کے لئے جا رہا ہو اور جب طریقہ معرفت میں آئے ہیں۔ مردوں کی طرح

marfat.com

بہادروں اور پہلوانوں کی طرح صاحب ذوق و وجد ہیں اور اپنا تمام کام خود کرتے ہیں۔ آپ کی جماعت کی تربیت آپ کے سپرد ہے اور کبھی کبھی حضرت مُلّا شاہ صاحب مُلّا مسکین کو دیوانہ کہا کرتے تھے اور دو شکلوں میں مشابہت پائے جانے کو قیاس فی المحی کہا جاتا ہے۔ یہ مشابہت ملا مسکین اور مُلّا شاہ میں پائی جاتی ہے۔ مُلّا مسکین کو اگر غور سے دیکھو۔ رفتار میں گفتار میں کردار میں شعر و سخن میں حضرت مُلّا شاہ کے ساتھ پوری پوری مشابہت رکھتے ہیں۔

مُلّا محمد امین

یہ کشمیر کے رہنے والے ہیں اور تمام علوم کے عالم بڑے بڑے علوم کو ازبر کیا ہوا ہے اور خود پڑھاتے ہیں۔ درس و تدریس آپ کا مشغلہ ہے۔ بڑی موزوں طبیعت کے مالک ہیں اور سلوک میں اپنا قدم مضبوطی سے رکھے ہوئے ہیں اور اس طریقہ میں آکر فضیلت ظاہری اور باطنی کو حاصل کیا ہے۔ لہذا جس طرح ظاہری فضیلت علم ظاہر کے ساتھ ہے۔ اس طرح باطنی فضیلت تصوّف و سلوک کو حاصل کرنے سے ہے۔

مُلّا عبد النبی

آپ بھی کشمیر کے رہنے والے بڑے فاضل ہیں۔ کشمیر کے بڑے فاضلوں میں میں آپ کو شمار کیا جاتا ہے۔ ظاہر کی طرح باطن آراستہ ہے اور آپ کا وقت اچھا ہے۔ جب ہم کشمیر کو جاتے ہیں۔ تو ان کو سیر کے لئے ساتھ لے جاتے ہیں۔

حاجی عبد اللہ صاحب

ان کو فقیر کی گذارش پر سلسلہ میں شامل کیا گیا تھا۔ آپ لاہور کے رہنے والے تھے۔ کشمیر میں آکر آپ کی تربیت میں بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔ حاجی آج کل اپنے

marfat.com

شغل میں سرگرم عمل ہے اور آپ کا حق حاجی صاحب کی گردن پر بہت ہے۔ اس لئے کہ آپ کے کہنے پر ہم نے حاجی صاحب کو قبول کیا ہے اور ان کے علاوہ بہت سے دوست آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ان کا نام لیا اور ذکر فرمایا۔ اور ان حضرات کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ذکر فرمایا اور عجیب وغریب اسرار ت ونکات باریک ترین باتیں بیان فرمائیں۔

طویل گفتگو کے بعد فقیر نے رخصت کی درخواست کی۔ آپ نے ایک خط اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا عنایت فرمایا، یہ خط آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا کہ شب قدر (اس رات کو) جو لوگ حاضر تھے۔ ان کو دعا سلام کہہ دینا اور اپنا چہرہ مبارک میری طرف کر کے ارشاد فرمایا کہ تو ہمارے دوستوں کو نصیحت کر۔ تو اس کو ادب سکھانا اور بے ادبی اور سختی سے بچانا۔ اور جب میں نے اجازت لی۔ اور رخصت ہونے لگا۔ تو میں نے دو باتیں عرض کیں۔ ایک تو یہ عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ اللہ کریم ایمان سلامت عنایت فرماتے۔ فرمایا کہ ازدار شکوہ اس بات کا یقین رکھو، کہ عارف کا خاتمہ خیر وخوبی پر ہوتا ہے۔ عارف کو خوف اور ندامت ہرگز نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ کریم سے دُوری عارف پر حرام ہے اس کے باوجود دعا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا رہوں گا۔ یہ فرما کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور دعا فرمائی۔ دوسری عرض یہ ہے کہ اگر مجھ سے کوئی گستاخی بے ادبی ہو گئی ہو تو مجھے معاف فرمائیں۔ اگر کوئی میرے متعلق آپ کو کچھ کہے کبھی کسی طرح آپ قبول نہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن سے کہہ دے کہ میں دوسرے درویشوں کو ملتا ہوں اور دوسرے فقیروں کے ساتھ محبت رکھتا ہوں۔ میں نے اس بات کو آزمایا ہے کہ یہ گروہ بڑی غیرت رکھتا ہے۔ لہذا جو مہربانی آپ کی اس فقیر پر ہے۔ وہ قائم رہے۔ اس لئے کہ جو چیز نجات کا سبب ہے۔ دین و دنیا میں وہ آپ کی خوشنودی ہے ر میری رضامندی کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو قدم تو نے ہماری بارگاہ میں آنے کے لئے اُٹھایا تو نے ادب واحترام کے ساتھ رکھا ہے اور ہر قدم

marfat.com

تو نے ہماری خواہش و منشار کے مطابق اُٹھایا ہے اور کسی شخص نے تیری طرح ہماری خواہش کے مطابق عمل نہیں نہ اس طرح راہ پر چلا۔ جس طرح کہ تو چلا مجھے خبر نہیں ترا مرشد اللہ تعالیٰ ہے کہ جس نے کسی کے کہنے کے بغیر ہی تجھے اس راہ پر لگا دیا۔ اور جس طرح ہم نے تجھے چلایا۔ تو ہماری مرضی کے مطابق چلا ہے اور تیرے متعلق کوئی مجھ سے کیا کہہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس ایک تک ہم نے پہنچا دیا ہے۔ یہ باتیں سُن کر میں اُٹھا اور اپنا سر حضرت کے قدموں پر رکھ دیا ارشاد فرمایا کہ ہماری جماعت میں جو لوگ داخل ہوں ان کو میں نے آپ کے سپرد کر دیا ہے اور ان سب کو ہم نے خبر کر دی ہے۔ کہ وہ آپ سے ادب سے تصوف سیکھیں اور آپ پوری جماعت کی خیر رکھیں اور دوستوں سے گفتگو کرتے رہیں۔ تاکہ ان کا ملکہ روحانی درست رہے۔ اور آپ کی عادت تھی کہ کبھی مخلص کی تواضع اٹھ کر نہیں کرتے تھے اور نہ آپ کے طریقہ میں ہی یہ بات ہے کہ کھڑے ہو کر تعظیم کریں لیکن اس فقیر پر بہت زیادہ شفقت فرمائی کہ باوجود اس قدر عظمت اور سعادت مندی دارین آپ سے حاصل ہوتی تھی۔ آپ ہمیشہ اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور اس فقیر کو سعادت عنایت فرماتے۔ مُلا سعید خاں نے فقیر کو بتایا۔ کہ جب آپ رخصت ہو کر آ گئے تو آپ نے فرمایا کہ اس جوان پر مجھے امید ہے کہ یہ سلسلہ قادریہ کو رواج دے گا اور بہت آدمیوں کو ارشاد فرمائے گا۔ اور مُلا مسکین نے بتایا کہ حضرت نے فرمایا کہ اے ملا مسکین دیوانے سُنو، ہم نے بہت دوستوں کو مشغول کیا تاکہ وہ ہمارے طریقے کو رواج دیں لیکن کسی نے ہماری امید کو پورا نہ کیا۔ میں اب اس جوان مرد سے اُمید رکھتا ہوں کہ اس طریقہ کو رواج دے گا۔ اور آپ کی خواہش کے مطابق ہم نے ہمیشہ عمل کیا ہے۔ آپ نے کبھی میرا نام لے کر مجھے نہیں بلایا۔ اور جب کبھی میرا ذکر آ جائے تو فرماتے جوان آدمی زادہ نے کہا ہے یا صرف جوان ہی کہتے۔

آپ نظمیں لکھا کرتے ہیں اور کمال عنایت کے ساتھ اس فقیر کو یہ غزل لکھ

marfat.com

کر ردانہ کی تھی سہ

اے بے خبر ز عالم راز نہان دل — روزے شود کہ تو شوی ہم زبان دل
دانستہ اگر افلا تبصرون در حق — حق گفت انا الحق و نزنی در دہان دل
شاہنشی ملک حقیقت مسلم است — دانستہ کہ چیست دل اے بیخبر ز دل
دل خواہ را دل ز تلکہا بر تراں — دانا، مرد میشود ت نرد بان دل
پامال حال قال شود سر احمد یست — از دل بسبب علم و رق نکتہ دان دل
شاہ جہان عالم بن شاہ ہست شاہے — شاہ جہاں است کہ شد شاہ جہان دل
صاحب قران اول و ثانی حشمت — دارا شکوہ ماشدہ صاحب قرآن دل
آخر ز کائنات متاع دو کون را — کرد او بدست خود ز متاع جہان دل
گر جز دکل شود چہ عجب ذرہ آفتاب — شد بادشاہ کل کہ شدہ او پاسبان دل

فضل خداست چوں ز مرہ بستہ گرداں اند
شاہان عصر تا کہ شدہ او ستان دل

رقعات و مکتوبات

حضرت اخوند صاحب کے تمام رقعات جو اکثر مخلص دوستوں کی طرف لکھے گئے ہیں۔ تمام کے تمام خطوط حقائق و دقائق رباریک سے باریک مضامین تصوف پر مشتمل ہیں اور جن میں لطیف اشارات کرا ور تصوف کے باریک تر مضامین کو بیان فرمایا ہے۔ اس کتاب میں نقل کرتا ہوں۔ تا کہ آپ کے ملفوظات کے ساتھ برکت حاصل کی جائے۔ یہ رقعے وہی ہیں جو میرے کشمیر سے واپس آنے کے بعد آپ نے لکھے اور اپنے دستخط فرماتے۔

پہلا خط دیدار مبارک نصیب ہو، جو خط کہ شیخ محسن کے ہاتھ آپ کا آیا تھا۔ مل گیا ہے اور خط کے مضمون سے واقف ہوا ہوں کہ تمام خط میں محبت و شفقت کا اظہار کیا گیا ہے اور یہ کیوں نہ ہوتا ضرور اسی طرح ہونا چاہیئے تھا کہ جب طرفین

marfat.com

ہیں محبت ہو۔ تو خط میں اظہار محبت ہی ہوتا ہے اور اگر یہ نہ ہو۔ تو خط کا لکھنا اور پہنچنا ہی ناممکن ہو جاتا ہے اور یہ خط ایک عالی شان دولت ہے۔ اس دولت تحریر کی قدرت اہل محبت کے پاس ہوتی ہے۔ مشہور ہے۔

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

(سونے کی قدر و عزت صراف اور موتی کی قدر جوہری ہی جانتا ہے) اور محبت بھرے خط کی قدر محبوب ہی جانتا ہے۔

علم کا حق ہے کہ اصلی معنی پر توجہ رکھی جائے۔ دنیا طلب کرنے سے حاصل ہو یا نہ ہو۔ دنیا دار کا کام ہے وہ دنیا کو ضرور طلب کرتا رہتا ہے۔ دنیا کو طلب کرنے سے دنیا بڑھتی ہے۔ محبت طلب کرنے سے محبت بڑھتی ہے اور تصویر یہ ہے کہ وقت میں ایک لمحہ غفلت کو اگر اختیار کر لیا جائے تو پورا عالم کا عالم اپنے مرکز سے گر جائے اور خوشدلی کے بجائے عناد ہو کر کمی واقع ہو۔ (یعنی عالم کا نظام ہی شفقت و محبت پر ہے۔ ایک لمحہ محبوب سے غفلت اصلی مقصد سے دور کر دیتی ہے)

مختصر بات یہ ہے کہ علم و عقل کا تقاضا یہی ہے کہ اس عالی جناب کی معرفت کو پوری تسلّی سے حاصل کریں۔ اگر اللہ کی جناب مقدس کی جانب ہو تو عمر با برکت اور عزت و بزرگی بلند شان میسر ہوگی اور حقیقت میں آپ کو نظر عالی میں منظوری تمام حاصل ہو جائے گی اور عیش دنیاوی سے عارضی مسرت ہوتی ہے اور آپ کو دنیا کی راہ اختیار نہیں کر سکے گی اور دربار میں آنے والوں کو عالی مقصد کی جانب کثرت سے دعا حاصل ہوگی اور خوب آگاہ ہو کر سفر کرو وہ تمام لوگ آپ کے سپرد ہیں اور خوب خیال رکھو کہ حضرت میاں جی کے خدام آپ کے سپرد ہیں۔

دوسرا خط دیدار کی دولت نصیب ہو۔ پوری امید ہے کہ اللہ کریم اپنے دوست کو اپنی درگاہ سے دور نہیں کرے گا۔ اور نا ممکن ہے

marfat.com

کہ اللہ کریم اپنے ارشاد کے خلاف کرے۔ اس لئے کہ اس نے خود ہی فرما دیا ہے۔
مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا ۔۔۔

(جو میری طرف ایک بالشت آئے گا، میں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا) یہ بات یقین سے سُنو اور یاد رکھو کہ دوستی کے بعد دشمنی محال ہوتی ہے اور پہچان کے بعد نہ پہچاننا ناممکن ہوتا ہے اور یہ باتیں بہت دفعہ بیان کی گئی ہیں (یعنی اللہ کی دوستی کو نہیں توڑنا چاہیئے) لیکن یہ بھی نہ ہو کہ کوشش کو چھوڑ دو۔ بلکہ کوشش میں ہرگز کمی نہ آئے۔ بدن میں طاقت روح میں قوت اسی لئے ہے کہ اس کا قرب حاصل کیا جائے اور بدن کی طاقت اور روح کی قوت عبادت کے لئے ہے اور اس کے لئے ہی خاص کر اس کو کہتا ہوں۔ جس کو راہ مل چکی ہے اور وہ راہ پر چل رہا ہے تو اب تھک کر نہ بیٹھ جائے۔

بلکہ عبادت میں معروف رہے اور اگر اس طرح زندگی نہ گزار دے۔ تو عاشقی کا دعویٰ افسوسناک ہوگا۔

تیسرا خط

دولت دیدار نصیب ہو وعدے وفا ہوں
یک نفس بے اوبر آوردن خطاست

چہ برنج رو باز مانی چہ براست
چوں ترا خود آمدہ بندہ راہ!

چہ گلوئے با زمانی حپہ بگاہ
بارہا گفتہ ام وبارہ دیگر می گویم

میں دیوانہ ہوں مجھ کو گفتگو کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ اب لازمی ہے۔ کہ میں اپنی دُوری کا ذکر کروں۔ تاکہ یہ کسی کو ان باتوں کا پتہ نہ چلے کہ کس کے لئے کہی گئی ہیں۔ مگر اللہ خوب جانتا ہے۔ میں اس عالم دیوانگی (عاشقی) کی باتیں چھوڑنا چاہتا ہوں اور کوئی بہانہ تلاش کرتا ہوں۔ یہ تو میری مراد ہے۔ اور

marfat.com

ظاہر جو میرے علم میں ہے وہ یہی ہے کہ آپ کی مراد میری مراد کے ساتھ ہے اور جو ہمت رکھتا ہو اس کو دوسرے کی ہمت قرض کر لینے کی کیا ضرورت ہے۔

اس قدر کلام وقت کے لئے کافی ہے اور میں اس سے زیادہ کیا کہوں کہ کلام طویل کہاں تک چل سکتا ہے اور میرا وقت بڑا نازک گزر رہا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کس طرح گزرے گا۔ زبان پر لانا اور بیان کرنا عقل و ہوش کا کام ہے اور جس کو مصلحت عقل سے تعلق نہ ہو۔ وہ گفتگو عقل کی کس طرح کرے گا۔

دولت دیدار حاصل ہو۔

چوتھا خط

ایک نظر اس بات پر ڈالیں کہ وہ ذات لامحدود ہے اور بڑی باعظمت ہے اور اندازہ کرو۔ جس ذات کو محدود بے حد و بے طرف و جہت کہا جاتا ہے اور وہ بظاہر ایسا ہی ہے۔ لیکن جب علم و عقل و فکر کے ساتھ دیکھا جائے تو وہ عقل و فکر میں آسکتا ہے اور بہترین طریقہ پر سمجھا جا سکتا ہے۔

اگر کسی چیز کا بزرگ اور عظیم ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ لیکن ہمارے پاس جو نظر و فکر و عقل کی قوتیں ہیں۔ یہ بھی عظیم اور بزرگ ہیں اور آسمان زمین ہماری نظر میں بڑی چیزیں ہیں اور ان کو احاطہ کرنے سے ہماری عقل حیران ہے اور اس سب کی عزت و بزرگی کا کیا عالم ہے۔ جس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ انتہا لہذا اس کو عقل و خرد کی نظر سے دیکھنا چاہیئے اور جب آپ کو خود ان باتوں کی واقفیت حاصل ہے۔ ہم نے ہر چند اشارات کر دیئے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو کیا ممکن ہو سکتا ہے کہ ان اشارات سے نا واقف واقف ہو جائے (یعنی نہیں ہو سکتا۔ واقف کے لئے اشارات کافی ہوتے ہیں۔ نا واقف کو عبارت بھی کافی نہیں ہو سکتی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فریاد کی کہ حمد و ثنا کا صحیح حق ادا کرنا میری زبان سے ناممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم عظیم کے سامنے حضور کا عجز کس قدر اہم ہے اس لئے کہ عارف بلند مقام کو اس کی ذات کے ساتھ محبت ہو سکتی ہے۔

marfat.com

اور حضورؐ نے اپنی عاجزی کو اس لئے پیش کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اس دربار کی شان ہی یہ ہے۔ لہذا درست فرمایا ہے کہ وہ بلند ذات صرف عارف کے فکر و عقل میں آسکتی ہے۔ اس لئے کہ عارف کی عقل و فکر معرفت کے موافق ہوتی ہے۔ اللہ اکبر۔

اللہ کی ذات حیرت انگیز بیان سے باہر ہے۔ جب اس کا ذکر بلند ہے۔ تو رسول اکرم کے عاشق رب ہیں، عشق و معشوق کو کس طرح بارگاہ الہٰی میں لائے اپنی قوت کو عبادت میں پیش کیا اور طاقت کو اس بارگاہ تک لائے اور اچھی طرح اس بات پر غور کرو کہ ہماری ذات کیا ہے اور اللہ تعالیٰ عزیز و غالب کی ذات کیا شان والی ہے اور وہ ذات عظیم اور اس کاریگری کہ تمام چیزوں کی کاریگری اس کے جانب ہوگی اور اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے پس نیک بخت وہی ہے جو اپنے کام کو اللہ کریم کے سپرد کر دے اور یقینی بات ہے کہ جس کا علم جس مرتبہ پر ہوگا۔ اس کا دل اسی کے مطابق ہوگا۔ اور جب ہم کسی کو عالم کہتے ہیں تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص عبادت اور اس کا معنی جانتا ہے اور اس علم کے مسائل کا عالم ہے۔ جس کا وہ علم رکھتا ہے۔ اس طرح زاہد کا معنی وہ شخص جو تقویٰ و خوفِ دوزخ اور طلب جنت کا علم رکھتا ہے اور کوشش کر رہا ہے کہ یہ تمام چیزیں حاصل ہوں (یہ زاہد ہے)

عارف کا معنی . . . . کہ وہ شخص ہے جو اپنے دل کو جان لے اور اس کی حیثیت معلوم کرے اور جو علم حاصل کیا ہے۔ اس کے معلوم کو دیکھیے کہ وہ کیا ہے اور یہ علم کی سعادت والا ہے اور سعادت یہی ہے کہ انسان عارف ہو اور جب علم اس طرح کا حاصل ہو جائے تو اس کی حالت بدلتی ہے کہ معلوم کے مطابق معلوم کو دیکھتا ہے اور جب دیکھتا ہے تو اپنے دل کو ہر طرف سے ہٹا کر معلوم کی جانب کر لیتا بلکہ معلوم بن جاتا ہے اور عین وہی ہو جاتا ہے اور وہی ہوتا ہے تو اس حالت میں تین چیزیں ایک ہو جاتی ہیں، بدن، روح و دل اور صاحب شعور

marfat.com

اس بات کو مانتا ہے کہ قطرہ اب وہ قطرہ ہے بلکہ دریائے بے کنارہ میں شامل ہو کر قطرہ بے حد و غایت ہو گیا ہے۔ جب تک ناواقف تھا تو قطرہ تھا۔ جب وہ واقف ہو گیا تو قطرہ نہ رہا۔ دریا بے کنارہ ہو گیا۔ بلکہ عارف اب جس مرتبہ پر ہے۔ وہاں نہ علم و جہالت کی گنجائش اگر تعینات میں دیکھا جائے۔ تو قطرہ ذات واحد اصل مطلق کی نسبت سے عالم اطلاق کی طرف لایا جائے۔ مطلق کی قید اس پر باقی نہیں رہے گی۔ صفت علم کو ملاحظہ کریں اگر علم مطابق ذات کے ساتھ ہو گا تو عالم اطلاق کو تعین نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ مقید ہو جائے۔ اس لئے کہ تعین نے مقید کی صفت پیدا کر دی اور مقید میں وحدت کثرت کی طرف منتقل ہو کر آ جائے گی اور کثرت وحد وغیرہ کے تمام مضامین ہم اپنی کتابوں میں بیان کر گئے ہیں اور تفصیل سے لکھے ہیں۔ اگر آپ ان پر نظر فرمائیں۔ تو یہ جملہ مسائل حل ہو جائیں گے۔

پانچواں خط دولت دیدار حاصل ہو۔ جس طرح آپ کی مہربانیوں کا کوئی حساب نہیں اور اسی طرح آپ کی زندگی کی ساعتیں شمار سے زیادہ ہوں اور قسم ہے حق تعالیٰ کی اور پھر حق کی قسم دو آدمیوں کے متعلق آپ کا لکھنا کہ یہ اعتدال سے دل ہٹا بیٹھے ہیں۔ اس واقعہ کی اطلاع ہر لحاظ سے کرامت ہے اور آپ کے کشف کی دلیل ہے اور کرامت کی وجہ یہ ہے کہ میں نے کئی بار یہ چاہا کہ آپ کو ان لوگوں کے متعلق لکھوں۔ لیکن آپ نے خود کشف سے معلوم کر کے یہ راز واضح کر دیا۔

اور آپ کو اہل اللہ کے طریقہ میں داخل ہونے اور مشرب تصوف کے تابع رہنے کا موقع ملا ہے۔ یہ آپ کا حق ہے کہ بعض مخالفین کے حالات سے آپ باخبر رہیں اور اہل سلسلہ کے مخالفین کی خبر گیری سلسلہ کے بزرگوں کی خوشنودی اور حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ کی روح پاک کی خوشنودی ضروری ہے اور خاص طور پر جو اس سلسلہ میں داخل ہوا ہو۔ اور پھر کسی دوسری طرف دیکھے اور

marfat.com

کردار بدل دے۔ تو ہمیں بلاشبہ اس شخص پر حیرانی ہے اور تمام دوستوں کے درمیان آپ یہ بات ظاہر واضح ہے کہ یہ لوگ فقیروں پر ہاتھ مارتے ہیں اور یہ لوگ بدبخت اور شریر ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو داخل مشرب تصور کر لیتے ہیں اور اب جو اپنا جی چاہتا ہے وہ کہتے ہیں اور جو خود چاہتے ہیں۔ وہ کرتے ہیں۔ اب ہمارا ہاتھ نہ اتنا طاقتور نہیں کہ ان شریر لوگوں کو پوچھا جا سکے اور آپ کا ہاتھ ان تک پہنچ سکے اور ہمیں آپ کی دوستی کا فائدہ اس سے بہتر کیا حاصل ہو گا باقی جس طرح آپ مناسب جانیں وہ کہیں اور کریں۔ ہم اس پر راضی ہیں لیکن کہیں ناحق بات نہ ہو جائے۔ احتیاط کریں۔ اس لئے کہ ہر شخص کے ساتھ دوست اور دشمن موجود ہوتے ہیں اور اس کا شعری بیہوشی پر تو کوئی حیرت نہیں ہے لیکن خلیفہ پر سخت حیرانی ہے کہ وہ خود عالم ہے اور فقیروں کی اہانت کرتا ہے اور خود فقیر کی پرواہ نہیں کرتا۔

بہرحال ان کی تنبیہ ضروری ہے اور باقی آدمیوں کو احوال میں مشغول رہنا چاہیئے اور آپ کا حق ہے کہ آپ خوب خبردار ہیں۔ اس لئے کہ بہت دفعہ دل میں آتا رہا کہ آپ کو لکھوں اور وہ بات یہ ہے کہ ابوالمعالی کو اگر آپ راہ پر لے آئیں اور ان کی اصلاح ہو جائے تو یہ آپ کی کرامت ہو گی البتہ کوشش نہ چھوڑیں۔ اس عمل کے کرنے پر میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی روح مبارک آپ سے خوش ہو گی اور فقیروں سے کیا کہنا ہے جو عنایت نامہ لکھا گیا تھا۔ اس کے جواب میں میں نے اس کو خط لکھا ہے۔ یہ میں جانتا ہوں کہ قبلہ حقیقی کو زیادہ کہنا اور زیادہ لکھنا پسند نہیں آتا۔ مجبوراً میں کبھی کبھی خط لکھا کرتا ہوں اور میرے علم میں ہے کہ زیادہ لکھنا دور از ادب ہے۔

چھٹا خط دولت دیدار حاصل ہو۔ آپ کا فرمانا کہ خط کم لکھتا ہوں۔ اس کی وجہ کمال درجہ آپ کا ادب ہے اور ادب جس قدر کیا جائے اس قدر کمال ہوتا۔

marfat.com

گر پئی کئی نگاہ دلی خوب مسکینی   قربان طرح وطرز مگر گردنت شوم

اگر گنہگار پر کرم ہو اور خوب طریقہ پر نگاہ کرم ہو تو بڑی گردن آپ کے سامنے جھک جائے۔

یہ ہی عنایت کافی ہے کہ خوش دلی کے ساتھ دعا کی جائے اور خوب دعا کی جائے اور آپ کے تمام حالات باطنی اور ظاہری پورے ہوجائیں۔ امین پروردگار قبول فرما۔

ساتواں خط

آپ جیسے مخلص دوست کی جمعیت اور ذوق کی حقیقت سن کر میری جمعیت اور ذوق ہزار گنا ہوگیا ہے اور مخلص دوست کو دوستی کی توجہ دلانا ذوق میں پختگی پیدا کرنے کے لئے ہے اللہ کا شکر اور اس کی تعریف ہے۔ معزور فقیر کے نزدیک زمین سے پہاڑوں کو ہٹا دینا اور آسمان کو زندہ لگا کر صاف کرنا بہ نسبت کہ دل صاحب زمین اور آسمان کی یاد میں زندہ کیا جائے اور دوستی کا ذکر اس لئے کہ طالب حق کو مزید شوق حاصل ہو۔ اور اگر اللہ نے چاہا۔ تو یہ ذوق تمام احباب کو حاصل ہوگا جو حاضر وقت اور حاضر محبت ہوں گے۔ جس طرح ستاروں میں اجتماع ہوتا ہے۔ جن میں ایک ستارہ قطب ہوتا ہے اور یہ قطب دائرہ کے دوستوں کے لئے دعا کرنے والا ہے۔

بشریت کے پردہ میں انسان کے پیدا کرنے کی غرض خالق حقیقی کی معرفت راہ سلوک اختیار کرنا ہے۔ سلوک کی انتہا معرفت یہ ہے اور معرفت کی کوئی انتہا نہیں اور معرفت کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے اور عارف ہمیشہ اس راہ کو عبور کرتے ہیں اور عارف پر ہر بار نئی تجلی نازل ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا ہے کہ ایک بار جو تجلی نازل ہوتی ہے۔ وہی تجلی بار بار ہوتی ہے اور ہر تازہ تجلی ایک تازہ نور لے کر وارد ہوتی ہے اور اللہ کی ذات وصفات لامحدود ہے اور لا انتہا ہے۔ لہذا سلوک مبارک سفر کا نام ہے اور یہ سفر باطنی روحانی سفر ہوتا ہے۔ باطنی سفر آسان ہے۔ اس سفر کے تمام انتظام جلدی طے ہو جاتے ہیں اور سفر ظاہری تو ایک

marfat.com

دہاں ہوتا ہے اور دنیاوی سفر کا انجام و ابتدا تمام شک میں رہتا ہے اور جس سفر میں مسافر کے لئے طاقت ور دستگیر ہوگا۔ تو دشمنوں کے لشکر اور تمام آفات شکست کھا کر فرار ہو جائیں گے اور تمام کمالات ظاہری باطنی عارف کو حاصل ہوتے ہیں۔ عارف کے لئے مسخر ہیں۔ اور عارف وہ شخص ہے کہ جس کو موزونیت طبع حاصل ہوا اور یہ نمک خوار آپ کی دل پذیر کلام کے متعلق یہی کہہ سکتا ہے کہ جب مٹی پاکیزہ ہوگی اور بیج بہتر ہوگا۔ تو درخت بہتر پیدا ہوگا اور پھل لذیذ پیدا ہوگا۔

اس بہار میوہ دار درخت کو سلام ثم الکلام بعون الملک العلام (کلام کو ختم کرتے ہیں۔ اللہ بادشاہ کائنات کے ساتھ مدد چاہتے ہیں)

اور جن دنوں فقیر قندہار گیا تو ایران کے بادشاہ نے یہ چاہا کہ جنگ میں شامل ہو کر لڑائی کرے تو حضرت کا ایک خط آپ کا دستخط کیا ہوا آیا۔ پہلے خط میں لکھا تھا۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (اے محمد تو نے تیر نہیں پھینکا بلکہ تمہارے خدا نے پھینکا تھا۔ اللہ نے ایرانی کو اس طرح گرا دیا کہ اُٹھ نہ سکا ایرانیوں نے اس کی مدد کی لیکن قتل ہوگیا۔

ایک اور خط

دولتِ دیدار حاصل ہو وہی امداد کرنے والا اور توفیق دینے والا ہے۔ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ط جس حال میں زندگی ہو۔ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو جس حال میں رہو۔ اللہ کے ساتھ رہو اور صاحب دل کو بہت زیادہ خطرات اور درشتی اور اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن عارف کا دل بے خطر ہوتا ہے اور دل مطمئن ہوتا ہے۔ اس لئے عارف کے دل کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ سے محفوظ ہوتا ہے اور دل اگر عارف کا دل نہیں تو ہر حال میں خطرہ ہے۔ بہرحال جس حال میں رہو۔ درست حال رہو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو کامیاب فرمائے اور آپ حقیقی کام دل میں کامیاب کرے اور آپ کے مشکلات کو آسان فرمائے اور انشاءاللہ آپ بامراد ہوں گے۔ ملا مسکین

marfat.com

اور حاجی عبداللہ آپ کے پاس ایک جماعت لے کر آرہے ہیں اور ارشاد فرمایا گیا ہے۔ انا عند منکسرۃ القلوب ط میں عاجز دل کے ساتھ ہوں۔

ایک اور خط بحر محیط کے لفظ سے کل محیط کا معنی مراد ہے تو اگر بحر محیط سے قطرہ حاصل کرلے یا ایک قطرہ کو بحر محیط سے جدا کیا جائے تو بحر محیط کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

عالم کے لفظ سے مراد تمام زمین و آسمان عرش و کرسی اور ہزاروں لاکھوں کائنات کی اشیاء ہیں اور اسی عالم میں چیونٹی کا حقیر سا وجود بھی پایا جاتا ہے تو اگر چیونٹی کی ایک ٹانگ ٹوٹ جائے۔ تو اسی عالم کی کائنات میں کیا نقصان آئے گا۔ یعنی کوئی نقصان نہیں آسکتا۔ اور یہ کچھ کہ بیان کیا گیا ہے۔ عالم کی اشیاء سے ہے اور تمام عالم ذات مطلق کے مقابلہ پر کس طرح نہیں آسکتے اس لئے کہ اللہ کریم کی ذات گرامی بے حد اور بے نہایت ہے اور ہزاروں کائنات اس کی بارگاہ میں اس چیونٹی کا حکم رکھتی ہیں۔ جو اس عالم میں چیونٹی کی نسبت ہے، بلکہ چیونٹی کی وہ ٹانگ جو ٹوٹ کر گر گئی ہے۔ اس کے حکم کے مطابق پیدا ہوتی ہے اور ٹوٹی ہے۔ اب اللہ کے مقابلے پر یوں کہا جائے کہ جب ایک چیز کو ہم نے حد وحساب میں تسلیم کیا۔ تو جس کائنات عالم کی تعداد ہم نے بیان کی ہے۔ یہ سب عالم محدود ہے اور وہ ذات غیر محدود ہے اور اکبر و اعلیٰ تمام مخلوق سے اعظم و اکبر ہے اور منزہ ہے اور اس کی حد ہو یا کوئی کنارہ ہو۔ تو اس کی تعریف ان الفاظ سے کی جائے گی۔ وَھُوَ لَا حَدَّ وَلَا نِھَایَۃَ لَہٗ ط وہ ذات اس شان کی مالک ہے کہ اس پر کوئی محیط نہیں اور نہ اس کی انتہا ہے۔ تو یہ کائنات تمام محیط ہے اور اللہ کے لئے کوئی محیط نہیں ہے اور شریعت مطہرہ نے ہمیں یہی ایمان دیا ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جس کی کوئی حد نہیں اور غایت و انتہا نہیں وہ اپنی ذات میں قائم اور کائنات پر محیط ایس اس تمام بحث سے آپ پر یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ غیر محدود کے

marfat.com

مقابلہ پر محدود کوئی چیز نہیں۔ بلکہ عدم ہے تو یہ عالم دنیا عرش و فرش تمام مومن و کافر اور باقی کل چیزیں اور تمام دنیا اور جنت و دوزخ محدود ہیں اور جنت کی نعمتیں اور جہنم کی مصیبتیں مومن و کافر کی نعمتیں اور جہنم کی مصیبتیں مومن و کافر کی نیت سے تمام محدود ہیں اور محدود وغیر محدود کے مقابلہ پر گویا نہ ہونے کے برابر ہیں۔ تو وہ ذات جس کا مرتبہ علم و عقل، فہم و فراست قیاس وگمان سے بلند ہے۔ تو یہ کائنات اس ذات غیر محدود پہ کیا اثر کر سکتی ہے وہ ہر چیز سے بلند ہے تو لا محدود ذات کا محدود کے وجود سے کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔

عارف لا محدود ذات کا طالب ہے اور غیر عارف، محدود کا طالب اور جاہلوں نے اہل اللہ جو ناراضگی کی ہے۔ یہ ناراضگی ان کی عقل کا قصور ہے۔ عقل و فہم کا قصور یہ ہے کہ ان جاہلوں کی عقل ذات بے حد اور وجود مطلق و اعظم کی طرف نہیں گئی اور اہل اللہ تو وہی بات کرتے ہیں۔ جو شریعت کے بیان پر کامل ہو گی اور جس شریعت پہ ان لوگوں کو ناز ہے۔ وہ اصل میں شریعت کی صحیح روح کو نہیں جانتے۔ بلکہ غافل ہیں اور اپنے کے معبود کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور یہ جاہل اس بات کو جانتے ہی نہیں کہ شریعت ایک بلند مرتبہ رکھتی ہے اور شریعت کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا اور یہ نسبت ایک موجود کی ذات مطلق لا محدود کے ساتھ ہے۔ جل جلالہٗ اور یہ توحید کا صحیح ایمان انبیاء اولیا کے لئے ہے اور یہ حقیقت ہے کہ عارف لوگوں کا تعلق اس بلند مرتبہ ذات کے ساتھ ہے۔

جو کچھ کہا گیا۔ شریعت کی حقیقت ہے اور مرتبہ اوّل شریعت ہے اور باقی مراتب اس طرح ہیں۔

شریعت۔ طریقت، حقیقت۔ یہ تمام مراتب شریعت کے ہیں۔

دوسرا قدم:۔ طریقت ہے۔ اہل سلوک اس راہ پر چلتے ہیں۔ اور

marfat.com

تیسرا قدم۔ حقیقت ہے۔ یہ اہل اللہ کا صراط مستقیم ہے۔

اور اہل حقیقت وہ ہیں کہ رنگ حقیقت کو اختیار کر گئے اور وجود مطلق کے ساتھ حد سے بے حد ہو گئے اور اس لئے یہی انتہا مراد مطلب اعلیٰ اور اپنے مقصد کو حاصل کیا اور اس وقت سے اہل تحقیق سے اس طرح کے الفاظ رونما ہوئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت منصور حلاج ہیں کہ انا الحق کہہ دیا کہ میں حق ہوں اور حضرت شیخ بایزید ہیں کہ سبحانی ما اعظم شانی فرمایا۔

میں ہی پاک ذات بلند شان ہوں۔

اور حضرت شیخ جنید بغدادی ہیں۔ کہ لیس فی جبتی سوا اللہ فرمایا میرے جبّے میں اللہ کے سوا کچھ نہیں۔

اور حضرت شیخ عبدالقادر ہیں کہ قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ) اولیاء اللہ کی گردنوں پر میرا قدم ہے۔

اور ان تمام عبارتوں کے معنی مجمل ہیں۔ جس کا عام یہ ترجمہ ہوتا ہے کہ موجودہ حق میں ہی ہوں اور ان اولیاء اللہ کی نظر اصلی اس وجود حقیقی پر پڑی اور اپنی محدود ہستی کو اس لامحدود ذات میں کھو بیٹھے۔ جو بے حدود ہے۔ نہایت ہے اور بیکراں ہے تو فانی ہو گئے خود کو حق کہنے لگے۔ مگر اسی وجود مطلق کو حق کہتے ہیں اور ان کی نظروں میں اس طرح کے الفاظ کے کہنے سے مراد اپنی ذات نہیں ہوتی بلکہ اللہ کریم کی ذات مقصود ہوا کرتی ہے اور الحمد للہ علیٰ کل حالٍ (اللہ کی حمد و ثنا ہر حالت میں جاری ہے) ہمارا طریقہ اور فقیروں کا مشرب یہی ہے۔ جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ یعنی ذات الٰہی لامحدود ہے اور کائنات محدود ہے) کہ محدود غیر محدود میں فنا ہو، اور یہ اعلیٰ مرتبہ ہے اور اکمل ترین اور کامل ترین مرتبہ ہے کہ غیر محدود میں فنا ہو) اور اگر اس علم میں کسی شطامی عابد نے کوئی ایسا کلمہ نہیں کہا۔ خدا کی پناہ اس سے بہتر کوئی محافظ نہیں ہے۔ اس کی طرف لوٹتا ہے اور اگر ہم اس کلام کو دوبارہ بیان کریں۔ تو تکرار پیدا ہوگا اور ہم نے اس مسئلہ میں اس کا ایک اصلی پہلو پہلے

خط میں بیان کر دیا کہ وہ ذات مطمئن ایسے وجود کی مالک ہے۔ جس کی کوئی حد نہیں اور تفصیل سے یہ بیان ہو چکا ہے اور اگر جزء سے کل کی طرف جانا چاہا ہو۔ تو جہاں تم بیٹھے وہیں بیٹھے رہو۔ اور اسی طرح بیٹھے بیٹھے اپنی چھے طرفین دیکھو اور اس قادر کریم کے وجود بے حد بے عنایت کی طرف دلیل پکڑو کہ یہ آسمان اور زمین عرش وکرسی وغیرہ عالم کس قدر عظیم ہے۔ لیکن یہ اللہ کے وجود غیر محدود کے مقابلہ پر تو اپنا وجود ثابت کرنے سے عاجز ہے۔ بلکہ یہ عدم ہے۔ حق تعالیٰ وجود کل ہے اور کُل کو چھوڑ کر جزء پر نظر کرنا تو نقصان ہے اور لفظ جزُا ور کل سے اللہ کریم کی ہستی کا بیان کوئی مناسب بات نہیں۔ اس لئے کہ اللہ جل شانہ، جزو کُل سے منزہ ہے لیکن مجبوراً ذات حق کی شان کو سمجھانے کے لئے ان الفاظ کو استعمال کیا جا رہا ہے تاکہ توحید کے طلب کرنے والوں کو ذہن نشین کرا دیا جائے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان مسائل کو عبارات میں لا کر سمجھانا مشکل امر ہے اور نا فہم اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور یہ باتیں قال رکھنے کی نہیں ہیں۔ بلکہ حال کی ہیں۔ جن سے صاحب حال خوب جانتا ہے اور بزرگان سلسلہ نے ان باتوں کو رمز و کنایہ میں بیان کیا ہے اور ہر شخص کے پاس یہ فہم نہیں کہ اس کو ان مسائل کی سمجھ آ جائے اور اہل سلسلہ شکی ظنی مزاج لوگوں کو داخل سلسلہ نہیں کرتے۔ اس لئے کہ ظنی مزاج آدمی کو جب معقول و لیقین پر لاتے ہیں۔ تو اس کا شک اور بڑھ جاتا ہے اور جس قدر یقین کرائے جائیں گے۔ اس کا شک بڑھتا جائے گا اور اس لئے کہا جاتا ہے کہ صوفی کا مقام عقل کی حد سے آگے ہے اور اہل اللہ کو عقل کامل کہا جاتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ ان حضرات اہل اللہ کی نظر بس اپنی ذات پر اور اپنے معبود کی ذات پر رہتی ہے اور ان کا مرتبہ مومن کا فرجنت اور دوزخ انعام و عذاب وغیرہ سے بڑھ کر ہے۔ ان تمام باتوں کو جاہلوں کے سپرد کر دو اور اپنے مقام کو بلند سمجھو کہ ذات خدا تعالیٰ کی معرفت اور بارگاہ کی حضوری جنت ہے

marfat.com

اور اللہ سے دوری بڑی دوزخ اور عذاب ہے۔ جو اللہ سے دور ہو گیا۔ ہمیشہ کے لئے لذّتِ وصل سے محروم ہو گیا۔ یہ عذاب دوزخ ہے اور قرب ربانی بہشت جاودانی ہے۔ جنت وصل کو ہاتھ سے نہ جانے دینا (یعنی وصال حق) اور جان لو کہ اپنی عقل کو ہمیشہ کام میں لاؤ اور سمجھو اور اپنی ذات کو رنج میں نہ ڈالو آج یہ سعادت عوام کے پاس تو درکنار بزرگوں کے پاس نہیں ہے۔ جب ایک چیز ہی اپنے پاس نہیں تو دوسرے کو کیا دے سکتے ہیں۔

ہم ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں۔ یہ منکر ہیں اور ان لوگوں نے ہم سے کئی دفعہ بحث کی ہے۔

اب تو اس حقیقت کو سمجھ گئے ہوں گے اور ان کا یہ دعوٰی غلط ہے کہ یہ نعمت ہمارے پاس ہے کیونکہ ان کا تو کوئی استاد نہیں اور استاد کے سوا ان حقیقتوں کا حاصل ہونا محال ہے۔

مختصر یہ کہ اس گروہ کا یہ دعوٰی کہ علم تصوف و توحید کا ہمارے پاس ہے حرف تقلید ہے اور اس طرح تقلید کرنے والوں پر اس شعر کا اطلاق صحیح آتا ہے۔

حرف بیداری گیے باراں مسرور خواب
میزند سر لیک آنزا ہم زنا در دیدہ اند

اپنے عزیز بھائی کی بہت قدر کرنا اپنی قدر خود جانو تمہاری ذات نہایت عظمت والی ہے۔ اگر اس کا (دارا شکوہ کا) وجود نہ ہوتا تو تجھے اس وجود کی سعادت حاصل نہ ہوتی۔

اور کہتا ہے بولو پڑھو زبان قلم سے اکثر ہمیں تصوف کے اسرارات کا علم ہو جاتا ہے۔ لیکن زبانِ پیر طریقت اور صحبتِ مرشد شرط ہے اور یہ منازل شیخ کے قدموں کی برکت سے طے ہوتی ہیں اور بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ خداوند کریم آپ کو ہمیشگی عنایت فرماتے (آمین) اور اگر اپنے بھائی کی قدر آپ نے نہ کی۔ تو ہماری کیا قدر کرو گے۔ اور جو آپ پر اعتماد کیا گیا ہے وہ اعتماد دوسرے پر نہیں

marfat.com

کیا جا سکتا۔ بتاؤ کہ ہم نے واضح کر دیا ہے یا نہیں دوسری بات یہ ہے کہ اس عالم کے متعلق کوئی بات نہیں بکھی وہ خود ہی سمجھ جاؤ کہ خدا کو حاصل کرو۔ یہ مشکل بات ہے دوسری چیزوں کو کیا کرنا ہے بوجہ کم فرصتی کے یہ چند نقش کافی ہیں۔

خط دولتِ دیدار نصیب ہو۔ اے بادشاہ ظاہر و باطن جو آپ نے لکھا ہے کہ بزرگوں کی کتابوں میں اس طرح پڑھا گیا ہے۔ بعض بزرگوں پر عالم ولایت سے ایک خاص مقام پر خاص قسم کا فیض ولایت نازل ہوا ہے۔ کسی پر دروازہ کی مقدار اور کسی پر دریچہ کی مقدار اور کسی پر اور کم اس طرح آپ نے اپنے خیالات سے خود کچھ لکھا ہے۔

اے عزیز صحیح بات یہ ہے کہ دروازہ یا دریچہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ یہ سلوک کی راہ میں تنہا۔ ماندے لوگوں کے حالات ہیں۔ یہ دریچہ ہے۔ یہی محروم ہیں کسی چیز کا ملنا اور پالینا، اور دیکھ لینا دونوں ہی عجیب باتیں ہیں اور صرف یہ کہنا کہ میں نے پالیا ہے۔ تو صحیح پالینے والا آفتاب کی طرح تمام ستاروں میں روشن ہوتا ہے۔ یعنی پالینے والا سالکوں میں آفتاب کی مانند ہے۔

اور پالینے والا ممتاز ہے اور آپ کے دوستوں کا مقام تو آفتاب کی طرح ممتاز ہے اور دوست سے جس کو پایا جائے۔ صرف علم نظر کی برکت ہی کافی ہوتی ہے اور جو راہ سے دور ہیں اور جب طالب حق طلب صادق کے ساتھ کوئی قدم اُٹھاتا ہے تو ایک قدم میں وصل اور ایک نظر میں مقام تک پہنچاتا ہے اور اللہ کریم اپنی وحدت کی راہ خود ہی عطا کرتا ہے۔

ذالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ط

یہ اللہ کریم کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ عنایت فرما دیتا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء پر افضلیت حاصل ہے اور تجھے یہ فضیلت کافی ہے کہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تابع فرمان ہے اور یہ اتباع مرشد کی برکت سے حاصل ہے سہ

marfat.com

ہر کہ پے در پے رُسول نہاد
از ہمہ رہ رواں بہ پیش اُفتاد

جو شخص رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پہ چل پڑا تمام راہ پر چلنے والوں کا امام بنا۔ صرف پالینا مشکل نہیں بلکہ دید محال ہے۔ اس لئے کہ بے پردہ دیکھنا ناممکن ہے۔ البتہ تعین میں جو رنگ وصورت کا ہونا لازمی ہے اور یہ شعر موزوں ہے کہ

دست بر صورتے کہ بگزاری
مشت جوہر بدست بر داری

اگرچہ دیوانہ وار گفتگو کو جاتا ہوں۔ لیکن غلط نہیں کہوں گا دیوانہ اپنے کلام میں ہوشیار ہوتا ہے۔

سب کو درجہ بدرجہ سلام

مسئلہ توحید اور دارا شکوہ کا خط

ان خطوں کے جواب مرید کی صورت میں فقیر پہ لازم تھے تو مختصر نقل کرتا ہوں جو کچھ جواب لکھا گیا اور مرشد کے خطوط کے فقرے اور جواب کے فقرے تقریباً یہی تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

اِنَّ اللہَ یَنطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرؓ ط اللہ عمرؓ کی زبان پر بولتا ہے۔

حقیقت میں سوال کا جواب سائل کے سوال پہ ہوتا ہے۔ اس لئے اگرچہ جواب دوسرے کی زبان سے رونما ہوتا ہے۔ لیکن جواب سائل کی حالت کو بیان کرتا ہے اور یا جواب دینے والے کی حالت پر ہوتا ہے۔ اگرچہ سوال دوسرے نے کیا ہو اور مسائل پر جواب کا سننا لازمی ہوتا ہے اور سائل کو نہ دیکھا ہو اور نہ سمجھا ہو لیکن

marfat.com

جواب سائل کے سوال کے مطابق ہونا لازمی ہوتا ہے۔ صوفیاء کرام کے نزدیک یہ مسئلہ اصول ہے کہ بحل الموجودات واحد تمام موجودات ایک ہیں اور صوفیاء کرام کے گروہ میں بعض کا خیال ہے کہ کمالات کو حاصل کرنے اور مزاج میں ترقی کرتے جانے میں کوئی حد نہیں۔ اس لئے کہ تجلیات کی کوئی حد نہیں۔ تجلیات کی انتہا نہیں تو ترقی مدارج کی کوئی انتہا نہیں ہو سکتی اس لئے کہا گیا ہے کہ اگر صوفی کو ہزار سال کی زندگی حاصل ہو تو بھی ترقی کرتا جائے گا اور بزرگان سلف (گزرے ہوئے) سے اس مسئلہ پر بعض دلائل کو بیان کیا جاتا ہے شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ بدبختی کی بڑی علامت یہ بھی ہے کہ صوفی کو ایک دن ترقی حاصل نہ ہوا ور کسی مرکز پر جا کر رک جائے۔ یہ شخص زیادتی کی بجائے نقصان پر آگیا ہے اور نبی علیہ السلام سے حدیث مبارک نقل کرتے ہیں۔

مَنِ اسْتَوٰی یَومَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ (ایک دن رک جانے والا خیال کرے کہ لٹ گیا ہے)

اور کہا جاتا ہے کہ دو دن ایک ہی مقام پر رہنے والا صوفی نقصان اٹھا رہا ہے لہذا ان صورتوں کی تلافی اور علاج ہونا چاہیئے۔ سلوک میں جس کے دو دن یکساں گزریں۔ لیکن اس فقیر پر شیخ طریقت اپنے مرشد کامل کی برکت ہے یعنی غوث عالم اولیاء اللہ کے استاد اور عارف مولانا شاہ سلمہ اللہ تعالیٰ والفاہ معرفت میں سورج کی طرح روشن ہیں نے اس بات کو واضح فرمایا ہے، کہ ہر صوفی کے لئے مراتب ہیں۔ اور صوفی کے کمال میں انتہائی پائی جاتی ہے اور ترقی سے رکنا بھی ہو جاتا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ترقی سے رک جانا بھی ترقی ہے۔ مرتبہ میں کمال ہے اور کمال ہی ترقی ہے اور کمال میں ترقی کا نہ ہونا۔ مرتبہ کی دلیل ہے اور یہی حدیث مبارک جس کو اوپر نقل کیا ہے اس پر دلیل ہے کہ سالک کا حق مقرر ہے لیکن واصل مطلق ہے لو ما، کا لفظ زمانہ پر دلیل ہے اور اسی طرح باقی مشائخ رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اہل دل کسی بات کو سمجھ کر باطن کلام

marfat.com

پر غور نہیں کرتے اور ظاہری کلام سے باطنی فہم زیادہ بہتر ہے اور سالک کے لئے صرف ظاہری کلام نقصان دہ ہے۔ جب تک باطن نہ ہو۔ اور اس کی مثال اس حدیث پاک میں ملتی ہے۔

لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرے لئے ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ کسی نبی، ولی، فرشتے کو دخل دینے کی اجازت نہیں ہے۔

اور کہا جاتا ہے کہ حضور ہمیشہ ایک حال اور ایک طرح پر نہیں ہوتے ہیں اور جمعیت خاطر میں مختلف اوقات میں مختلف تجلیات ہوا کرتی تھیں اور اصل میں یہ بات نہیں بلکہ جو بات اس حدیث سے ثابت ہوتی وہ تو صرف ایک وقت کو ثابت کرتی ہے کہ حضور ہر وقت میں ایک ہی حال میں رہتے تھے۔ اور صاف واضح ہوتا ہے کہ حضور کی ایک ہی حالت ہر وقت رہتی تھی۔ نہ تنزل ہوتا۔ اور نہ ترقی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا اللہ کے ساتھ ایسا وقت ہے کہ کوئی فرشتہ اور نبی دخیل نہیں ہو سکتا۔ اس میں دوام کا ذکر ہے اور نہ حضور فرماتے کہ کبھی کبھی یہ حالت ہوتی ہے اور نبی کا وقت عام ہے بلکہ زمانہ سے نہیں نبی کے وقت کو اول و آخر نہیں ہے۔

لیس عند ربک صباح ولا مساء۔ یعنی تیرے اللہ کے نزدیک نہ صبح ہے اور نہ شام اور حدیث شریف کے وہ معنی کیوں نہ کر لئے جائیں۔ جو ظاہر عبارت سے پتہ چلتے ہیں اور کمال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں پایا جاتا ہے کہ حضور ایک ہی حال پر قائم رہیں، اور جمعیت حاصل ہو اور جس معنی میں ان لوگوں نے بیان کیا ہے۔ نقصان لازم آتا ہے۔ کمال حال وحدت میں جمعیت کا حاصل ہونا ہے اور حالات میں اختلاف ہوتا رہے۔ ہمارے مشائخ کا ارشاد ہے کہ درجات اولیاء کرام مختلف ہیں۔ اور "نفحات الانس" کے مصنف کا یہ لکھنا کہ بعض اولیاء کرام کو انتہا حاصل ہو جاتی ہے اور بعض اولیاء کی یہ حالت ہوتی ہے وہ بے نشان

marfat.com

دبے صفت ہوتے ہیں. جب اولیاء کا کمال یہ ہے کہ وہ توحید وحدت میں گم رہیں۔

آنرا کہ نشان نیست نشانش ایم

بے نشان کا ہم نشان ہیں!

اور وہ لوگ کہ ترقی کو غیر محدود جانتے ہیں۔ اگر یہ مراد ہو کہ ترقی ذات بحث مطلق میں ہے تو یہ محال ہے اور ترقی و تنزل بھی محال ہے اور رنگ و بو کمال و زوال وغیرہ کی صورتوں میں ترقی جائز ہے تو تغیر جائز ہے اور موحد صوفی کی ذات میں ترقی جائز ہے اور اگر اس مرتبہ پر بھی ترقی کو جائز نہ رکھیں تو وہ ذات بعد توحید بحت میں داخل ہو تو عین ذات بحت ہو جاتے تو اس وقت جائز نہیں کہ مزید ترقی کرے۔ جس طرح کہ انسان کامل کا مقام ہے کہ قرب نوافل کے میدان کو عبور کر کے قرب فرائض میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور اس مرتبہ کے انسان کامل کو وَمَا رَمَیتَ اِذ رَمَیتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ؕ کا مقام حاصل ہوتا ہے اور اس مرتبہ پہ انسان عین حق ہو گیا ہے اور ایک ذرہ اس مرد کامل کو کونین کی جنس سے تعلق نہیں اور نہ اس میں ایک ذرہ کائنات کا باقی رہ جاتا ہے اور وحدت کے مرتبہ پہ اس کو ایک ہی ہونے کا مرتبہ حاصل ہے اور حق سے اگر کونین میں اگر کونین میں آ کر واپس حق کے ساتھ جا ملا اور حق ہو گیا اور جب مرتبہ حق حاصل ہو گیا اب اور کونسا مرتبہ ہو گا۔ جس پہ انسان کامل کو ترقی کرنی ہے تو حید سے اوپر اب کوئی مرتبہ نہیں اور مشہور ہے ربالا ترز سیاہی رنگے ذکر نہ باشد اَلفَقرُ اِذَا تَمَّ فَھُوَ اللّٰہُ ؕ فقر جب کامل ہوتا ہے تو وہ اللہ ہے اور ہر شخص کی ترقی اس مرکز تک ہے کہ جہاں اللہ کی طرف سے یہ حکم آیا۔ لَا خَوفٌ عَلَیھِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ ؕ

نہ خوف ہے ان پہ اور نہ غم ہے نہ زوال کا خوف باقی رہتا ہے اور نہ ترقی کے رک جانے کا غم ہوتا ہے نہ ترقی نہ تنزل نہ عروج اور نہ زوال اب نہ خوف اور نہ غم جب یہ مقام حاصل ہو گیا کہ نہ اب زوال ہو گا نہ عروج تو یہ مرتبہ خوف و غم کے اٹھ

marfat.com

جانے کا ہے اب آرام وسکون کا مقام ہے، استقامت حاصل ہوگئی۔ لاخوف کا مرتبہ حاصل ہوکہ آرام مل گیا اور آیت مبارک فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ کی آیت مبارکہ میں ہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ صوفی کہ جب مرتبہ حاصل ہوگیا تو استقامت حاصل ہو گئی اور استقامت کے معنے ہوتے ہیں کھڑے ہوجانا

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ ط اور یہ آیت مجیدہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کے متعلق کھلی ہوئی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل ترین مرتبہ ہے۔ اور تمام درجات کا اس آیت میں بیان آگیا ہے اور معراج حال نبی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آیت مبارک۔ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا) جو یہاں داخل ہوگیا۔ اس کو اس مضمون پر اشارہ کرتی ہے۔ جو شخص مقام وحدت اور حقیقت مطلق میں داخل ہوگیا۔ وہ امن میں آگیا۔ ہر طرح کے خوف زوال نعمت اور ضیاع انعمت کا دوا کر دیا گیا ہے۔ اس مقام پر زوال کا غم نہیں اور ترقی کا فکر نہیں۔

اور جو لوگ ترقی کی کوئی انتہا ثابت کرتے ہیں۔ یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب تک نظر تجلیات کو دیکھتی رہے گی۔ تو تجلی کہ متجلی کا غیر ہوگا اور تحقی کی عین تجلی ذات ہی ہوا کرتی اس حالت میں واگرچہ ترقی ہورہی ہو، طالب روئی اور بیگانگی کے محل میں ہوگا اور جب تک دوگانگی کے محلہ سے خلاصی نہیں ہوتی۔ اس وقت تک حوصلہ کامل کی نظر میں یہ شخص شرک میں پڑا ہے۔

مثنوی

ترا باید کہ جان وتن نماند	دگر ہر دو جاندمن نماند
نہ تو تا ہیست موئے اندید جا	جراں یک موئی باقی ہند بربا
تو تا یک بارئی باحل ورنبازی	جنب دائم ترے او نمازی

جب تک خود تو تجلی نہ ہوجائے کسی طرح ابدی تجلی ہوسکتی ہے۔ اور جب

marfat.com

یہ مسئلہ نہایت باریک ہے اور فقیر نے جب اس مسئلہ پر غور کیا تو اس طریقہ پر عمل ہو گیا۔ مَیں نے اس کو لکھ کر دوستوں کو ارسال کر دیا۔

اگر اس مسئلہ میں کوئی گفتگو کی گنجائش باقی ہو تو آپ اس پر اپنی رائے لکھ دیں تاکہ ان اعتراضات کا جواب لکھ دیا جائے (بہر حال مسئلہ یہی درست ہے) اللہ کافی ہے۔

حضرت کا خط

دولت دیدار حاصل ہو۔ وہ ذات عروج و زوال سے پاک اور منزہ ہے۔ اس بادشاہ نے بادشاہی مضمون لکھا ہے اور صاحبان معرفت کی طرح لکھا ہے۔ محققانہ کلام کیا ہے اور بہادر مردوں کی طرح قلم کو چلایا ہے۔ بادشاہ نے دوست کو لکھا ہے اور جب حق باقی رہ گیا ہے۔ اور آدم نہیں رہا۔ تو حق منزہ ہے۔ عروج و زوال سے یہ تحقیق جس نے کی ہے۔ وہ خود اس منزل میں گرا ہوا ہے۔ غیر کے متعلق کیا کہا جائے۔

الحمدللہ کہ یہ خط اس طرح کے مضمون سے لکھا گیا ہے کہ فقیر کا اپنا حال ہے۔ اور اصل بات جب طالب ذاتِ حق اپنے مطلوب کو پالیتا ہے تو اب اسی ذات مطلق کو ہر حال اور ہر مقام پر بعین میں مشاہدہ کرتا ہے۔ اگرچہ تجلیات لامتناہی غیر مقرر ہوں۔ جس طرح جلوہ فرما ہوں۔ وہی ذات ہو گی۔ دوسرا کوئی نہیں ہے نہ ہو گا اور نہ ممکن ہی ہے کہ کوئی غیر جلوہ گر ہو۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت رامی شناسم

اور واقعہ یہی ہے کہ آرام دشنی اس گروہ کے لئے ہوتی ہے اور اگر ابھی ترقی کی امید ہو تو اہل تصوف کے اس گروہ کے لئے آرام دشنی کا لفظ غلط ہو گا۔ جبکہ آرام دشنی حاصل ہو تو فقیر زندہ ہے۔ اور اگر یہ نہیں تو نام بھی زندہ نہیں رہے گا اور جب دل کو اطمینان حاصل ہو جائے تو جمع کا معنی اس وقت ثابت ہو جائے گا اور یہ بڑا پیارا شرف ہے عزیب نایاب کا مشرف ہے اور جس کو یہ تحقیق حاصل ہو گی۔ وہ نایاب ہے اور اس نایاب و عجیب مسئلہ کا محقق بھی نایاب ہے سہ چیزے چہ کنم لالن انامت نیست

marfat.com

حضرت ملّا شاہ کے کلام کا ایک مجموعہ ہے۔ جس میں تصوف کی باریک باتیں تحقیق مسائل عجیب و غریب نکات بیان فرمائے ہیں اور یہ مجموعہ کہیں دوسرے دیوان و بیان میں نہیں دیکھے گئے اور اس مجموعہ میں اکثر رباعیات لکھی ہیں۔ اور کچھ مثنویات ہیں اور چند مکتوبات ہیں۔ بعض رباعیوں کی شرح ہیں۔ اور ہر شعر ملّا شاہ صاحب کے کمال کا نمونہ ہے

اور آپ نے تمام شعروں میں اپنا تخلص شاہ لکھا ہے۔ اس دیوان میں بھی اسی تخلص کو استعمال فرمایا ہے۔ آپ کے دیوان سے اور باقی اشعار سے بطریق تجویز چند اشعار کو یہاں لکھا جاتا ہے۔

قصیدہ

لفظ معنی گرد و معنی بلفظ آید ترا — چشم معنی بیں شود ہر گاہ بالفظ آشنا
سلطنت خواہی بعرفان آ گداز عشق دوئے — کار نکشاید اگر با عشق آری التجا
کیمیا گر خاک زر سازد عجائب می بری — فقر باشد کیمیائے خاک را سازد خدا
نیستم منصور و نصرت خواہ از منصور تت — ناصر و قسم لقتل غیر کردہ لا الٰہ
لا الٰہ لا الٰہ الا اللہ مقصود را — شاہ خہا بریدہ ام از بہر سر سبز بہا
چشمہا از چشمہ روشن کن و شو ر شناس — ذات بحرے را کہ باشد مرجع سر چشمہا
از سر ہر چشمہ بگذر چشم با چشمہ بدوز — بحر شو تا با تو باشد چشمہا را چشمہا
لا الف با خود الف بالا جہا از بہر چیست — از برائے نصب ہا افراختند الفیہا
دین و دنیا ما سوا گوید سواد عارف است — ما سوا عین است موج بحر غیر است این چرا
از سواد ما سوائے او گیشتم عین ! — عین ما از عین روشن شد سوا شد عین ما
عاشقم نے عارفم نے جزو نے کل نے جسم — ہستی مطلق کہ شد اعرض سما دما فیہا
فیہا ما دہما اما د ہمہ ما ما ہمہ — ما د غیرہ ما ہمہ در ہمہ ہستی ما !
آدم از افتد اسوئے حق بجز حق چیست او — چیست حال قطرہ گر در بحر افتد از ہوا

شاہ معنی اشو خلاص از لفظ گویا معنی است
چونکہ در گوشت ندا شد بانگ صحت بجا

marfat.com

حضرت ملا شاہؒ

غزلیات

غزل ۱

شکر کہ امر و ز شد دولت فرزائے ما   رتبہ اعلیٰ گرفت ہمت والائے ما
رشتہ تسبیح ما رشتہ زنار شد   راہ سوئے میخانہ دارد مرشد دانائے
اول و آخر نہ داشت نزا ہر کہ یافت   آدم و حوا نہ بود نبی و بابائے ما
روشنی کفر ما ظلمت اسلام سوخت   تا چہ زند فتنہ ہا سر دگر از پائے ما
قید غلامی نہ ماند از نگاہ خاص او   قاضی و مفتی نگر رحمت مولائے ما
دیدہ دری بود قصد شد بجا اویں عرض   دست بجائے نہاد دیدہ بینائے ما
غایت کار آنچہ بود در برج ما کشود   جلوہ گری راست کیست شاہد دعوائے ما
کوکب بخت یا روئے زمین برفروخت   مشہد انوار جائے تمنائے ما

شاہ جہاں آفرین جائے مرا برگرفت
گفت کہ ہر چیز شاہ جا بتو جائے ما

غزل ۲

نہ چراغ است دریں خانہ و یرانہ ما   روشن از عشق آتش تو شدہ خانہ ما
آرے ایں راست کہ مرغیم و بے سیر غنیم   دام ما تا چہ بود تا چہ بود دانہ ما
در پئے خانہ جانانہ شد ہمہ عمر   بردہ خانہ ما خانہ جانانہ ما

marfat.com

صدق دیوانگی نگر اعجاز نمود — شدہ جانانہ ما عاشق دیوانہ ما

نکند تا بہ ابد یاری ہوشیاری ہیچ — گر لبو آنکہ رسد بر در میخانہ ما

مدعی در پے افسون گرفتاری خلق — آتش بنہ گو کوشش شود افسانہ ما

راہ افسانہ کیش شاہ نزدیش غلط — کیں دیوانہ ما عاقل و فرزانہ ما

غزل ۳

حرف دیوانہ کیست در دل ما — چہ زند سر دگر ازیں گل ما

وز تماشاش فرضہا ہمہ رفت — چیست پرسیدن از نوافل ما

روئے او در مقابل مرادت — روئے ما بود در مقابلہ ما

در رہ عشق آنکہ مارا کشت — غیر ما کس نبود قاتل ما

وصل داد ایں خبر کہ غیر یکے — نیست موصول ماو اصل ما

در طلب یافتم خود خود را — بودہ حاصل تمام حاصل ما

از سر اتحاد او برخاست — میل ما اوست اوست مائل ما

ماکہ جز حق نہ ایم از عرفان — پس چہ پرسی ز حق و باطل ما

از میان تو چیست پردہ حائل — شاہ خود بندہ بود مائل ما

غزل ۴

ہمہ اوست چیست اے بابا — آنکہ خواہی تو کیست اے بابا

از نشان پے بہ بے نشان بردن — کار فہم تو کیست اے بابا

عمر اگر صرف ایں مشاہدہ نیست — از بہر چیست زیست اے بابا

شور و غوغای اوست در دو جہان — لشوق از گر لیست اے بابا

در رہش شاہ کار شریار لیست — کار کسے سر سر لیست اے بابا

غزل ۵

خانہ بالائے ما یا دانشش بادا خراب

با وجود آفتاب از شمع می بیند کتاب

marfat.com

باوجود آنکہ آب از سر گزشت از تشنگی
العطش میگوید و می بیند او سوئے سراب
از سفاہت عاجزم دارو زروئے اتفاق
در حجاب افتد اگر از پیش برخیزد حجاب
از ہزاروں یک کسے دل باید و نے از ہزار
مشرب ما عکس شد و اللہ اعلم بالصواب
قفل را از گوش گیرد بر زبان زتا زیاں
از زباں نہ شود از گوش نفع بے حساب
دیدہ اغیار بیں او یار بین و یار ہ !
دیدہ خفاش را کے تاب تاب آفتاب
معرفت کے یار ہر کس چوں مگس ہمچو خس
گر پروا او بہ ہوا یا گر او برد ئے آب
عمر کوتاہ دشتاب راہ ہر منزل است
کوتاہ نباشد مسکین را چہ حاصل از شتاب
کار باید کرد گو فرزند پیغمبر بوُد
گر حسب نبود نباشد سود از ایں انتساب
ایں ریاضات و سلوک از بہر توحید است و بس
چوں بمنزل شد برابر گشت بیداری او خواب
سرخ رو آں کس کہ او از اصل و فرع ایں دو عشق
ایں دو سلطان نند عشق ایں مرد در اغائب مناب
پوست شریعت وطلب مغز است مغز اں سلوک
جمعیت مغز است و معرفت لب لباب
من اگر خود زنم دم ہیچ باید با درست

marfat.com

کسے تواں کردن قیاس بجز از روئی حباب
مست خاکی برتر از افلاک گردید از وجود
گرچہ پوست شد مشکل است در بجز حساب
دست عارف فوق ایدیہم ید اللہ آمدہ
از ترانی خوش مشو از لن ترانی رو متاب
بارہا گوید زباب فقر گوید شاہ باز!
عقل داری فرق کن پر دار شہباز و باب

غزل ۶

عارف مداں اگرچہ ملامت سلامت است
یعنی علامت رہ عرفان ملامت است
عارف رہ کہ جانب وحدت رساند شاند
زانجا گذر نگرد کہ جائے اقامت است
مشکل باں کسے کہ زہستی گذر نہ رو!
خود نیست را چہ ہست کہ روز قیامت است
امروز کار دل چو شدت کار شد تمام
امروز اگر نہ شد ہم فردا ندامت است
چنگ ارادتی کو بداماں مرد نیست !
دوری زوصل از اثر آں شامت است
راہ طلب بصبر مپرو د ہمہ !
ایں دانہ را ثمر شدن از استقامت است
رفتن بروئے آب و ہوا ہیچ نیست شاہ
از خود خلوص یافتن ایں جا کرامت است

marfat.com

غزل

دل اگر دریا شود یک قطرۂ دریا شود
قطرۂ دریائے دل دریاے بے ہمتا شود

جزو کل گر دو مشو دکل جزو جزو وکل یکیست
جزو وکل از یک دگر این نیست مستثنیٰ شود!

ذرہ خورشید است وخورشید است ہر یک ذرہ
بر چنین سرچشم گر بینا شود بینا شود

ہر کرا ور دلنشد درد اوالشد این است بس
بشنو از من ہر کرا ورد اشود، درد اشود

نیست پستی اگر پستی بالائے در دست
ہر کہ بالا دید ہر پستیؔ او بالا شود

ماشدن آسان نباشد آرے این مقدار ہست
چند روزے باید ش باما شود تا ما شود

ہر کہ نے استاد زد چنگے بدامانِ طلب
آخر او اریا شود گو دست سرتا پا شود

آنکہ طعن باذنی سودے کند آسودہ نیست
او تمامی سود گردد گر درین سودا شود

شاہ را خوش مشرب لپسٹ لے جان ہر کہ او
از سر اخلاص طالب گشت طالب ما شود

غزل

اہل دل را ر دو عالم چہ تمنّا باشد
دل کو پیشِ دو جہاں قطرہ دریا باشد

marfat.com

نگرانی و پریشانی مجنوں چہ بود!
اگر از شش جہتش جلوہ لیلیٰ باشد
کوہکن دلخی ہجراں چہ کشد چوں ہمہ جا
روئے شیریں است گرش چشم تماشا باشد
ذرہ ذات بود عاشق و معشوق یکیست
قابل وحدت از چہ مثنا باشد!
دل اگر زندہ شود مرگ کجا مردن نکو
عیش ما راہیست اگر اسباب مہیا باشد
غم امروز خورد ہر کہ بود خانہ خراب
خانہ معمور خلاص از غم فردا باشد
مست می نیست کہ مست گہے مخمور است
مست خود مست مدامست ہر جا باشد
از نگاہ ملک الموت ندارد پروا رد!
آنکہ او را نظر پاک مسیحا باشد
یار ما نیست کہ پوشیدہ بود در عالم
یار پیدا است اگر چشم تو بینا باشد
راہ رفت بہر کس نتواں نسبت داد
شاہ راہ از تو در رفتن ہمہ از ما باشد

رُباعیات

رُباعی نمبر ۱

اے خواجہ نہ ماند حالت پیشی ما
دیگر شدہ بیگانگی و خویشی ما!

marfat.com

گشتم غنی از حق و درویش و غیر
اینست ببین غنا و درویشی ما

رباعی نمبر ۲

چون بے زدۂ تعین راہ مطلق را
لاریب کذا او قید بے رونق را
تن کیست پس این عبودیت چیست شناس
جمالے ازیں پیش صفر حق را

رُباعی نمبر ۳

ہمدم جوئے گذار شغل ہمدم را
رُواز رہ توحید بجو ہمدم را
شد حق طلبی بہ شغل دم آدم را
جو ید بچراغ نیر اعظم را

رُباعی نمبر ۴

بردیم بسر تر دو لاہد را!
رفتیم تمام راہ بودہ وشدرا
شد تا مطلب مقابل و آئینہ دل
دیدہم در آئینہ جمال خود را

رُباعی نمبر ۵

او گفتن بعارف این نیست روا
او او گرت یاد انیست خطا
او او بود آنگہے کہ او بود بجا
او او بنود وگر تو دانی او خدا

marfat.com

رباعی نمبر ۶

گفتم توحید را وگشتی در ناب
در ناب و نہ در ناب کہ اینست در ناب

ظاہر شود و بارہ ہمانجا غائب
موج دریا ز ذات دریا دریاب

رباعی نمبر ۷

آں یوسف مہ جمال در ہر چہ نیست
بر تخت کسے ماند نشیدہ بوسہ نیست

در دست تصرف است حق نے درز کر
راہے کہ بمنزل رساند راہ نیست

رباعی نمبر ۸

خس در آتش فقد بگو خس چکند
آتش در خس فتد بگو پس چکند

ہر چند بود حوصلہ کس را عرفان!
ہر حوصلہ غالب از شو کس چکند

رباعی نمبر ۹

از شش جہتم روی نمودی آخر
از ہر طرفے دلم ربودی آخر

برون و درون جلوہ گری میدیدم
بر تحقیق آدم تو بودی آخر

رباعی نمبر ۱۰

فرق است میاں اے جان عشق و ہوس
نتواند کرد کار پروانہ مگس!

marfat.com

آور دصبا بوئے تو رفتم از خود
تا باد غیر دروغے جنید خس

رُباعی نمبر ۱۱

زنہار زہر رہ تخم اسرار مباش
ترسم کہ شود مرغ اسرار دو فاش

خواہی ز شریعت بحقیقت رفتی
بے شرع مباش دینہ شرع مباش

رُباعی نمبر ۱۲

ہر در کہ زدم فتم اے در خویش
چوں یافتمش یافتمش از در خویش

از خفداراں واز حق گزاراں دیدم
در گردن خویش حق خویش از ہمہ پیش

رُباعی نمبر ۱۳

آں راکہ بجاست بر سر ایمان جنگ
او مومن وز ایمان من او را صد ننگ

مومن نہ شود تاکہ برابر نہ شود
یا بانگ نماز بانگ ناموس فرنگ

رُباعی

عمر یکہ بلند و لبست بُودم بُودم
در مرتبہ ہیچ و ہست بُودم بُودم

خود آمدہ ام بخود پرستی اکنوں
آندم کہ خدا پرست بُودم بُودم

---

marfat.com

مُلّا خواجہ بہاری

طریقت و عرفان کے راہ نورد حقیقت و معرفت کے عارف فقر و فنا، توکل و رضا کی کشتی کے ملاح تحقیق کے مُرشد تعلقات دنیاوی کے کنارہ کش بارگاہ الٰہی کے رازدار خواجہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی وطن حاجی پورہ تعمنیہ ہے اور ابتدائی عمر میں علم دین حاصل کرنے کے شوق میں گھر سے نکل آئے اور راستہ میں ایک دیہات کورہ آتا ہے۔ اس میں حضرت شیخ جلال الدین کے پاس رہنے لگے حضرت جمال مولانا ولی مشہور تھے۔ آپ کے پاس رہ کر ظاہری علم کو حاصل کیا اور حضرت اولیا۔ صاحب نے اپنے گھر میں ہی ملّا بہاری کو رکھ لیا۔ یہاں سے علوم ظاہری حاصل کر کے جب فارغ ہوئے تو آپ نے لاہور کا ارادہ کیا تو آپ کے دل میں لاہور آنے کا شوق اس قدر پیدا ہوا کہ بہت جلدی لاہور آ گئے۔ لاہور آ کر حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور علوم باطنی حاصل کرنے لگے۔

حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرید بنا کر معرفت کے شغل

marfat.com

بس لگا دیا حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو ریاضت اور محنتیں اور مجاہدے کرنے کا حکم دیا۔ ملا بہاری اس طرح کرتے رہے۔ مرشد کامل کی اطاعت سے آپ کو بلند مقام حاصل ہو گیا۔ علوم ظاہری اور علوم باطنی کے مالک ہو گئے۔ جنگلوں اور بیابانوں میں پھرتے رہے توکل تجرید و تفرید میں کمال حاصل کر لیا۔ حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کمال ہے۔

آپ نے بہت سے اولیاء کرام کی زیارت کی ہے اور فرماتے یہ کمال مجھ کو اس طرح حاصل ہوا کہ حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب پان کھا کر تھوک دیتے تو میں زمین سے اُٹھا کر کھا لیا کرتا تھا اور اس پان کی تھوک کی برکت سے مجھے علوم کشفی حاصل ہو گیا۔ اور علوم ظاہری میں یہ برکت ہو گئی کہ اگر کوئی شخص قرآن حکیم۔ حدیث شریعت فصوص الحکم لمعات اور لوائح جامی مثنوی رومی کے اشعار اور اسی طرح دوسری کتابوں کے متعلق سوال کرتا تو اگرچہ ظاہری طور پر آپ نے ان کتابوں کے پڑھنے کی زیادہ محنت نہ کی تھی لیکن ہر مشکل کا جواب فوراً دیتے تھے اور مشکل مقامات کو حل کر جاتے۔

حکیم سُنائی کا شعر آپ کے سامنے رکھا گیا تو آپ نے اس شعر کی شرح فرمائی۔

مجلس وعظ رفتنت ہوس است
ہر کہ ہمسایہ واعظ تو بس است

ارشاد فرمایا کہ اس شعر میں ہمسایہ سے مراد قواء بدن اور اعضاء باطنی اور اعضاء کی قوت عمر کے ساتھ ساتھ فتح ہو جاتی ہے۔ ہاتھ دانت کان آنکھ گلا اور اس طرح یہ تمام اعضاء دل کے ہمسائے ہیں۔ جو دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ دل کو چاہیئے کہ کسی کی مجلس میں جانے کی بجائے اپنی مجلس سے نصیحت حاصل کرے۔

اور آپ کسی سے کوئی چیز وغیرہ قبول نہیں کرتے تھے۔ سوا مخلص مریدں

marfat.com

کے جو خلوص و عقیدت کے ساتھ پیش کرتے اور اگر کوئی شخص پکا ہوا کھانا لے آتا تو آپ اس کو کھا لیتے۔

حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کو لاہور میں عام قبولیت حاصل ہوگی۔ اعلیٰ و ادنیٰ تمام طرح کے لوگ آپ کے پاس گروہ در گروہ آتے تھے اور آپ کی ذات سے لاتعداد کرامتیں ظاہر ہوتی رہی ہیں۔

شیخ وحیدالدین بڑے نیک اور پارسا عالم و فاضل مرد ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص غازی خاں نے عرس کیا خواجہ بہاری اور بہت سے دوسرے لوگ حاضر تھے۔ فقراء کی بڑی جماعت بھی حاضر تھی۔ تمام رات ذکر و فکر کی مجلس قائم رہی اور (فقیر خود بھی اس مجلس میں حاضر تھا) چونکہ یہ دن سخت سردی کے تھے۔ اس لئے تمام رات آگ کو روشن رکھا گیا۔ صبح کی نماز کے بعد توحید کے موضوع پر کلام شروع ہوگئی۔

محمود بینوا لاہور کے مشہور اہل کلام لوگوں میں تھا۔ گفتگو کا آغاز کیا اور حضرت ملا خواجہ صاحب کی طرف روئے سخن کر کے مسئلہ توحید پر کلام کہنے کی خواہش کی اور عرض کیا کہ آپ توحید کے مسئلے پر کیا بیان کرتے ہیں۔ حضرت ملا خواجہ صاحب کا مزاج نہایت خوش تھا آپ نے فرمایا کہ اگر توحید کا مسئلہ مجھے پوچھتے ہو، تو توحید یہ ہے۔ یہ فرما کر آگ کے تیز الاؤ میں بیٹھ گئے آپ کا دامن مبارک بھی آگ میں تھا۔ جلا بلکہ دھواں تک نہ اٹھا۔ بلا کسی ایذا کے بغیر آگ سے باہر نکل آئے۔ اس دن آپ کے کپڑے لوگوں نے حاصل کر کے اور ذرہ ذرہ آپس میں تبرک کر کے تقسیم کئے اور ہر شخص آپ کے کپڑوں کو چومتا تھا۔ اور یہاں سے اٹھ کر آپ پھر صحرا میں چلے گئے اور یہ واقعہ اسی طرح کا ہے جس کو ملا جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ ابو النصر سراج چولہے میں آگ جلا رہے تھے اور معرفت میں کوئی کلام شروع ہو گیا۔ حضرت شیخ پر ایک

marfat.com

خاص قسم کا وجدان طاری ہو گیا۔ سردی کا زمانہ آگ خوب تیز تھی۔ آپ نے اپنی اس حالت میں آگ پر سر رکھ کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوئی لوگوں نے عرض کیا۔ آپ کو آگ نے کوئی ایذ نہیں دی۔ فرمایا کہ جو شخص اللہ کا ہو جاتا ہے۔ آگ اس کو کوئی نقصان نہیں دے سکتی اور فرمایا جس کا چہرہ اللہ کے لئے ذلیل ہوتا ہے۔ آگ اس چیز کو ذلیل نہیں کر سکتی۔

حضرت ملا بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے خود یہ واقعہ ارشاد فرمایا۔ میں توحید رکھتا ہوں اور آگ میں داخل ہوتا ہوں اور برص والے کے ساتھ کھانا کھا لیتا ہوں اور میں گفتگو نہیں کرتا اور اگر میں چاہوں تو بیان کروں کہ توحید کیا چیز ہوتی ہے۔ حاضرین نے عرض کی ضرور بیان فرمائیں۔

فرمایا ایک مجلس میں مجھے کہا گیا۔ اے شاہ ولایت مولانا خواجہ تو ولی اللہ ہے۔ اے شیخ طریقت اس کے بعد مجھے کافر کہا گیا۔ یہودی وغیرہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی قسم اٹھاتا ہوں، نہ تعریف سے میرا دل خوش ہوا اور نہ ان کے کلام اور طعن سے میرا دل ناراض ہوا۔

اور ایک دوسرے واقعہ میں بیان کیا گیا ہے۔ ملا فاضل لاہوری کے گھر آش جو پکایا گیا۔ ملا فاضل کی اہلیہ نے چاہا کہ ایک آش (حلوہ) کا پیالہ حضرت خواجہ کے پاس لے جائیں۔ جب یہ صاحبہ وہاں حاضر ہوئی تو دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ملا خواجہ صاحب کے تمام اعضاء جدا جدا بکھرے پڑے ہیں۔ اس عورت نے خیال کیا کہ حضرت خواجہ کو کسی نے قتل کر دیا ہے اور تمام بند جدا جدا کر کے قاتل چلے گئے ہیں۔ یہ عورت خوف زدہ ہو کر واپس آئی۔ بڑی ڈری ہوئی چیختی چلاتی۔ روتی ہوئی ملا فاضل صاحب کی خدمت میں تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت مولانا فاضل صاحب ڈرتے ہوئے ملا بہاری کے حجرہ پر آئے تو یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں)

اور ذکر و مراقبہ میں محو ہیں۔ ملا فاضل خاموشی سے واپس آ گئے۔ بیوی سے

marfat.com

فرمایا کہ اولیاء کرام کے راز ہماری عقل سے بالاتر ہوتے ہیں۔ کبھی یہ حالت کبھی وہ حالت (کرامت) کہتے ہیں کہ ایک شخص کے بچہ پر برص کے داغ پیدا ہو گئے کبھی یہ بچہ آپ کے پاس لایا جاتا تھا۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ اس بچہ کے برص کا علاج کرایا ہے۔ عرض کی حضور علاج تو بہت کرایا ہے لیکن آرام نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب اس کا علاج میں کروں گا۔ اور آپ نے چند دن برص کے داغوں پر اپنی انگلیوں کو پھیرا۔ اللہ کریم نے کامل آرام عطا کر دیا اور برص کے داغ مٹ گئے۔

کرامت

صفی مرزا نے جب ایران سے قندھار پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ دس سو اکاون ہجری کا واقعہ ہے کہ فقیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ صفی مرزا حملہ کرنا چاہتا ہے فرمایا۔ اس کو کیا اختیار حاصل ہے کہ وہ قندھار پر حملہ کر سکے۔ فرمایا فکر نہ کرو ہم اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دیں گے یا میں اس کو ہلاک کر دوں گا۔ یہ فرماتے ہوئے آپ نے ہلاکت کی طرف اس طرح ہاتھ کا اشارہ کیا جیسا کہ کوئی کسی کو قتل کا اشارہ کرتا ہے۔ اس ارشاد کے بعد ایک مہینہ کے اندر ہی اندر لاہور میں صفی مرزا کی خبر آئی کہ کسی نے اس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا ہے اور اس قدر شدید زہر دیا گیا کہ چند لمحوں میں ختم ہو گیا۔

حضرت ملا بہاری نہایت خوش بیان خوش کلام تھے اور گفتگو کے دوران کبھی کبھی جذبہ آجاتا تو کسی کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے اور پورے جاہ و جلال سے کلام فرماتے اور آپ کا ظاہر و باطن بڑا پاکیزہ تھا اور آپ کا اہل و عیال نہ تھا اور اب تک زندہ و سلامت ہیں اور لاہور شہر میں قیام رکھتے ہیں اگر تو ملا فاضل کی مدرسہ میں رہائش اختیار کر لی ہے اور یہ مقام عبادت و ملکوت میں برزخ کا مقام ہے۔ برزخ وہ مقام ہے۔ جہاں ملکوت کو دیکھا جا سکے اور روح نورانی صوفی کے دل پر بصیرت کو حاصل کرتی رہے اور صوفی

marfat.com

جب صاحب بصیرت ہو جائے تو نور صاحب کو بے حد بے نہایت مشاہدہ کرے اور مرکب نور محمد و دتو اکثر اصل اللہ کو حاصل ہو جاتا ہے اور جب صوفی منزل میں گرفتار ہو جاتا ہے تو یہ منزل عشق ہے (یعنی نور غیر محدود بسیط چیز نظر آنے لگے تو عشق الہٰی کی وادی میں صوفی داخل ہو جاتا ہے ؎

عشق پانصد پر است وہر پرے
از فراز عرش تا تحت الثریٰ

عشق کی منزل کے لئے پانچ سو برس ہیں اور ہر برس میں عرش سے فرش تک قوت پرواز موجود ہے۔ اس شعر میں عشق کو پرندہ کے ساتھ مثال دے کر بیان کیا گیا ہے۔ پرندہ جانور کے لئے دو صورتیں ہیں پرواز کرتا ہے اور پرواز سے واپس آتا ہے۔ یعنی ہر پرندہ عروج کرتا ہے اور نزول کرتا ہے۔

عشق میں عروج اور نزول پایا جاتا ہے۔ اس بنا پر عشق کو جانور کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے پہلے تو عشق کو ایک جانور کے ساتھ تشبیہ فرمادی تاکہ عشق کی زندگی کا علم حاصل ہوا اور پھر عشق کے پر بیان فرمائے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کریم کے پانچ صد نام جلالی اور جمالی ہیں تو اسماء کی تقسیم پانچ صد پر قائم ہوگی۔ جس کا مجموعہ ایک ہزار نام ہوتے ہیں۔ جب جلالی اسماء اور جمال اسماء کا اصولی معنی تصور میں نہیں آسکتا تو ایک کو چھوڑ دو اور دوسرے کو لے لو۔ تو اس طرح ایک حصہ جمال اور ایک حصہ جلال اور ایک کو اپنے مقام پر رہنے دو۔ صرف ایک کو لے۔ جس کو اسم ذات اسم اعظم کہا جائے گا۔ (تو وہ اسم ذات ہے اور اسم ذات عشق ہے)

اب اس مقدمہ سے واضح ہو گیا کہ اسماء صفاتی در پردہ ذات کے اسمآ ہیں۔ صفات جمالی یا جلالی پانچ سو سے زائد یا اور اسماء کے ساتھ مل کر اپنا مخفی اور ظاہر اثر کرنے والے ہیں۔ انہی اسماء کا تصرف تمام کائنات پر ہے اور یہ پانچ صد ہیں پروں کی طرح کہ درمیان وجود ذات عشق اسم ذات کامل اسم

marfat.com

اور اعظم ہے۔

حق معیت گفت و بر دل مہر کرد
تا کہ عکس آید بگوشش دل نہ کرد

اور جب حق تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کو اپنی شان کریمی کے ساتھ ہم کلامی کی دولت سے نوازا ہے اور قرب و معیت کے ساتھ فخر و مباہات سے سرفراز فرمایا ہے اور اس سعادت عظیم کے ساتھ راہ نمائی فرمائی ہے۔

اور دل کے خزانہ رکھنے کی جگہ اور معارف الہٰی کے اثر کرنے کا مقام ہے اپنے معارف نازل فرما کر معیت میں (تمہارے ساتھ ہوں) کے ساتھ مہر لگا دی تاکہ خزانہ دل میں عشق کی حفاظت ہوتی رہی۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مہر کس وجہ سے کی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے۔ دل کے لئے دو کان ہیں اور دل دونوں طرف سے سنتا ہے تو مہر لگا دی کہ کوئی ایسی آواز نہ سُنے جو تفرقہ ڈالنے والی ہو اور کان اس لئے رکھے تاکہ محبت کی آواز نغمہ حق سُن کر اور زبان حال و مقام کے جواب دے۔ اصطلاح میں اپنی آواز کو نغمہ جمعیت کہا جاتا ہے۔ تاکہ صوفی اطمینان محبت حاصل کر سکتے۔

جزو زمین، زمین آسمان   میفزائے برزمین از اختران

اس شعر میں حضرت مولانا روم نے اللہ کریم کے انعامات کو اپنے مخصوص ہی انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اگرچہ آدمی اپنی پیدائش میں زمین کا جزو ہے لیکن زمین کے جز کے باوجود انسان آسمانی ہے اس لئے کہ جب ہم انسان کے بدن کا اعتبار کریں تو انسان زمین ہے اور اگر منزل کا اعتبار کریں تو انسان آسمانی ہے۔ شعر مندرجہ بالا میں دوسرے مصرعہ کی عبادت اس حدیث کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ۔

اصحابی کالنجوم بایّہم اَقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ ط یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں کی

marfat.com

جانب اشارہ کیا ہے۔ جس میں انسان کامل کی منزل کی خبر دی ہے۔

گفت درویشی بہ درویشی کہ تو — چوں بدیدی حق تعالے را بگو
گفت بے چوں دیدم ایا بہر فال — باز گویم مختصر او را مثال
دیدم از سوئے چپ آوازتے — سوئے دست راست حوض کوثرے
ہر کہ سوئے آب معرفت از میان — او در آتش یافت میشد در زمان
ہر کہ در آتش ہمے رفت وشرر — از میان آب بر میکرد سر

ان شعروں کا معنی یہ ہے کہ ایک درویش نے دوسرے درویش سے سوال کیا کہ تجھے اللہ کا دیدار نصیب ہوا ہے۔ دوسرے درویش با خدا نے کہا کہ اللہ کریم کو میں نے بیکیف دیکھا ہے۔ اور اس کی خاص عنایت سے دیکھا ہے اس لئے یہ ہمت نہیں کہ اس کو بیان کے دائرہ میں لاکر بیان کیا جاسکے۔

ہاں ایک مثال کے ذریعہ میں اس پر لطف کیفیت کو بیان کرتا ہوں۔ اے طالب جمال حق تعالیٰ اور اے طالب کمالات الٰہیہ میں نے تو اللہ کریم کو اس طرح دیکھا ہے کہ اس کے بائیں دائیں جانب ایک بڑا گڑھا ہے۔ جس کے اندر آگ روشن ہے اور اس کی دائیں جانب ایک بڑا حوض ہے جو پانی سے پُر ہے اگر کوئی آگ کے گڑھے میں کود جاتے تو پانی کے تالاب میں سر نکال لیتا ہے اور اگر پانی کے تالاب میں چھلانگ لگائے تو آگ کے مجوبے میں باہر آجاتا ہے۔

یعنی ذات واحد کے اردگرد دو صفتوں میں ایک تو صفت جلال ہے اور دوسری صفت جمال ہے اور ہر ایک صفت ایک لمحہ میں ایک دوسری صفت سے بدل جاتی ہے۔ جلال میں جمال آجاتا ہے تو جمال میں چلا یا جاتا ہے اور تجدد میں دو صفات کے تغیر و تبدل میں کوئی مشکل نہیں آتی نہ ہی کوئی دیر ہوتی ہے۔

تو درویش نے ذات یکتا کے لئے جو مثال بیان کی وہ یہ ہے کہ حق کا پردہ جلال قہر کا دوسرا نام ہے جس کو آگ کی مثال دے کر بیان کیا اور جمال صفت و رحمت کا دوسرا نام ہے جسے پانی کی صورت میں بیان کیا کہ میں نے یوں پایا ہے اور

marfat.com

حق یہی ہے کہ ظاہر دو صفتیں ہیں کہ صوفی ان دو صورتوں میں حق کے جمال کو دیکھتا ہے اور مشاہدہ کا یقین کر لیتا ہے۔

آں یکے ماہی ہمے بیند عیاں — واں دگر تاریک می بیند جہاں

واں یکے سہ ماہ بیند بہم — ہر سہ شب بیک موضع لغم

ایک شخص میدان جنگ میں اسد اللہ مولی علیہ السلام کے سامنے مغلوب ہوا اور زمین پر گرے ہوئے اس نے جناب معزز جسم دیدن اور حسین چہرے والے امیر المومنین کے جسم پر تھوک دیا۔

وجود عزیز کے مالک امیر المومنین اسد اللہ نے اپنا ہاتھ پہلوان کے قتل سے اٹھالیا اور آپ نے اس کو قتل کرنے کے بجائے معاف کر دیا وہ حیران ہو گیا کہ یہ بے محل رحمت اور مجھ پر کرم نوازی کیوں کی گئی ہے۔ حیران ہو کر سوال کرنے لگا کہ یہ راز کیا ہے کہ آپ کو بجائے غصہ کے تحمل پیدا ہو گیا اور میرے بیہودہ فعل سے غصہ میں نہ آئے اور تحمل فرما لیا اس کا سبب بیان کر دیں تو آپ کی عنایت ہوگی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عقل ظاہر کی اور توجہ باطنی کی حکمت سے اس نالائق کو آگاہ فرمایا اور رد ملکوت ثلاثہ "

تین ملکوتوں کی حالتوں سے اس کو واقف فرما دیا۔ حالت اول حالت دوم حالت سوم، دو صورتوں میں قرب اور ایک صورت میں بُعد اور نفی حالت جسم وہمی کو اہل یقین کے قبلہ نے مفہوم ہستی اور اس کے ماتحت تین حالتیں جن کو آدمیوں کے حالات سے عقیدہ کے اعتبار سے نسبت کرنا تھا۔ واضح کر دیا۔ اور متقی اور ساقط کے درجہ پر یقین رکھتا تھا۔ پہنچا دیا۔

ہیچ قلبے در جہاں مردود نیست — زانکہ نقدش از خرد بدن سود نیست

خریدیکہ از و سود منظور نیست — ہیچ کالاؤ متاع دراں مردود نیست

ان اشعار کا معنی یہ ہے کہ اللہ کریم کے نزدیک وحدت مساوات اور برابر ہے اس لئے کہ عالم کائنات میں ہم کو مراتب کے فرق میں بڑا فرق نظر آتا ہے یہ فرق

marfat.com

صرف عالم کثرت میں پایا جاتا ہے۔ عالم وحدت نور سادہ ہے اور صرف عالم وحدت ہی وحدت ہے۔ اس لئے کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہے۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ "التوحید ترک التفصیل بین الفاضل والمفضول"، یعنی کہ فاضل اور مفضول کی تفصیل کو چھوڑنے کا نام وحدت ہے۔

آں خیالاتے کہ دام اولیا ست عکس مہ رویاں بستان خداست

اولیاء کا دام رجال، عشق مجازی ہے کہ یہ حقیقت کو حاصل کرنے کا ذریعہ اور پل ہے۔ اس لئے کہ جو چیز حقیقت کی طرف راہ نمائی کرے وہ اس جال کی طرح ہے۔ جو مقصود کو حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اسی وجہ سے تجلیات الٰہی کا مشاہدہ مجازی صورتوں کے برقعہ کو اٹھا کر دیکھا جاتا ہے۔ رخسار مجازی کو حال کی نسبت سے بیان کرنے میں کہ حقیقت اس کا پردہ ہے جو واضح ہو جائے گی۔

نفی آں یک چیز اثبات‌ش رواست
چوں جہت شد مختلف نسبت دو تاست

مولانا رومی اس شبہ کو دور کرتے ہیں جو نفی و اثبات سے پیدا ہوا ہے۔ یعنی اگر ایک شخص یہ کہے کہ نفی اور اثبات تو ایک ہی ذات میں اجتماع نقیضین (دو مخالف چیزوں کا ایک جگہ جمع ہونا) درست نہیں تو مولانا اس اعتراض کو خود ہی لا کر بیان کرتے ہیں اور اعتراض کی تردید فرماتے ہیں کہ نفی تعین صرف وجود وہمی پر ہے۔ اس لئے اثبات کا مرجع ذات حقیقی خود ہے (بعض خفی شرک ہے اور شرک صرف وہم ہے)

مجتہد ہر کہ باشد نص شناس
اندر آں صورت نیندیشد قیاس

مولانا رومی نے دلیل و قیاس کرنے والے اور قانون کی تحقیق کرنے والے مجتہد سے مراد عارف کامل کر لیا۔ کہ عارف نے قرآن حکیم کی آیات سے ظاہری اصلاح اور باطن کی درستی پر دلیل حاصل کر کے عمل کیا اور مرتبہ حق الیقین

marfat.com

کو حاصل کر لیتا ہے۔

اب عارف کو کسی قیاس کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے کہ عارف کو مقام مشاہدہ حاصل ہونے کے بعد علوم وہبی ملنے لگ جاتے ہیں اور دولت مکاشف علم وہبی نے اس عارف کی راہ کو کھول دیا ہے۔ کشف یقینی حاصل ہو گیا ہے اور عارف کا علم اس طرح کا علم نہیں۔ جو دلیلوں اور قیاس کا محتاج ہو۔

من کلام حقم و قائم بذات
قوتِ جان دیا قوت زکوٰۃ

اس شعر میں دشمن حاسدوں کے وہم کو دور فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں زبان حق ہوں۔

یعنی میرا وجود بذات حق قائم ہے۔ تو میرے کلام کا انکار و شک حق انکار و شک پیدا کرتا ہے اور حق کا انکار کفر و گمراہی ہے۔ کلام حق ہونے کی دو وجہیں بیان کی ہیں۔ ایک نوجوان جاں اصل حقیقت دوم زکوٰۃ کی قوت پاکیزہ و طہارت۔

نور خورشیدم فتادہ بر شما
لیک از خورشید ناگشتہ جدا

جس طرح پہلے شعر میں کلام حق تھا تو اس شعر میں مولانا اپنے کلام کو نورِ آفتاب قرار دیتے ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ نورِ آفتاب تو تمام عالم میں جاری ہے اور آفتاب کا نور جہاں دنیا کو محیط ہے اور آفتاب کا نور اپنی اصل ذات سے کسی طرح بھی جدا نہیں۔ آفتاب کے اصل وجود سے جدا نہیں، کمال جدا نہیں ہے۔

مولانا کا مطلب یہ ہے کہ وحدت کا کثرت میں پایا جانا، جو عرفان کا آخری مرتبہ ہے اور فقر کے درجات میں اعلیٰ مرتبہ ہے۔ حاصل ہے۔ لیکن حاسد حسد کی وجہ سے ان معنوں کو نہیں جانتے ان کے فہم اس طرف آتے ہی نہیں ہیں۔

marfat.com

دُود بند چشم گشتہ چشم بدن
رفع سد او گشت ہم سدس

چشم اوّل (آنکھ) سے مراد ہے بصیرت اور چشم دوم سے مراد ہے ظاہر بصر (دیکھنے والی) آنکھ کا بند ہونا یہ مقصد رکھتا ہے کہ ان لوگوں نے وحدت کی شان کو نہیں دیکھا، اور مشاہدہ سے دور رہ کر عالم تعین شخصی ہسیبت میں قید رہے اور دل پر موٹی تہہ زنگ کی جم گئی۔ گو چہرہ حقیقت پر قطاب و حجاب ہے۔ دوسرے مصرع میں چیز بند ہونے سے مراد ہے کہ معرفت کی آنکھ کا بند کر لینا۔

یعنی صوفی اپنی کوشش اہتمام سے اپنے آپ کو منفی اور مفید وجود دونوں راہ حق میں دور کاوٹیں ہیں ان دونوں کو دور کرکے اپنی منزل کو طے کر سکتا ہے۔

بندہ گوش او شد ہمہ گوش
ہوش باگوش آرتے مدہوش

پہلے شعر میں بصیرت اور بصر کو بیان فرماتے ہیں اور کان کے بند ہونے سے وہی بات مراد ہے کہ ظاہر میں عالم تشخصات حجاب تعینات کی روئی سے نکال دو۔ تاکہ باطن کے کان پوری طرح آواز غیبی کو سُن لیں اور ظاہری کان باطنی کان کی آواز کے تابع ہو جائیں۔ تاکہ حق کے نغمے سُنیں اور نُزد حقیقت و توحید سے لطف اندوز ہو کر اصلی لذت پائیں۔ مدہوش ہونے سے یہ مراد ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ط

ہم نے انسانوں اور جنوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہماری عبادت کریں اور عبادت سے مراد ہے، معرفت حاصل کرنا صرف عبادت بے سمجھ مراد نہیں بلکہ معبود کی سچی معرفت مراد ہے۔

اور مدہوش ہونے سے مراد ہے اوقات زندگی کو ضائع نہ کرے اور بےخبری میں وقت بے کار خرچ نہ کرے بلکہ ظاہر کو باطن کے مطابق کر کے رہے۔ اگر باطن وحدت

marfat.com

ہر ہمست ہے۔ تو ظاہر میں بیہوشش ہونا درست ہے اور جب ظاہر و باطن مست و بے ہوش ہو گا۔ تو کسی دوسرے کو درمیان میں آنے یا دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ حق کے مدہوشوں کی بھی یہی صفت ہے کہ

"ولشب را موحد میکند"

رات کو موحد بن جاتے ہیں۔ یعنی صاحب توحید کو ایک ایسی صورت حاصل ہو جاتی ہے کہ صورت توحید میں بندھ جاتا ہے اور اس تنگ صورت سے رہائی پالیتا ہے اور مرتبہ ہو جاتا ہے۔ اور دسترس عالم بالا میں حاصل ہو جاتی ہے اور بے رفتگی کرامت ہوتی ہے۔

اور کبھی موحد کو اس منزل میں صورت کی قید اور دام اشکال تشکلوں صورتوں کے نقش و نگار رکاوٹ ڈالتے ہیں اور عارف عروج کے بعد تنزل کی طرف آ جاتا ہے اور صورتوں میں داخل ہو کر زوال میں ڈال دیا جاتا ہے۔

چشم حس ہست مذہب اعتزال | دیدہ عقل است سُنّی در وصال
متخرحس از اند اہل اعتزال | جو سنّی سنّی نما تید از ضلال

ترجمہ :۔ حضرت رومی فرماتے ہیں۔ کہ

یہ ہماری حس نظر چشم ظاہر اعتزال رکھتی ہے۔ اس لئے کہ معتزلہ افعال کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حق کی مرضی کوئی دوسری نہیں ہے اور عقل کی آنکھیں کہ چشم باطن ہیں وصال کے لئے لازمی چیز ہیں۔

اور ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ باطن کی آنکھیں جب معرفت کے سرمہ کے ساتھ سرگین کی جائیں اور معرفت کے دواخانہ میں باطن کی آنکھوں کا آپریشن کیا جائے تو ہر چیز کو اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں اور باطن کی آنکھ سے حق کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں دیکھتے اور حق کے سوا کچھ نہیں جانتے اور حق کے سوا کچھ نہیں سنتے۔ باطن و ظاہر سے اسی کو دیکھتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس کو اس شعر میں ساتھ ہی بیان فرما دیا ہے کہ معتزلہ استعمال کریں۔ تو یہ ایک معتزلی ہو گا اور یہی وجہ ہے

marfat.com

کہ معتزلہ باطنی دولت سے محروم ہیں اور مصوّر کو مصوّر کے مقابلہ میں لاتے ہیں۔

با مصوّر با مصوّر گفتہ پیش است — باطل آمد کی ز صورت النسن است

با مصوّر با مصوّر پیش اوست — گو ہمہ مغز است و بیرون شد ز پوست

ان دو شعروں کا معنی یہ ہے کہ مقدمہ توحید اور بیان حال اور غیر اللہ سے فارغ اور کائنات کی قید سے آزاد ہونے میں صورت ظاہری عشق مجازی سالک کے مناسب حال نہیں اس لئے کہ عارف کامل کو یہ حالتیں در پیش ہوں تو ہو سکتی اس لئے کہ عارف کامل کو یہ حق تعالیٰ نقش و نگار انسانی صورتوں سے اور موہوم قید سے خلاصی دلا کر اپنی شان رفعت میں قید کر چکا ہے اور اپنی آشنائی اور دوستی بخش کر عارف کو ان وہمی صورتوں کے فریب سے محفوظ رکھتا ہے۔

اور روح حیوانی اور نفس واحد نفس انسانی ہے۔ نفس انسانی نتیجہ حرکت ہے اور روح حیوانی کہ قلب صنوبری اس کا مرکز ہے۔ یہ تمام جگہ تفرقہ کے لئے ہے اور محل پریشانی ہے۔ اس لئے کہ یہ تمام چیزیں مظاہر ہیں۔ کثرت پائی جاتی ہے اور نفس انسانی، روح حقیقی نور بسیط ہے اور عالم محیط کے ساتھ متعلق ہے اور محل موجودات صوفیا کی اصطلاح میں اس نور بسیط کو تعین اول کہتے ہیں اور نور محمدی برزخ کبریٰ بھی اس کا نام ہے۔

اور اس شعر میں روح انسانی کے نفس واحد کے ساتھ نام سے پکاری جاتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو روح حیوانی ہے جو سفال و جامد ہے اور روح انسانی اپنی بسیط ہونے کے لحاظ سے تمام موجودات میں برابر جاری ہے اور تمام موجودات میں واحد ہے اور روح حیوانی کل کائنات میں اپنا تصرف رکھتی ہے۔ اور تمام موجودات میں تصرف ہے۔ روح حیوانی جامد و بے بس و بے اختیار ہے

عقل جز و از رمز ایں آگاہ نیست

واقف ایں سر بجز اللہ نیست

ترجمہ:۔ عالم جزوی کہ تمام کا تمام کائنات عالم کا تماشا گاہ ہے اور تمام کائنات

marfat.com

کو پانے والا اور ادراک کل اور مشاہدہ کل ہے۔ ہر گز واقف نہیں ہے اور غیر اللہ اور عین اللہ کے عارف ہونے سے قاصر ہے۔

بنور طلعت تو دیدام جمال تراست ۔۔۔ بآفتاب تواں دید کافتاب بی ست
آنچہ محسوس است گر معشوقہ است ۔۔۔ عاشقی باشد آمد احس واست
چوں وفا آں حسن افزوں میکند ۔۔۔ کے وفا صورت دگر گوں میکند

ترجمہ:۔ یعنی اگر باطن معاف ہوا اور دولت کشف حاصل ہوا اور جذبہ محبت میں کمال پیدا ہو۔ تو اب تشبیہ اور تنزیہہ کے چکر میں نہ پڑیں اور محسوسات پر نقاب غیر مناسب ڈال کر حقیقت کا متلاشی نہ بن اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ذات محبوب نے اپنی غیرت کی وجہ سے چہرہ پر حجاب کو ڈال رکھا ہے اور حسن غیب سے جلوہ گری فرما دی ہے۔ تلاش کرنے والوں کو لذت عشق اس قدر زیادہ دیتا ہے کہ وہ حجاب کو نظر انداز کر کے اس کی ذات کے متلاشی ہوتے ہیں عشق کی یہ حالت حسن سے آگے نکل جاتی ہے اور رفتہ رفتہ وفا کی دنیا میں قدم رکھنا پڑتا ہے اور جب نیسرے حاصل ہو جائے تو محبت میں تلوین کی منزل سے آدمی تمکین میں آجاتا ہے اور نسبت وفا میں تغیر نہیں ہوتا۔ بلکہ وفا ابدی نعمت ہے اور لاھجرۃ بعد الفتح المکۃ (فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں)

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے۔ یعنی جس طرح فتح مکہ ہجرت کو روکنے کے لئے کافی ہے۔ اس طرح محبت میں وفا فتح کا حکم رکھتی ہے)

آفتابش چوں بر آمد بر فلک
باشب ایں گفت بیں ما دو مک

ترجمہ:۔ یعنی جب جمال محمدا ور کمال احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور آفتاب کی طرح طلوع تو عالم ایجاد آفتاب نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اشیاء کا وجود ظہور کرنے لگا۔ یعنی وجود ظاہری کے نشیمن تن بدن خاکی اپنی حالت کو دیکھنے لگا تو معلوم ہوا کہ میرا وجود عناصر اربعہ قائم ہوا ہے۔ انسان نے اپنی منزل کو چھوڑ دیا اور

marfat.com

حق کا تصور کرنے لگا تو آفتاب روح کی جانب سے آفتاب حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز آئی

"مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ" (تیرے رب نے تجھ کو نہیں چھوڑا ہے)

وصل پیدا گشت از عین بلا!

زاں حلاوت شد عبارت ما قلی

جب جمال محمدی اطلاق سے تقید کی جانب آئی تو کل سے جُز کی طرف نزول فرمایا گیا تو وہ ہر کیفیت ایک مصیبت و بلا بن گئی۔ اب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ نہ گھبرائیں۔ یہ نزول کوئی مصیبت نہیں بلکہ استعداد وصال کے لئے اور ما قلی (نہ بیزار ہوا) کی بادہ نوشی سے سرفراز فرمایا ؎

جنس ما چوں نیست جنس شاہ ما

مائی ما شد بہر مائی او فنا

ہماری جنس اور ہے اور رب الارباب کی جنس اور ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ ہم مٹی سے پیدا ہوتے ہیں اور اللہ کریم مٹی کا پیدا کرنے والا ہے۔ ہماری جنس میں کیا گنجائش ہو سکتی ہے اور ہماری کوشش کیا کر سکتی ہے اور اس کے سوا کہ اپنی موہوم سی ہستی کو جو وجود مقید ہے۔ اس کو دریا مطلق میں ڈال دیں اور چھوڑ دیں اور تاکہ مطلق میں یہ مطلق ہو جائے۔

ای باکس را کہ صورت راہ زد

قصد صورت کرد بر اللہ زاد

ترجمہ:۔ دنیا میں لاتعداد شان والے ہیں، جو صورت میں قید ہیں اور نفس پر فریب وبدبخت کی وجہ سے کثرت کے تماشہ میں اس طرح لگے ہیں کہ دولت و مال فنا ہو کر وحدت سے شدید پردہ میں آگئے ہیں ؎

چار کس را داد مردے یک درہم	ہر یکے ایں گفت انگور دہم
آں یکے دیگر عرب بد گفت لا	من عنب خواہم نہ انگور اے فنا

marfat.com

آں یکے ترکی کہ بدگفت ای کوزم | من نمی خواہم عنب خواہم ازم
آں یکے رومی کہ گفت ایں قیل را | ترکن خواہیم استافیل را
یک درم تاں می شود چار را بمراد | چار دشمن مے شود از اتحاد

ترجمہ:۔ یعنی جب آدم علیہ اسلام نے اپنی اولاد کو عشق درہم کیا تو ہر ایک نے شراب محبت جو انگور ہے اس کو حاصل کرنے لگا۔ ذات انگور ایک تھی۔ جس کی حقیقت پر تمام کو اتفاق تھا۔ لیکن ظاہر میں اختلاف واقع ہو گیا۔ انجام تمام کا واحد تھا۔ بلکہ انگور کے طالب خود واحد تھے۔ صرف مظاہر میں اختلاف تھا اسس ائلک الشئی ومنسلک واحد ؕ

ترجمہ:۔ حسن تو تیرا ایک ہے۔ صرف حسن کے نام مختلف ہیں اور چار آدمیوں کا ذکر صرف مثال کے لئے ہے۔ مطلب یہ ہے۔ اعتراض کیا۔ اور اصل وحدت سے دور ہو گئے اور جب عارف ملا تو اس نے اس راز کو فاش کیا کہ نام مختلف اور ذات صرف ایک ہی ہے۔

ذات ایمان نور است دہول | اے قیامت کردہ از ایمان لعقول
گرچہ او مظلوم جان است ونظر | چشم را ہم زاہم نصیب است ای پسر
گر نگشتی دیو جم آنزا اکول! | اسلم الشیطان نفر مدی رسول

ترجمہ:۔ کفار کی جماعت سرور مونور جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ حضور نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ اس جماعت کی روٹی کا انتظام کر لو۔ صحابہ کی ایک جماعت نے مہمانوں کو تقسیم کر لیا۔ اور جو شخص زیادہ کھانے والا تھا۔ اس کو رہنے دیا۔ یا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہمان بن گیا۔ اس رات کو اہل بیت اطہار کے لئے جو کھانا تیار تھا۔ وہ کھا گیا اور پھر بھی سیراب نہ ہوا اور بھوکا رہنا فرشتوں کی خوراک ہے۔ جس کو لوگوں نے حاصل نہیں کیا اور اللہ کے ذکر سے ذاکر سیراب رہتا ہے۔ خوش قسمتی سے اس کافر کو ایمان حاصل ہوا اور دوسری رات وہ ایمان دار تھا۔

marfat.com

صفات بہائم سے صفات ملکوتی سے سرفراز ہوگیا۔ بشری خوراک ہیں کمی آگئی اور ترقی روحانی سے نور میں زیادتی حاصل ہوگی۔ مختصر یہ کہ عالم کثرت میں گرفتار حرص لالچ بخل خواہشات نفسانی میں صوفی مبتلا ہے۔ اگر صفت بہائم سے علاوہ ہو جائے تو تو نور وحدت کو دیکھ سکے گا۔

اور حب صدر جہاں سے قضاء توحید مراد ہے۔ آنکھوں والا ہو کر اجتماع کی جانب لے کر گیا اور خوشی کے چہرہ سے معلوم کر لیا کہ مرد صوفی نے صورت اختلاف سے اپنے کو بچا کر اور معنی کے اتحاد کو پا کر بڑی سعادت کو حاصل کر لیا ہے۔

بحث عقل وحس اثر واں یا سبب
بحث حاتی یا عجیب یا لوالعجب

ترجمہ:۔ عقل وحس کے ساتھ بحث کرتے رہنا حوا ہل حکمت وفلسفہ کی عادت ہے یہ محض اس لئے ہے کہ اپنے اور دیگر علماء فلسفہ کو جمع رکھیں۔ کا اثر ان پر نظر آ رہا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ ان فلاسفہ نے عقل کو مانا اثر اور سبب کو مانا لیکن تعجب یہ ہے کہ طبیب موثر کو نہیں دیکھنے اور نہیں مانتے۔ اگر مرتبہ عین الیقین کا حاصل ہو جائے تو امید ہے کہ یہ لوگ حق الیقین کے درجہ تک تشریف لے جائیں۔

ضوی جاں آید نماید منقضی
لازم وملزوم باقی مقتضی!

اس شعر میں ضو جاں سے مراد ہے توحید تو ارشاد فرمایا ہے۔

"اذا جاء نصر اللہ ط"

ترجمہ:۔ حب اللہ کی مدد آئے گی اور یہ بدن مفتوح ہو گا تو نور توحید ضرور اس بدن میں داخل ہو جائے گی اور دوسرے مصرع میں لازم ملزوم کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کا یہ معنا ہے کہ لازم وملزوم کی بحث سب علمی۔

marfat.com

اور علمی تقاضے ہیں اور اس طرح کا علم اللہ کی راہ میں العلم حجاب اکبر ہے اور نفی اور
نسیمان دونوں کا تقاضا یہ ہے کہ ذات حق سے غفلت ہو جائے اور مقدمات علمی
ظاہری ایک حد تک تو علم معرفت کا دریچہ ہیں اور باطنی شاہراہ کی جانب روشنی پہنچانے
والے ہیں۔ لیکن علم باطن کہ روح نور زندگی ہے یہ لوگ بے نصیب ہیں۔

زانکہ متبار کے نورش بارع است !
از عصاؤ از عصاؤ از عصا کسی فارغ است

ترجمہ:۔ یہ تیسرا شعر ہے۔
اس مضمون سے جس میں منو جان توحید کو بیان کیا ہے۔ اس لئے کہ اگر ضو جان
بارع، ظہور ہو کہ صحرا عشق کی جانب ظہور کرے اور عصاء سے مراد ہے۔ دلیل و
تو بیان فرمایا کہ استدلال سے فارغ ہو کر نور ضو توحید کو حاصل کرے۔

ایں سخنہا کہ از عقل کل است
بوئی آں گلزار و سرو سنبل است

ترجمہ:۔ عقل کل گفتگو اور ضو توحید کی طرف وعظ و تلقین سرد سنبل کی خوشبو کی طرح
ہے۔ یعنی جہان کو وعظ و تلقین سے نفع حاصل ہو رہا ہے۔

بوئے گل دیدی کہ آنجا گل نہ بود
خمئی مل دیدی کہ آنجا گل نہ بود

ترجمہ:۔ یعنی پھول کی خوشبو کو اور صاف شراب کے جوش کو تو نے ایسی جگہ پایا
کہ جہاں کے اصل ذات تک پہنچنا مشکل ہو گیا اور تو اس قدر غم زدہ ہوا کہ افسوس
میں اثر کے موثر کی جانب نہ جا سکا اور دلیل سے مدلول کی جانب نہ گیا اور اگر
ایسا ہو جاتا تو تعین کی تنگ و تاریک زندگی سے خلاص حاصل کرے۔ گلگشت اطلاق
وحدت کی جانب جانا افسوس ہے جو چیز مطلوب تھی وہ تو حاصل نہ ہوئی اور جو
مطلوب اصلی نہ تھی۔ اس کی طرف زندگی کو ضائع کر دیا۔

marfat.com

بو فلاؤ راست در سرمرتزی !

مئی برو تا خلد کوثر مرتزی !

ترجمہ:۔ عشق حقیقی کے درد کو عاشقی کے گل و گلزار کو بقلا کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ اور کوثر حقیقت کو جمعیت عنایت فرمادی۔

بود دای چشم باشد نور ساز

شد زبوی دیدہ یعقوب باز

ترجمہ:۔ عارف نے بوئے گل پاکر گلزار معرفت میں قدم رکھا اور گلزار معرفت کو کو دیکھا۔ عارف کے لئے دل کو نور حقیقی کے مسّرت حاصل ہوئی اور اس کو یوں سمجھو کہ جس طرح دیدار یوسف سے یعقوب کو آنکھیں حاصل ہوگئیں۔

زید برا بند تیرے عمرو — عمر را بگوفت تیرش ہمچو نمر

موتے سالے ہمی زتید ورد — دردھا را آفرید حق نہ مرد

زید را آندم زمرد از دجل — دردھا میزاو آنجا تا اجل

زاں موالید درج چوں مردار — زید از اول سبب قتال گر

ترجمہ:۔ یعنی وہ تیر جو عمر کو زید کے ہاتھ سے لگا تھا۔ تو وہ تیر پہلا سبب تھا۔ عمر کے مرنے کا عمر کا مرنا تیر کے سبب ہوا۔ عمر کچھ وقت تک زخمی ہوکر صاحب فراش ہوگیا اور درد کا تیر جو زید پر عالم بالا سے آکر لگا۔ وہ اس کے لئے سبب بنا کہ اس نے قالب خاکی کو خالی کر دیا۔ زید کو عالم بالا سے تیر لگا اور عمر کو زید کا تیر لگا۔ عالم بالا کے تیر سے زندگی ملی اور عالم اسفل کے تیر سے زندگی ختم ہوگی اور قاتل ہوا۔ اور حی ہوا، محی اور ممیت دونوں صفتیں حق تعالیٰ کی ہیں۔ حق تعالیٰ ممیت ہے۔ حق تعالیٰ محی ہے۔ زندہ کرنے اور مارنے والا) تیر کے مارنے والا زخم کا سبب ہے۔

من ہر ہر ماہ سہ روز لئے صنم — یا گماں باشد کہ دیوانہ شوم !

ہیں کہ امروز اولی سہ روزہ است — روز بے روز زستنے نسے رزعاشت

marfat.com

ہر ولی کر اندغم شاہ می شود   ہر دم او را تازہ سرمیشود

ترجمہ:۔ انہوں نے ولایت روم کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہاں کی حسین، نوجوان پریاں، پیکر لڑکیاں ہر ماہ کی تین تاریخیں سمندر کے کنارہ پر آکر خوشی مناتی ہیں اور ان دنوں میں عجیب و غریب لباس و زیورات و جواہرات کا استعمال کو دیوانہ بے خود کرتی ہے۔ اسی طرح عاشقان الٰہی کو تین دن کی وہ خلوت نشینی اور بے خبری سے معرفت کی دیوانگی آجاتی ہے کہ ویرانوں میں چلے جاتے ہیں۔ کثرت سے روتے ہیں اور محبوب حقیقی کے ساتھ مست ہو جاتے ہیں۔

گفت فرعون انا الحق گشت است   گفت منصور انا الحق رو برست

آں زناں سو بود در راے فضول   زاتحاد نور از راہ حلول

ترجمہ:۔ ان اشعار کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ فرعون کا دعوی انا الحق، املا دعشق کے سوا تھا۔ دولت کا نشہ مزاج کی غلط حالت اور یہ ترانہ غلط و فضول اور تمام کا اتحاد و حلول اور نعرہ فضول تھا۔

لیکن انا الحق مستانہ و دیوانہ منصور کی زبان سے شراب خانہ توحید الٰہی سے تھا اور یہ دعویٰ حقیقت نور سے تھا نہ کہ فرعون کی طرح کہ غفلت توحید سے شور و غوغا کرتا رہا۔ یعنی ہوا میں آوازیں لگاتیں اور مطلب مقدس سے وہ واقف نہ تھا۔

شیخ عبد الغنیؒ

اہل طریقت کے سردار دنیا کی قید سے آزاد ذکر اللہ میں فارغ ولی کامل شیخ عبدالغنیؒ حضرت میاں میرجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم دوستوں سے اور مخلص مریدوں سے ہیں اور حاجی محمد سے پہلے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے تھے اور سخت ریاضتیں اور سخت مشقتیں اٹھائیں اور اچھی طرح وضع کے مالک

marfat.com

تھے اور تمام عمر آپ کی خدمت میں گزاری ہے اور لوگوں سے میل جول نہیں رکھتے تھے اور آپ حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد روضہ انور کے قریب حجرہ بنا کر رہتے تھے اور روضہ مبارک کی خدمت کرتے تھے اور آنے جانے والوں کو روضہ انور کی زیارت اور طواف کرتے ہیں۔ فقیر داراشکوہ جب کبھی طواف روضہ کے لئے حاضر ہوتا ہے تو آپ کے پاس کافی دیر بیٹھتا ہوں اور شاہ عبدالغنی نے مجھے کہا کہ حضرت میاں میر جی صاحب جی اپنے دوستوں کو حکم فرماتے کہ اکثر اوقات جنگلوں میں گزارو کرو اور فرماتے کہ جس قدر سکون ویرانوں میں حاصل ہوتا ہے۔ وہ آبادیوں میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کتاب کے لکھتے وقت تو آپ زندہ تھے لیکن اب آپ کا انتقال ہو گیا تاریخ انتقال بروز شنبہ وقت صبح سترہ ذی الحج مطابق ۱۰۵۷ھ ایک ہزار ستاون ہجری ہے۔

میاں محمد مراد

ارشاد فرمانے والے خیر کے ذکر سے لب بستہ میاں محمد مراد بن مولانا عبدالسلام لاہور شہر کے مفتی اور میاں شیخ محمد اور ملا میرک لاہوری کے استاد ہیں۔ وہ لاہور کے رہنے والے اور مفتی دین و شریعت ہیں۔ حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہو کر تمام مال و اسباب فقراء میں تقسیم کر کے اور فتویٰ نویسی کو چھوڑ کر ہر وقت آپ کی خدمت میں رہنے لگے وہ عالم ظاہری کے ساتھ ساتھ تمام طرح کے علوم باطنی کے عالم تھے۔ حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق ریاضتوں اور مجاہدوں میں شامل ہو گئے اور جو آپ، ارشاد فرماتے ہیں۔ اس کے مطابق عمل کرتے ہیں اور ترک دنیا اور تجرید میں آپ کو کمال حاصل ہے اور اب شہر میں رہائش رکھتے ہیں اور کسی سے کوئی چیز نذر و نیاز قبول نہیں کرتے ہیں۔ کسی کو ملنا پسند نہیں کرتے اور غم زدہ رہتے ہیں اکثر پریشان رہتے ہیں اور اکثر روتے رہتے ہیں اور جو شخص آپ کے پاس حاضر ہوتا

marfat.com

ہے اور آپ کے ساتھ کوئی بات کرتے ہیں تو دنیا کی بے اثباتی کو ہی بیان فرماتے تھے۔

وہ انہیں دیوان حافظ پڑھنے کا شوق رکھتے تھے۔ حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیر دستگیر کو یاد کر کے روتے تھے اور روتے ہوئے کہتے سبحان اللہ ہمارے مرشد کی قدر کسی کو معلوم نہیں ہو سکی اور حضرت مرشد کامل کی پوری پوری اطاعت آپ نے کی۔ اور حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ کے مریدیں میں آپ نے سب سے آخر میں بیعت کی ہے۔ دو سال تک آپ کی خدمت اقدس میں رہے۔ فرمایا میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پان چبا کر تھوک دیا اور میں نے اپنے منہ میں ڈالا۔ یوں محسوس ہوا کہ ایک آگ کا انگارہ تھا جو میں نے اپنے منہ میں رکھ لیا ہے۔ میری حالت میں تغیر آگیا اور اس طرح محسوس ہوا کہ تمام علوم ظاہری اور باطنی کا کشف واقع ہو گیا ہے۔ آداب ظاہری کا بڑا خیال رکھتے تھے اور کسی کے ساتھ محبت نہیں رکھتے تھے نہ کہیں آتے جاتے۔ لاہور شہر میں ایک ایک مکان اپنا ہے۔ اسی میں ہر وقت قیام رکھتے ہیں۔ تصنیف و تالیف سے بیگانہ ہر طرح کی پریشانیوں سے لگاؤ رکھتے ہیں۔

مرزا عبدالرحمٰن مداری

آپ مضبوط دل معرفت میں ہوشیار آپ صحیح النسب حسینی سیّد ہیں حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کے بعد چودہ سال تک حاضر رہے اور بچپن سے ہی آپ کو اللہ کی طلب لگی ہوئی تھی۔ اور دنیا کی کافی سیاحی کی تھی اور حج کئے تھے۔

ایک دن میں نے آپ کو جماعت کے ساتھ کھڑا دیکھا اور اس سے پہلے میں نے کبھی آپ کو نہیں دیکھا تھا اور نہ میں آپ کو پہچانتا تھا۔ صرف آپ کا نام سُنا تھا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا۔ میں حیران ہو گیا کہ میں نے آپ کو چہرہ پر سے

marfat.com

پہچان لیا کہ آپ مقام حضوری میں ہیں اور آپ کو کمال طریقہ پر حضور قلب حاصل ہے۔
میرے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو گئی اور دل میں خواہش کی کہ آپ کا نام مبارک دریافت کروں۔ لیکن میں آپ کا نام نہ پوچھ سکا۔ آپ نے بڑی تیز نگاہ سے میری طرف دیکھا اور ایک دوسرے نے آپ کا نام زور سے پکارا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ آپ حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں اور میرے دل میں یہ بات پہلے ہی آرہی تھی۔ مشہور ہے۔

بلے داند دلے گاہ گاہ باشد

کہ دلہا را دلہا راہ باشد

ترجمہ:۔ دل دل سے جلد آگاہ ہو جاتا ہے اور دلوں کو دل میں راہ ہوتا ہے
اب میں نے آپ سے ملاقات کی دوران ملاقات آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ذکر و فکر میں مشغول کیا۔ تو آپ نے مجھے جنگل میں جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر صحرا میں بھوکا رہنا مشکل ہو تو گھر سے کچھ کھانا اور دوسرا طعام اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس لئے کہ بھوک کی حالت میں دل بے قرار ہوتا ہے اور ذکر میں اطمینان حاصل نہیں ہوتا اور کتے کا منہ لقمہ ڈال کر بند کر دینا اچھا ہوتا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ ایک عظیم خطرہ دور ہوتا ہے اور دل کو اطمینان ملتا ہے۔
حضرت میاں جی کے ارشاد کے مطابق میں نے طعام اپنے ساتھ لیا اور جنگلوں میں نکل گیا اور اگر کسی وقت کوئی فقیر مل جاتا تو میں اپنا کھانا اس کو دے کر خود یوں ہی وقت گزار لیتا ایک صحرا میں ایک جگہ بیٹھا لیکن اطمینان نہ ملا۔ ایک مینارہ تھا۔ اس کے نیچے جا کر بیٹھا۔ میرے دل کو بہت سکون حاصل ہوا اور جمعیت قلبی حاصل ہو گئی۔ لیکن مجھے یہ پتہ نہ چلا کہ اس اطمینان اور وہاں کی بے اطمینانی کا اصل سبب کیا ہے۔
اور اس کے بعد جہاں جا کر بیٹھ جاتا اطمینان حاصل نہ ہوتا۔ اس مینارہ کے پاس

marfat.com

پوری طرح اطمینان حاصل ہوتا اور کسی دوسری جگہ بیٹھنے سے ایک خاص قسم کی دل پر پریشانی آتی۔

ایک دن میں نے یہ واقعہ حضرت میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا صحیح نشان بتا دے۔ جہاں پر اطمینان قلبی حاصل ہوا ہے۔ میں نے کہا۔ فلاں جگہ فلاں قسم کا مینار ہے۔ آپ کو جب یہ پورا پتہ عرض کر دیا۔ اب آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو جمعیت زر دان کہتے ہیں میں نے کہا! سبحان اللہ۔ اللہ کے ولی جس زمین پہ قدم رکھتے ہیں۔ وہاں ولی کا قدم برکت کا اثر پیدا کر دیتا ہے۔

حضرت میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اطمینان حاصل کرنے کے لئے صحرا بڑے بہتر ہوتے ہیں لیکن یا تو گھر سے کھانا کھا کر جانا چاہیئے اور یا پھر کھانا ساتھ لے کر جانا چاہیئے اور یہ کھانا فقیر کے لئے خطرہ کو دور کرنے کے ہے۔ بھوک سے بڑا کوئی خطرہ نہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بھوک میں بڑا فائدہ ہے لیکن قلق و بیقراری جمعیت دل پر جو اثر ڈالتی ہے وہ سالک کی راہ میں ایک خطرہ بن جاتی ہے۔ لہذا فائدہ کو دیکھنا چاہیئے کہ کس میں ہے۔ مختصر کھانا کھانے سے خطرہ دور ہو جاتا ہے اور دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ ان تمام باتوں کے علاوہ بنی کریم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل یہی ہے۔

اور حدیث میں ثبوت موجود ہے کہ جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اول جو چیز رونما ہوتی وہ سچے خواب تھے۔

اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب بند ہونے لگے اور آپ اکثر حرا۔ کی پہاڑی میں تشریف لے جاتے اور اس پہاڑی کی ایک غار میں آپ نے خلوت اختیار فرماتی اور عبادت میں مصروف رہنے لگے اور کئی کئی رات دن اسی غار میں رہنے لگے اور کئی رات دن اسی غار میں سکونت اختیار فرما لیتے اور جب تک اہل خانہ کا خیال نہ آتا گھر میں نہ آتے اور جب اپنے گھر تشریف لے آتے اور جناب خدیجہ رضی اللہ

marfat.com

تعالیٰ عنہ سے گھر کی ضروریات وغیرہ کا اطمینان فرما کر کہتے ہیں کہ میں اپنی خلوت میں جاتا ہوں۔ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہ آپ کے لئے کوئی توشہ تیار کر لیتیں (یعنی ستو وغیرہ) اور آپ چند دن کی خوراک ساتھ لے کر غار میں چلے جاتے اور عبادت میں مشغول ہوتے حضرت پہ وحی کا نزول غار حرا میں ہوا اور قرآن کریم کی ابتداً بیاں سے ہی رونما ہوئی ہے۔

حضرت میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی پوری طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت میں تھی اور آپ کا کوئی فعل سنت کے خلاف نہ ہوتا تھا۔ لہذا خلوت کا طریقہ بھی اس پہ قائم فرماتے، جو حدیث سے ثابت ہے

"مرزا عبدالرحمٰن مداری" فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر مجھے پتہ چلے کہ آج کسی کو مجھے پتہ چلے کہ آج کسی کو مجھے اپنا نفع لینا ہے تو میں کہ اس کے پاس چلا جاؤں اور آپ فرماتے ہیں میں (مرزا مداری) اور دل میں حج کرنے کا پورا ارادہ رکھتا تھا اور دل چاہتا کہ سیر ہو جائے گی اور یہ سیر فقیر کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے اور حج بھی کر آؤں گا۔ میں نے حضرت میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بڑی منت سماجت سے عرض کی کہ مجھے آپ اجازت دیں کہ حج کر آؤں۔ قافلہ حجاج جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چھوٹے نیچے کا میں اور ایک دفعہ حج کر چکا ہے اب یہاں ہی عبادت میں مصروف رہو۔

حضرت میاں جی کے سلسلہ میں سفر نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کا سفر ہر وقت جاری رہتا ہے۔

میاں مداری (مرزا سید عبدالرحمٰن) شعر خوب لکھا کرتے تھے اور اچھے شاعر تھے۔ چند شعر آپ کے نقل کئے جاتے ہیں۔

ہیبت انسان یکے طلسم عجب

در جہاں و درون او دو جہاں

چیست پیش ہمہ نکو دیدن ! چیست دانش خفا و حفظ لسان
چیست عرفان بعجز خود اقرار پس فنا در بقا۔ حضرت آں

یہ دو اشعر فقیر نے جواب میں عرض کئے۔

چیست توحید چوں الف بودن کہ دو عالم باو شود یکساں
چیست ہمت گذشتن از کونین دل سپردن آں شہ دوراں

شیخ عبدالواحد

ورع و تقویٰ کے مالک صدق و صفاء کی کان بزرگ کامل شیخ عبدالواحد حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم مریدوں سے ہیں اور اکیس سال تک آپ کے پاس رہے ہیں اور میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید حاجی محمد بنانی کے ساتھ رشتہ داری رکھتے تھے۔ جمعیت دل اور ریاضت باطنی آپ کو حاصل تھی۔ ایک دفعہ فقیر سے ارشاد فرمایا کہ آپ کو میاں جی صاحب کے مرید ہونے سے پہلے جانتے ہیں اور جب کبھی آپ کا تذکرہ مجلس میں آتا تو حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ داراشکوہ کے لئے دعا کرو۔ آپ خود دعا کرتے اور فرماتے۔ دعا میں بڑی برکت ہے۔ بڑی حکمت پوشیدہ ہے اور اس کو پریشانی ہے۔ ایک دن مجھے فرمایا کہ داراشکوہ لاہور سے اکبرآباد جاؤ اور یہ دعا فرما کر مراقبہ کیا اور فرمایا کہ میری صورت کا تصور جما کر مراقبہ کرتے رہنا اور چالیس دن وہاں ان اسماء کا ورد کرنا تاکہ حفظ و سلامتی حاصل ہو۔

اور وہ اسماء مجھے یاد کرا دیئے میں نے حضرت کے ارشاد کے مطابق کیا اور شیخ عبدالواحد میں مسکینی اور گوشہ نشینی بہت تھی۔ اب بھی لاہور کے ایک گوشہ میں عبادت کرتے رہتے ہیں۔

وفات آپ کی وفات منگل کے دن محرم کی تین تاریخ ایک ہزار چھپن ۱۰۵۶ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

marfat.com

مُلاّ محمد شریف

سجادہ نشین معرفت زاویہ نشین تفرید ملاّں محمد شریف خود آپ اور ملاّں محمد علیمی سیالکوٹی ایک دن حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے تھے اور یہ دونوں دوست تھے۔ اکثر اکٹھے رہے ہیں۔ حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے جاتے ہیں۔ اکٹھے رہتے ہیں اور فقر و فنا کو بہت اچھے طریقہ پر جانتے تھے۔ آج کل قلعہ روہتاس میں گوشہ نشین ہیں اور یہ قلعہ روہتاس کابل کی راہ پر واقع ہے۔ آپ کسی سے کوئی نذر و نیاز قبول نہیں فرماتے اور ریاضت و مجاہدہ میں محو رہتے ہیں۔

مُلاّ ابوبکرؒ

اہلِ حقیقت کے پیشوا مخلوق سے جدا زاہد بے ریا مُلاّ ابوبکر حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تربیت حضرت شیخ ملاّ شاہ کے حوالہ کی اور حضرت میاں جی کی زبان سے اکثر حضرت مُلاّ ابوبکر کی تعریف سُنی ہے۔ آپ کی وفات ایک ہزار انچاس ۱۰۴۹ھ میں واقع ہوئی ہے۔ آپ کی قبر گجرات مضافات لاہور میں ہے۔ میرے شیخ حضرت اخوند کی صحبت میں حاضر ہونے سے پہلے آپ مبارک شیخ کے مدرسہ میں پڑھایا کرتے تھے اور حضرت اخوند صاحب سے میں نے سُنا۔ فرماتے کہ مُلاّ ابوبکر تو علم کی طلب میں کتاب کے دوست تھے۔

ایک دن اپنی تمام کتابیں اٹھا کر لائے۔ آپ کی خدمت میں رکھ دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ملاّں ابوبکر آج کیا ہو گیا ہے کہ تمام کتابیں اٹھا لائے ہو۔ عرض کی حضور آپ ان کتابوں کو طالب علموں میں تقسیم کر دیں تمام خیالات سے دل کو ہٹا لیا ہے اور اب دل کو صرف حضرت میاں میر جی صاحب کے ارشاد پر لگا دیا ہے۔

marfat.com

مُلّا محمد عیسیٰ سیالکوٹی

زہد و تقویٰ کے سرمایہ ملّا محمد عیسیٰ سیالکوٹی حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوکر علم باطنی کے حاصل کرنے میں ثابت قدمی اختیار کئے ہیے کبھی سیالکوٹ چلے جاتے ہیں اور کبھی لاہور میں رہتے ہیں۔ حضرت میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر ارشادات یاد تھے۔ جن کو بیان کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ حضرت میاں جی کے ارشادات ہمیں بہت پسند آتے ہیں۔ آپ کا بتایا ہوا ذکر و شغل دل میں اطمینان پیدا کرتا۔ شعر بیان کرتے اور اکثر طالبان بارگاہ کو اطمینان دیتے۔

سیّد اشرف

سعید و زاہد عابدوں کی سند سید اشرف حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کی خوب صورتی تھے۔ سید تھے اور نسب آپ کا صحیح تھا بڑے ریاضت کرنے والے ہیں۔ بیدار خواب ہیں اور جوانی کے ان دنوں میں بوجہ عبادت و ریاضت کے ضعیف نظر آتے تھے اور حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر راتیں رہا کرتے تھے اور جس دن بادشاہ حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سید اشرف اپنے اہل کے ساتھ وہاں بیٹھے تھے۔ فقیر داراشکوہ اکثر آپ کے پاس بیٹھتا ہے۔ مسکینی میں آپ بے نظیر ہیں اور بوجہ ہمت کے آپ نے حضرت میاں میر جیؒ کے چند موئے مبارک مجھے عنایت فرمائے ہیں اور یہ موئے مبارک حضرت میاں میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود آپ کو عنایت فرمائے تھے۔ فقیر ان بالوں کو لے کر بہت خوش ہوا اور آپ کا ممنون احسان رہا۔ آپ کی وفات بروز دوشنبہ چہار ذی قعد ۱۰۲۴ھ ایک ہزار چوبیس ہزار ہے۔ ان کے علاوہ ملا عبدالجلیل سلہی اور محمد علی ولد شیخ حسن سرہندی خوش نویس ملا محمد کلاں عبداللہ معروف بانیٔ اظہر

marfat.com

عبدالنبی نتھا پراچہ ابراہیم وزیر محمد نتھا پراچہ پر حضرت میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بڑی نظر عنایت تھی۔ شاید اس قدر نظر عنایت اور کسی مرید پر نہیں تھی اور اسی طرح نور محمد تھے کہ بعض خاص امانتیں نور محمد کے پاس ہوتیں اور فقیر کی جانب حضرت نے اگر کوئی خبر روانہ کرنی ہوتی تو میاں محمد کے ہاتھ بھیجتے تھے۔ اور حضرت میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ نے بعض وصیتیں اور امانتیں فقیر کے لئے میاں نور محمد کے ہاتھ ہی روانہ فرمائیں اور ان امانتوں میں ایک سیپ کی بنی ہوئی آپ نے مجھے دی۔ غوث الثقلین اور حضرت خضر علیہ السلام کی طرف سے میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو سیپ کی یہ تسبیح آپ کو ایک ملاقات میں ملی تھی جب کہ حضرت بیمار ہو گئے تھے اور ہنر مند میں غوث الاعظم اور جناب خضر علیہ السلام سے ملاقات کی تھی جو کہ آپ کو بطریق تحفہ ملی تھی۔ اور یہ بھی مجھے عنایت فرمائی۔ حضرت میاں میر کی بیماری میں آپ کی خدمت میں تھے۔ میں نے آپ کی صحبت حاصل کی اور خوش ہوا۔

الحمدللہ کہ سکینتہ الاولیاء کو ختم کیا ہے اور اس کتاب میں حضرت میاں میر جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ پیر دستگیر رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی۔ حالات وضع قطع اور کرامتیں اور طریق زندگی اور اہم واقعات وکرامات اور طریق زندگی کو بیان کیا ہے اور اپنے شیخ کے حالات اور دوسرے اکابر کے حالات اپنے معلومات اور سچے واقعات جو دوسرے اہل طریقت کے لئے تحریر کر دیئے ہیں۔ یہ بات دعویٰ سے کہی جا سکتی ہے کہ یہ کتاب تصوف کی ایک ہزار کتابوں کا جواب ہے اور اس کتاب میں نہایت مختصر کرامات اور اس طبقہ اولیاء کے حالات کو بیان کیا ہے ورنہ ان حضرات کے جو جو واقعات عام لوگوں کی زبانوں پر جاری ہیں۔ ان کو قلم بند کرنا مشکل ہے اس کتاب کو لکھنے اور تحریر میں لانے اور تحریر کو قید میں لانے کا کوئی فائدہ اس وقت حاصل ہوگا کہ فراموش کرنے اور بھول جانے کو نزدیک نہ آنے دیا جائے اور نقل میں یہ ضرور ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کے بیان میں اختلاف

marfat.com

پایا جاتا ہے اور یہ سب چیزیں یاد بھی نہیں رہتی اور یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ یہ کتاب قریب ترین زمانہ میں لکھی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود کافی دن گزر جانے کی وجہ سے یہ کوشش کرلی گئی کہ حضرت میاں میر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید اور حلقہ ارادت کے حضرات ابھی زندہ موجود ہیں۔ ان کو تحریر کر دیا جائے اور کتاب لکھنے کے متعلق باقی حضرات کی رائے بھی حاصل کر لی ہے اور میرا مطلب اس کتاب کے لکھنے میں صرف اپنی عقیدت کو پیش کرنا ہے۔ جامی صاحب فرماتے ہیں۔

قصد شہرت نہ بود جامی را　　کیں ہمہ نظم آبدار نوشت
بہر احباب بر صحیفہ دہر　　نکتۂ چند یادگار نوشت

اس کتاب کے پڑھنے والوں سے امید ہے کہ ظاہری عبارت پر اپنی نظریں نہیں لگائیں گے۔ بلکہ اصل مطلب کو حاصل کریں گے۔ اس کتاب کا مطلب یہ ہے کہ اس گروہ کے بزرگوں کی برکت سے نفس امارہ اور شیطان کی قید سے رہائی حاصل ہو جائے اور اللہ کے دوستوں کے گروہ میں شامل ہو کر حمیت الہٰی کی سعادت سے مشرف ہوں۔ اللہ کریم ہم سب کو اپنی محبت کی سعادت سے مشرف فرمائے۔ آمین الٰہ العالمین۔

marfat.com